1601

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 3۔ جولائی 2006

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

سوالات

(محکمہ جات مال و کالونیز)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

مسودات قانون

i۔ مسودہ قانون نظر ثانی مشاہرات عوامی نمائندگان پنجاب مصدرہ 2006

Ii۔ مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف سنٹرل پنجاب مصدرہ 2006

iii۔ مسودہ قانون (ترمیم) سوسائٹیز رجسٹریشن مصدرہ 2006

iv۔ مسودہ قانون (ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 2006

عام بحث

تھانوں کے ماحول کی اصلاح کے لئے تجاویز

1603

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا پچیسواں اجلاس

سوموار، 3- جولائی 2006

(یوم الاثنین، 6- جمادی الثانی 1427ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 3.00 بجے زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالماجد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَ
النَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى
وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ
الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ
وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ۗ
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾

سُوْرَةُ الْبَقَرَة آیت 177

نیکی یہی نہیں کہ تم مشرق یا مغرب کو (قبلہ سمجھ کر ان) کی طرف منہ کر لو بلکہ نیکی یہ ہے کہ لوگ خدا پر اور روز آخرت پر اور فرشتوں پر اور (خدا کی) کتاب پر اور پیغمبروں پر ایمان لائیں۔ اور مال باوجود عزیز رکھنے کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو دیں اور گردنوں (کے چھڑانے) میں (خرچ کریں) اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں۔ اور جب عہد کر لیں تو اس کو پورا کریں۔ اور سختی اور تکلیف میں اور (معرکہ) کارزار کے وقت ثابت قدم رہیں۔ یہی لوگ ہیں جو (ایمان میں) سچے ہیں اور یہی ہیں جو (خدا سے) ڈرنے والے ہیں (177)

وما علینا الا البلاغ o

سوالات

(محکمہ جات مال و کالونیز)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ مال و کالونیز سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!ایک تو میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ ماشاء اللہ اچھی روایات اسمبلی میں اجاگر فرما رہے ہیں۔آج in time بیٹھنا بہت اچھا ہے، کوئی آئے یا نہ آئے۔اچھی روایات تاریخ کا ایک حصہ بن جاتی ہیں۔

جناب سپیکر!میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ گیس کی قیمتیں انھوں نے بڑھا دی ہیں۔ میں کل راولپنڈی گیا تھا۔جب میں لاہور آتا ہوں تو گاڑی میں -/210 روپے کی گیس پڑتی ہے۔ کل میں نے -/280 روپے کی گیس ایک دفعہ آنے اور جانے کے لئے ڈلوائی ہے۔ابھی بجٹ کی سیاہی نہیں اتری اور یہ مہنگائی سنٹرل گورنمنٹ کی طرف سے آگئی ہے۔

جناب سپیکر: یہ مرکز سے متعلقہ ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر!یہ مسئلہ یہاں پر highlight ہوگا تو سنٹرل گورنمنٹ کے کان کھلیں گے۔اس کے علاوہ لوڈ شیڈنگ کا سلسلہ بہت زیادہ ہو گیا ہے۔آپ یقین کیجئے کہ ہم دو دن کے لئے سیالکوٹ گئے ہیں تو دو دن میں رات کو تین گھنٹے تک نہیں سو سکے۔

جناب سپیکر: آپ اپنے ایم این اے سے کہیں کہ اُدھر یہ مسئلہ اٹھائیں۔

جناب ارشد محمود بگو: میں نے انھیں کہا ہے کہ وہاں شور کریں۔میں یہاں پر آپ کی وساطت سے مرکزی حکومت سے درخواست کرتا ہوں کیونکہ مرکز میں بھی ان کی حکومت ہے۔لوگوں پر مہنگائی کا طوفان گیس کے ذریعے نہ ڈالا جائے۔

جناب سپیکر: آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔پہلا سوال ملک محمد اقبال چنڑ کا ہے۔

وزیر کالونیز: جناب سپیکر!میری درخواست ہے کہ ابھی وزیر مال تشریف نہیں لائے۔دوسرا سوال بھی انہی کا ہے اور وہ میرے محکمے سے متعلق ہے۔اس کو پہلے لے لیں امید ہے کہ اتنی دیر میں وزیر مال تشریف لے آئیں گے۔اس کے بعد پہلے سوال کا جواب دے دیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اس کا جواب وزیر کالونیز بھی دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: ابھی وزیر صاحب آ جائیں گے۔ انھوں نے تیاری کی ہوئی ہے۔ اسے pending کر کے اگلا سوال لے لیتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! وزیر صاحب کو توقت پر آنا چاہئے۔ حکومت کا حال دیکھ لیں کہ رائے اعجاز صاحب اور میاں مناظر صاحب آئے ہیں۔ یہ صورتحال انتہائی افسوسناک ہے۔

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! پارلیمانی گروپ کی میٹنگ ہو رہی تھی اس وجہ سے شاید وہ ابھی نہیں آ سکے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ ابھی آ جاتے ہیں۔ اگلا سوال ملک محمد اقبال چنڑ صاحب کا ہے۔

ملک محمد اقبال چنڑ: سوال نمبر 4231

موضع ڈیرہ بکھا، بہاولپور، محکمہ ریلوے کو لیز پر دی گئی محکمہ مال کی اراضی اور دیگر مسائل کی تفصیل

*4231 ملک محمد اقبال چنڑ: کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) موضع ڈیرہ بکھا (ضلع بہاولپور) میں محکمہ مال کی 1980 میں کتنی اراضی تھی اور اب کتنی اراضی ہے؟

(ب) کتنی اراضی محکمہ مال نے محکمہ ریلوے کو کن کن شرائط پر کب دی؟

(ج) کیا محکمہ مال سے محکمہ ریلوے شرائط کے مطابق اراضی کسی فرد یا ادارے کو لیز/ ٹھیکہ پر دے سکتا ہے؟

(د) اگر شرائط کے مطابق محکمہ ریلوے اراضی کسی فرد یا ادارے کو لیز/ ٹھیکہ پر دینے کا مجاز نہ ہے تو پھر اس وقت کتنی اراضی محکمہ ریلوے نے اس موضع میں کن کن کو لیز/ ٹھیکہ پر دے رکھی ہے؟

(ہ) کیا محکمہ مال خلاف شرائط ایسی اراضی واپس محکمہ ریلوے سے لینے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر کالونیز:

(الف) موضع ڈیرہ بکھا میں سال1980 میں محکمہ مال کی کل ملکیتی اراضی80کنال13مرلہ تھی جواب45کنال01مرلہ ہے۔ دیگر اراضی محکمہ ہائی وے، محکمہ بلدیات اور محکمہ ٹیلی فون وغیرہ کو دی جاچکی ہے۔

(ب) مطابق ریکارڈ سال1980تاحال محکمہ مال نے محکمہ ریلوے کو کسی بھی شرائط پر اراضی نہ دی ہے۔

(ج) محکمہ مال نے اپنی اراضی محکمہ ریلوے کو کسی بھی شرط پر لیز پر نہ دی ہے۔

(د) مطابق ریکارڈ سال1980 محکمہ کا کل رقبہ577 کنال 16مرلہ تھا جو کہ اب بھی 577کنال16مرلہ ہی ہے۔ مطابق ریکارڈ کسی کو لیز/ ٹھیکہ پر نہ دیا گیا ہے۔

(ہ) چونکہ محکمہ مال نے محکمہ ریلوے کو کوئی اراضی نہ دی ہے اور محکمہ ریلوے کی اپنی اراضی577کنال16مرلے ہی بدستور محکمہ ریلوے کے زیر استعمال ہے اس لئے واپسی کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا ہے۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! جو جواب محکمے نے دیا ہے وہ غلط ہے۔ انھوں نے منسٹر صاحب کو misguideکیا ہے اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ اگلے اجلاس تک اس سوال کوpending کیا جائے اور اصل جواب جو کہ صحیح صورتحال ہے وہ منگوایا جائے۔

جناب سپیکر: آپ پہلے منسٹر صاحب کا موقف تو سن لیں؟

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! یہ کوئی ضمنی سوال کریں تو میں اس کا جواب دینے کو تیار ہوں۔

جناب سپیکر: کیا جواب درست ہے؟

وزیر کالونیز: محکمے کی طرف سے جو جواب آیا ہے وہ درست ہے۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! میری جو معلومات ہیں اور میرے پاسdocuments ہیں جو میں آج نہیں لا سکا۔ اس میں صفدر نامی شخص کو محکمہ مال نے لیز پر زمین دی ہوئی ہے اور اس نے اس زمین پر دکانیں بنائی ہوئی ہیں اور آگے اس نے کرایہ پرsublet کی ہوئی ہیں۔ محکمے نے منسٹر صاحب کوmisguide کیا ہے اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ اگلے اجلاس تک اس کوpending کیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ اس کا proof لائیں۔

ملک محمد اقبال چنڑ: میں بالکل لا دوں گا۔ اس کو اگلے اجلاس تک pending کر دیا جائے۔

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! pending کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ اگر میرے دوست کو اس سلسلے میں کوئی ابہام ہے تو بتائیں۔ اس میں دو چیزیں ہیں، ایک تو انھوں نے محکمہ مال کے بارے میں پوچھا ہے۔ محکمہ مال کے بارے میں ہم نے سوال کا جواب دے دیا ہے۔ ان کا دوسرا سوال محکمہ ریلوے کے بارے میں ہے۔ محکمہ ریلوے کی جو زمین ہوتی ہے اس کی تین categories ہوتی ہیں۔ ایک اس کی اپنی زمین ہوتی ہے جو اس نے خریدی ہوتی ہے۔ دوسری acquire کی ہوتی ہے اور تیسری وہ زمین ہوتی ہے جو اس نے صوبائی حکومت سے اپنے مختلف پراجیکٹس کے لئے لی ہوتی ہے۔ مجھے اب یہ پتا نہیں ہے کہ ہمارے دوست کس category کی بات کرنا چاہتے ہیں۔ اگر محکمہ ریلوے کی اپنی زمین ہے اور اس نے sublet کی ہوئی ہے اور کوئی کمرشل چیز بنائی ہوئی ہے تو وہ ریلوے کی زمین ہے اس پر وہ خود جو کرنا چاہیں وہ کر سکتے ہیں۔ وہ فیڈرل گورنمنٹ کا محکمہ ہے، وہ پنجاب گورنمنٹ کے دائرہ اختیار میں نہیں آتا۔

جناب سپیکر: جی، رانا آفتاب احمد خان صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! وزیر صاحب نے 3 categories کا بتایا ہے۔ جب کسی کو زمین لیز پر دے دی جاتی ہے تو وہ اس کو آگے sublet نہیں کر سکتا۔ ان کا جو سوال ہے کہ وہ زمین محکمہ مال کی زمین ہے۔ وہ محکمہ ریلوے کے زیر قبضہ ہے اور انھوں نے آگے sublet کر دی ہے جو کہ غیر قانونی ہے۔ اس پر یہ ریکارڈ لا کر بتانا چاہتے ہیں کہ جو زمین ریلوے کے پاس تھی وہ اس کو sublet نہیں کر سکتے تھے۔ آپ اس کو pending کر لیں، یہ آپ کو ثبوت لا کر دے دیں گے۔ آپ اس کو pending کر بھی سکتے ہیں۔ اگر وہ نہیں لائیں گے تو یہ dispose of ہو جائے گا۔ اگر ان کے پاس ریکارڈ ہے اور جیسا کہ انھوں نے مجھے بتایا ہے تو مہربانی فرما کر اسے pending کر لیں۔

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ محکمے کی طرف سے سوال کا جواب آگیا ہے اگر ان کو کوئی اعتراض ہے تو یہ میرے بھائی ہیں، دوست ہیں ہم اکٹھے ملتے رہتے ہیں۔ میں ذاتی طور پر اس مسئلے کو حل کراؤں گا۔ میں ان سے یہ commitment کرتا ہوں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ ایوان کی بات ہے۔ یہ information جو فراہم کی گئی ہے اگر یہ غلط ثابت ہو جائے تو پھر What action will be proposed by the Minister

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! پھر قانون کے مطابق محکمانہ کارروائی ہو گی۔ ہم نے جو information دی ہے محکمہ اس کو own کرتا ہے۔

جناب سپیکر: اگر ریلوے والوں نے حکومت پنجاب سے زمین لی ہے اور آگے وہ پٹے پر نہیں دے سکتے تھے اور انھوں نے دے دی ہے تو پھر وزیر صاحب فرما رہے ہیں کہ محکمانہ کارروائی ان کے خلاف ہو گی۔ حاجی محمد اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! انھوں نے اپنے جواب کے جز (الف) میں فرمایا ہے کہ محکمہ ہائی وے محکمہ بلدیات اور محکمہ ٹیلی فون وغیرہ کو زمین دی گئی ہے۔ ان تینوں محکموں کو کتنی کتنی زمین دی گئی ہے؟

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! اس میں کل ملکیتی اراضی 80 کنال 13 مرلے تھی اس میں سے 5 کنال ایک مرلہ مختلف محکموں کو زمین ترقیاتی کاموں، فلاحی مقاصد اور ٹیلی فون کے قیام کے لئے دی گئی ہے۔ ان مقاصد کے لئے free of cost زمین دی گئی ہے۔ چونکہ گورنمنٹ کی پالیسی ہے کہ ایک محکمہ سے دوسرے محکمہ کو مختلف ترقیاتی سکیموں کے لئے اراضی free of cost دی جاتی ہے۔ وہ سرکاری محکمے سے سرکاری محکموں کو دی گئی ہے اور فلاحی مقاصد کے لئے دی گئی ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! وزیر صاحب ہر محکمہ کو کتنی کتنی زمین دی گئی ہے۔ یہ علیحدہ علیحدہ بتا دیں۔

وزیر کالونیز: میں نے کل بتا دی ہے۔ انھوں نے علیحدہ نہیں پوچھی۔ اگر یہ نیا سوال دے دیں تو ہم اس کا جواب دے دیں گے۔

جناب سپیکر: جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! انھوں نے محکمہ ہائی وے کو جو زمین دی ہے وہ کن شرائط پر اور کتنی مدت کے لئے لیز پر دی ہے۔

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ ایک محکمے سے جو دوسرے محکمے کو زمین دی جاتی ہے وہ مفت دی جاتی ہے۔ زمین مختلف ترقیاتی اور فلاحی مقاصد کے لئے دی جاتی ہے اور مستقل طور پر دی جاتی ہے۔ وہ زمین بھی مختلف فلاحی اور رفاہی مقاصد کے لئے دی گئی ہے اور مستقل طور پر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ پہلے روکھڑی صاحب تشریف فرما نہیں تھے۔ اب وہ آ گئے ہیں تو ملک محمد اقبال چنڑ صاحب کا سوال لیتے ہیں۔ جی، چنڑ صاحب!

ملک محمد اقبال چنڑ: سوال نمبر 4230۔

بہاولپور میں تحصیلداروں، نائب تحصیلداروں، گرداوروں اور پٹواریوں کی تفصیلات

*4230 ملک محمد اقبال چنڑ: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) بہاولپور میں اس وقت کتنے تحصیلدار، نائب تحصیلدار، گرداور اور پٹواری تعینات ہیں۔ ان کے نام مع جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کتنے تحصیلدار، نائب تحصیل دار اور گرداور کے پاس ایک سے زائد سیٹوں کا اضافی چارج ہے ان کے نام اور دیگر تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) ان میں کتنے ملازمین عرصہ تین سال سے بہاولپور میں ایک سیٹ پر کام کر رہے ہیں ان کے نام اور ایک ہی جگہ تین سال سے زائد تعیناتی کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا حکومت تین سال سے زائد بہاولپور میں تعینات ملازمین کو دوسرے جگہ ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال:

(الف) بہاولپور ضلع میں اس وقت 5 تحصیلدار 9 نائب تحصیلدار 41 گرداور اور 221 پٹواری تعینات ہیں ان کے نام مع جگہ تعیناتی کی تحصیل وار فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع ہذا میں عبدالسلام قریشی نائب تحصیلدار، اوچ شریف کے پاس اضافی سرکل چنی گوٹھ کا چارج موجود ہے کیونکہ محمد ساجد قریشی نائب تحصیلدار کو دفتر ضلع پابند کیا گیا ہے

اس کے علاوہ تحصیل حاصل پور میں درج ذیل گرداوروں کے پاس اضافی چارج ہے۔

1۔ ملک بشیر احمد گرداور اضافی چارج آفس قانونگو

2۔ چودھری محمد منیر گرداور اضافی چارج 194/مراد

3۔ عبدالرشید صابری گرداور اضافی چارج مڈھرانوالہ اضافی چارج کی تحصیل وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع بہاولپور میں ایک نائب تحصیلدار 12 گرداور اور 23 پٹواری تین سال سے زائد عرصہ سے ایک ہی جگہ پر تعینات ہیں۔ تحصیل وار فہرست شامل ہے۔ تعیناتی کے تین سال پورے ہونے پر تبادلہ لازمی نہیں ہے۔

(د) حکومت کی ٹرانسفر پالیسی کے تحت یہ لازم نہیں کہ تین سال کا عرصہ مکمل ہونے پر کسی کو ضرور تبدیل کیا جائے۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! ان کے جواب میں یہ لکھا ہے کہ جن افسران کو تین سال گزر چکے ہیں۔ کوئی قانون ایسا نہیں ہے کہ ہم ان کو اس جگہ سے ٹرانسفر کر سکیں۔ وہاں پر جو تین سال سے گرداور، پٹواری اور تحصیل دار رہ رہے ہیں میں ان کا کارنامہ اس معزز ایوان کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب نے اعلان کیا تھا کہ ہر لمبردار کو لمبرداری کی ساڑھے بارہ ایکڑ زمین لمبردار کی حیثیت سے ملے گی تو ایک تحصیل دار صاحب نے ایک لمبردار موضع سنجر جو اس وقت تک زندہ ہے۔ انھوں نے اس زمین کو ہتھیانے کے لئے، اس کا اشتہار لگوایا کہ وہ فوت ہو چکا ہے۔ میں وہ اشتہار پڑھ دیتا ہوں اور رپورٹ بھی پڑھ دیتا ہوں۔

اشتہار برائے تعیناتی مستقل لمبرداری موضع سنجر تحصیل بہاولپور

صدر بذریعہ اشتہار ہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ موضع سنجر کا مستقل لمبردار بارضائے الٰہی فوت ہو چکا ہے۔ مستقل لمبر کا عہدہ خالی ہے۔ عہدہ لمبرداری کو پر کرنے کے لئے معززین زمینداران دیہہ کی درخواستیں مطلوب ہیں۔ خواہشمند حضرات مورخہ 06-04-28 تک اپنی درخواستیں مکمل کر کے دفتری اوقات میں زیر دستخطی کے پیش کریں۔ میعاد گزرنے کے بعد کسی درخواست پر غور نہیں کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! یہ لمبردار اس وقت تک زندہ ہے اور یہ 1945 سے یہ لمبردار چلا آ رہا ہے۔ میں اس کی 1945 کی رپورٹ پڑھتا ہوں۔

از اسسٹنٹ کمشنر بہاولپور مسل پیش ہو کر رپورٹ تحصیلدار صاحب بہاولپور مورخہ 18-12-45 ملاحظہ ہوئی۔ اس رپورٹ سے پہلے تحصیلدار صاحب بہاولپور 40-10-22 کو محمد امین لمبر دار موضع سنجر کے خلاف تحریک معطلی کی سفارش کی۔ جس پر ہم نے اس کو معطل کر کے جوابدہی کمیٹی کے لئے محکمہ ہذا میں طلب کیا لیکن اس اثناء میں تحصیلدار صاحب بہاولپور نے اس لمبر دار کی بحالی کے لئے سفارش کی ہے اور وجوہات بحالی یہ ظاہر کی ہیں کہ پہلے اس کو جو طلب کیا گیا تھا در اصل لمبر دار ان ایام میں بیمار تھا جیسا کہ پیش کردہ سرٹیفکیٹ ڈاکٹری سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ پس ان حالات میں تحصیلدار صاحب کے لئے یہ ضروری تھا کہ اولاً تاریخ معطلی کے وقت اتنی جلدی سے کام نہ لیتے لہذا اب تحصیلدار صاحب بہاولپور محمد امین لمبر دار موضع سنجر کو معطلی سے بحال کیا جاتا ہے۔ احکام جاری ہوں۔ مسل داخل دفتر ہو۔

جناب سپیکر: آپ کے سوال میں تو لمبر دار کا ذکر نہیں ہے۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جو تحصیلدار وہاں تین سال سے رہ رہے ہیں اور وہ گھر کے بنے ہوئے ہیں کہ کہاں کہاں state land پڑی ہوئی ہے اور کس طرح ہم نے اس زمین کو اپنے نام یا کسی لینڈ مافیا والے کے نام لگوانا ہے یہ انہی کا کارنامہ ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

ملک محمد اقبال چنڑ: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو لوگ وہاں تین سال سے تعینات ہیں اور وہ لینڈ مافیا کے رکن ہیں ان کو وہاں سے تبدیل کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مال!

وزیر مال: جناب سپیکر! سوال میں لمبر دار کا ذکر نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جو تحصیلدار، پٹواری یا قانونگو جن کا عرصہ تین سال ہو چکا ہے کیا محکمہ ان کو ٹرانسفر کرنے کا کوئی ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر مال: جو آدمی کام ٹھیک کر رہا ہو اور اس کی شکایت نہ ہو۔ اس کو تبدیل نہیں کیا جاتا۔ چنڑ صاحب میرے بھائی ہیں۔ ان کو کسی کے متعلق شکایت ہے تو مجھے لکھ کر دیں میں اس پر کارروائی کروں گا۔

جناب سپیکر: جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! انھوں نے جز (ب) میں کہا ہے کہ ساجد قریشی نائب تحصیلدار کو دفتر ضلع پابند کیا گیا ہے۔ میرا ان سے پہلا سوال تو یہ ہے کہ کن وجوہات کی بناء پر ساجد قریشی نائب تحصیلدار کو ضلع دفتر میں پابند کیا گیا ہے۔ دوسرا میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ نائب تحصیلدار، گرداور اور پٹواری کی ٹرانسفر کرنے کا مجاز افسر کون ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مال!

وزیر مال: جناب سپیکر! نائب تحصیلدار اور پٹواری کا مجاز افسر ضلع کا ای ڈی او (ریونیو) ہوتا ہے اور وہی اس کا تبادلہ کر سکتا ہے۔ سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو بھی آؤٹ آف ڈسٹرکٹ تبادلہ کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر: اور یہ ساجد قریشی کو ضلع میں کیوں پابند کیا گیا یہ ان کا سوال ہے؟

وزیر مال: جناب سپیکر! یہ تو ضمنی سوال ہے۔ اب کیوں کیا گیا ہے یہ مجھے تو نہیں پتا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ کا جواب آیا ہے کہ اس کو ضلع میں پابند کیا گیا ہے۔ یہ جز (ب) ہے اور اس میں لکھا ہوا ہے کہ عبدالسلام قریشی نائب تحصیلدار، اوچ شریف کے پاس اضافی سرکل چنی گوٹھ کا چارج موجود ہے کیونکہ محمد ساجد قریشی نائب تحصیلدار کو دفتر ضلع پابند کیا گیا ہے۔ ان کا سوال یہ ہے کہ محمد ساجد قریشی کو دفتر ضلع کیوں پابند کیا گیا ہے؟

وزیر مال: مجھے نہیں پتا۔ یہ نیا سوال دے دیں میں اس کا جواب دے دوں گا۔

جناب سپیکر: چلو پتا کر کے بتا دیں۔ اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: سوال نمبر 5218۔

تحصیلداروں / نائب تحصیلداروں کی محکمانہ کارکردگی میں اضافے کے لئے حکومتی اقدامات

*5218۔ سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا حکومت تحصیلداری نظام کی اصلاح اور 1990 سے مقرر شدہ کم از کم تعلیمی قابلیت "بی۔اے" میں مزید اضافہ کرنے اور نائب تحصیلداروں کی جدید خطوط پر تعلیم و تربیت مہیا کرنے کا کوئی پروگرام رکھتی ہے؟

(ب) کیا حکومت اس وقت محکمہ مال کے ملازم تحصیلداروں اور نائب تحصیلداروں کی ترقی کو انفارمیشن ٹیکنالوجی، ریونیو وصولی کے جدید نظام کے بارے میں اعلیٰ تعلیم سے مشروط کرنے کو تیار ہے؟

وزیر مال:

(الف) حکومت پنجاب کے تحت مقابلہ کا امتحان برائے پبلک سروس کمیشن بابت سکیل نمبر 16 کے لئے بنیادی تعلیمی معیار بی اے مقرر ہے اس لئے حکومت تحصیلداروں اور نائب تحصیلداروں کی اسامیوں کے لئے بنیادی تعلیمی قابلیت میں کسی ردوبدل کا ارادہ نہیں رکھتی۔ نائب تحصیلداروں کو جدید خطوط پر تربیت دینے کے لئے انہیں مینجمنٹ اینڈ پروفیشنل ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ میں چھ ہفتہ کا تربیتی کورس کروایا جاتا ہے، تربیتی کورس ہر نائب تحصیلدار کے لئے لازمی ہے۔

(ب) حکومت کی تازہ ترین پالیسی کے تحت جس کا اعلان بذریعہ چٹھی نمبری SOR-II(S7GAD)2-17/02 مورخہ 04-06-04 کیا گیا ہے۔ اب تمام تحصیلداروں اور نائب تحصیلداروں کو اپنی ترقی کے لئے محکمہ مینجمنٹ اینڈ پروفیشنل ڈویلپمنٹ کے ہاں چھ ہفتہ کا تربیتی کورس جس میں کمپیوٹر کی تربیت اور انفارمیشن ٹیکنالوجی بھی شامل ہے، لازماً کرنا ہوگا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ---

جناب سپیکر: موبائل فون بند کر لیں۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! شاہ صاحب نے پہلے بھی یہ مسئلہ اٹھایا تھا اور میں نے بھی اٹھایا تھا کہ ہم قومی اسمبلی میں گئے تھے، قومی اسمبلی کے اندر موبائل فون کا سارا سسٹم جام ہو جاتا ہے۔ میں نے سپیکر قومی اسمبلی چودھری امیر حسین سے پوچھا کہ آپ نے یہ کیسے کروایا ہے تو انہوں نے کہا کہ Jazz والوں نے ہمیں یہ فری آف کاسٹ لگا کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وہ ہم بھی کر رہے ہیں۔ جی، احسان اللہ وقاص صاحب! ویسے شاہ صاحب بھی باز آ جائیں تو میرا خیال ہے کہ ایسا مسئلہ نہیں ہوگا۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں تو ہمیشہ بند رکھتا ہوں اور میں تو موبائل لے کر ہی نہیں آتا اور غلطی سے جیب میں آ گیا ہے۔ بہر حال معذرت چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! جز (ب) میں یہ فرمایا گیا ہے کہ تحصیلدار اور نائب تحصیلداروں سے آپ بخوبی آگاہ ہیں کہ ہمارے محکمہ مال کے اہم ترین افسران میں سے ایک ہوتے ہیں اور دونوں عہدے الا ماشاء اللہ کسی ایک کو چھوڑیں، کسی کی آمدنی پانچ دس لاکھ روپے مہینے سے کم نہیں ہوتی اور گورنمنٹ کے لئے نہیں صرف اپنے لئے "گراہی" کرنے کے علاوہ ان کا کوئی کام نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ گورنمنٹ نے یہ طے کیا تھا کہ پورے پنجاب کے اندر پٹوار کے نظام کو کمپیوٹرائز کر دیا جائے گا۔ اب اس کے لئے انہوں نے جواب کے جز (ب) میں فرمایا ہے کہ ان کی پروفیشنل ڈویلپمنٹ کے لئے چھ ہفتے کا تربیتی کورس جس میں کمپیوٹر کی تربیت اور انفارمیشن ٹیکنالوجی بھی شامل ہے، لازمی کرنا ہوگا۔ یہ انہوں نے تحصیلداروں اور نائب تحصیلداروں کو پابند کیا ہے کہ انہیں اپنی ترقی کے لئے یہ کورس ضرور کرنا پڑے گا۔ میرا سوال یہ ہے کہ یہ صرف ڈیڑھ ماہ کے تربیتی کورس کے نتیجے میں کمپیوٹر ٹریننگ اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کی جو تعلیم حاصل کریں گے، کیا جو حکومت پنجاب یہاں کمپیوٹر کورس نافذ کرنا چاہتی ہے اس کو چلانے کی ان میں اہلیت ہوگی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مال!

وزیر مال: جناب سپیکر! یہ ڈیڑھ مہینے کا جو کورس ہے یہ ایک قسم کا تعارفی کورس ہے، تحصیلدار، پٹواری یا گرداور اس کمپیوٹر پر نہیں بیٹھیں گے، نیا کمپیوٹر آپریٹر بھرتی کیا جائے گا۔ جب یہ سسٹم لاگو ہوگا اور وہ پورا qualified آدمی ہوگا اور اس کی تنخواہ اور عہدہ آفیسر کیڈر میں ہوگا۔ لہذا ان کو اتنا ٹرینڈ کیا گیا ہے کہ کمپیوٹر میں جو کچھ آپ نے مقامی لحاظ سے feed کرنا ہے وہ کیسے کرنا ہے یہ اس ڈیڑھ ماہ میں انشاء اللہ سیکھ جائیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے الف جز میں کہا ہے کہ یہ تربیتی کورس دیا ہے کہ کیا تربیتی کورس میں ریونیو وصولی کے جدید نظام کی آگاہی بھی شامل ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مال!

وزیر مال: جناب سپیکر! ریونیو کا جو نظام ہے اس کو تو تبدیل نہیں کیا جا رہا لیکن اسے کمپیوٹرائزڈ کیا جا رہا ہے۔ جو وہ پہلے ملازم ہیں یا جن کو یہ کورس سکھایا جا رہا ہے اس میں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اتنا تو وہ ریونیو کے متعلق پہلے ہی جانتے ہیں، کمپیوٹرائزیشن سے مراد تو یہ ہے کہ جو ریکارڈ ہے اور جو ریکارڈ انتقال یا وراثت کے ذریعے تبدیل ہوتا رہتا ہے وہ ان کو feed کریں، ان کو دیں تاکہ وہ کمپیوٹر میں لے آئیں۔ جیسے میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ کمپیوٹرائزیشن کے لئے کمپیوٹر پر جو کام کریں گے وہ ٹرینڈ ہیں اور ٹرینڈ ہوں گے اور ان کو اس وقت بھرتی کیا جائے گا جب یہ سسٹم چالو ہو گا۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ ہمارے بڑے قابل احترام وزیر ہیں اور سینئر وزیر ہیں میں ان کی اس رائے سے اختلاف کرتا ہوں کہ اوپر کے کسی افسر کو کسی چیز کا کچھ پتا نہ ہو اور نیچے ان کا جو کمپیوٹر آپریٹر ہے وہ صرف feeding کا کام کرے گا تو اس کو گائیڈ لائن کیا دینی ہے، کمپیوٹر کے سسٹم کو کس طرح چلانا ہے؟

جناب سپیکر: اس کو تو کام بتانا ہے اور آگے کمپیوٹر آپریٹر نے کام کرنا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! اگر ہماری زندگی میں کبھی یہ ہو گیا جس کا امکان ہمیں نظر کم آتا ہے اور وہ کوئی گائیڈ لائن دے گا تو اس کے مطابق وہ کمپیوٹر آپریٹر feed کرے گا۔ جو یہ فرما رہے ہیں کہ اس کو کمپیوٹر کا علم ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے تو مجھے ان کی اس بات سے اتفاق نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب طاہر اقبال چودھری کا ہے۔

HAJI MUHAMMAD EJAZ: Mr. Speaker! On his behalf Question No. 6468

جناب سپیکر: جی، حاجی اعجاز صاحب on his behalf ہیں۔

ضلع وہاڑی، 2003تا2005، بے گھر افراد کو الاٹ کی گئی اراضی کی تفصیل

*6468۔ جناب طاہر اقبال چودھری: کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

حکومت نے سال2003 سے جنوری2005 تک ضلع وہاڑی میں کتنے بے زمین، بے گھر افراد کو گھر بنانے کے لئے زمین الاٹ کی۔ اس سلسلہ میں کہاں کہاں اور کتنی کتنی مالیت سے جگہ خریدی گئی؟

وزیر کالونیز:

جناب ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) ضلع وہاڑی سے مطلوبہ تفصیل طلب کی گئی ہے۔ ہر تحصیل کی علیحدہ علیحدہ تفصیل درج ذیل ہے۔

تحصیل وہاڑی

تحصیل وہاڑی میں2005 تک کل3541 بے گھر افراد کو گھر بنانے کے لئے زمین الاٹ کی گئی یہ تمام اراضی سرکاری تھی اور کسی سے کسی قیمت پر خرید نہ کی گئی ہے۔

تحصیل بوریوالہ

تحصیل بوریوالہ میں سال2003 سے جنوری2005 تک بے زمین، بے گھر افراد کو جناح آبادی سکیم کے تحت3868 پلاٹوں کی الاٹمنٹ کے لئے سکروٹنی زیر کارروائی ہے۔ تاہم جناح آبادی سکیم کے لئے کوئی رقبہ خرید نہ کیا گیا ہے۔

تحصیل میلسی

تحصیل میلسی میں سال2003 سے جنوری2005 تک بے گھر افراد کو کوئی زمین الاٹ نہ کی گئی ہے اور نہ ہی اس مقصد کے لئے کوئی زمین خریدی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ تحصیل وہاڑی میں3541 بے گھر افراد کو گھر بنانے کے لئے زمین الاٹ کی گئی۔ یہ ایک تو یہ فرمادیں کہ کن شرائط پر زمین الاٹ کی گئی اور دوسرا یہ فرمائیں کہ کیا ہر ایک کو ایک جیسی زمین الاٹ کی گئی یا مختلف قسم کے پلاٹ دیئے گئے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر کالونیز!

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ یہ حکومت پنجاب کی طرف سے ان تمام افراد کو مفت زمین الاٹ کی گئی ہے اور تمام زمین کا سٹیٹس ایک جیسا ہے۔ اس میں ایسی بات نہیں ہے کہ کسی کا اچھا پلاٹ ہوگا اور کسی کا برا ہوگا، ایک ہی سرکاری زمین پر ان کو پلاٹ بنا کر دیئے گئے ہیں۔ وہ مفت زمین ہوگی اور پنجاب حکومت ان سے کوئی پیسا نہیں لے گی۔

جناب ارشد محمود بگو: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے تحصیل بوریوالہ کے متعلق یہ فرمایا ہے کہ تحصیل بوریوالہ میں سال 2003 سے جنوری 2005 تک بے زمین، بے گھر افراد کو جناح آبادی سکیم کے تحت 3868 پلاٹوں کی الاٹمنٹ کے لئے سکروٹنی زیر کارروائی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ سوال 2005 میں کیا گیا تھا اور اس وقت سکروٹنی کی موجودہ پوزیشن کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر کالونیز!

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ کام اب مکمل ہو چکا ہے اور جولائی یا اگست میں اس کی تقسیم شروع ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: سوال نمبر 5219۔

تحصیل صادق آباد، رحیم یار خان، ملٹری فارم کے آبیانے اور تاوان کی ادائیگی

*5219۔ سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ملٹری فارم واقع چک نمبر 157 P,158/P/اور 152 P/ تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان کے 1993 سے آبیانہ کے تقریباً 24 لاکھ روپے بقایا واجب الادا ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ملٹری فارم کے انچارج کے ایماء پر موگہ جات توڑے گئے جس پر محکمہ آبپاشی نے 50 لاکھ روپے سے زائد رقم بطور تاوان عائد کی جس کی وصولی کے لئے محکمہ مال کو باقاعدہ مطلع کیا گیا؟

(ج) کیا اس ملٹری فارم کی انتظامیہ سے آبیانہ کی واجب الادا رقم اور تاوان کی رقم وصول کر لی گئی ہے۔ تو کتنی کتنی وصول کی گئی اور اگر وصول نہیں کی گئی تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) 1993 سے 30-جون 2004 تک ہر سال آبیانہ کی کتنی رقم اس فارم پر واجب الادا تھی اور کتنی رقم وصول ہوئی۔ تفصیل سے مطلع فرمائیں؟

وزیر مال:

(الف) یہ درست ہے کہ ملڑی فارم چک نمبر 152 P,157/P,158/P/تحصیل صادق آباد کے ذمے آبیانہ خریف 93 یار بیع 2003 Rs.34,22,900/- واجب الادا ہیں۔

(ب) محکمہ آبپاشی نے موگہ جات توڑنے پر پچاس لاکھ تاوان کی وصولی کے لئے محکمہ مال کو مطلع نہ کیا ہے۔

(ج) واجب الادا رقم کی وصولی تاحال نہ ہوئی ہے۔

(د) اس فارم کے ذمہ آبیانہ -/34,22,900 روپے واجب الادا ہیں جن کی وصولی نہ ہوئی ہے تاحال بقایا ہے۔ سال وار تفصیل درج ذیل ہے:-

سال 1993 -/Rs.41,844	1994 -/Rs.77,245	1995 -/Rs.3,11,030
سال 1996 -/Rs.2,72,778	1997 -/Rs.1,91,170	1998 -/Rs.2,29,620
سال 1999 -/Rs.2,14,816	2000 -/Rs.2,61,549	2001 -/Rs.6,58,045
سال 2002 -/Rs.2,58,805	2003 -/Rs.9,04,996	کل رقم -/Rs.34,22,900

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! آپ سوال بھی دیکھ لیں اور اس کا جواب بھی دیکھ لیں کہ خود کو بھی شرمسار کر، مجھ کو بھی شرمسار کر۔ اب آپ دیکھیں کہ جب میں نے سوال کیا تھا اس وقت ملٹری فارم کے ذمے تقریباً 24 لاکھ روپیہ تھا جواب بڑھ کر 34 لاکھ 22 ہزار نو سو روپے ہو چکا ہے۔ اگر ایک عام زمیندار آبیانے کے پیسے ادا نہیں کرتا تو یہ اس کا پانی کاٹ دیتے ہیں، اس کو پکڑ کر جیل میں بند کر دیتے ہیں اور اس پر پانچ سو اور مصیبتیں نازل کر دیتے ہیں۔ یہ ملٹری فارم ہیں اور انہوں نے خود جز (د) میں اس کی تفصیل بتائی ہے کہ 1993 سے ان کے ذمے جو پیسے بنتے ہیں وہ نہیں دے رہے۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں جناب وزیر مال سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان بر چھوں سے انہوں نے پیسے لینے کا کیا انتظام کیا ہے اور جو ان کے واجب الادا آبیانہ کی رقوم ہیں یہ کب تک وصول کر لیں گے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مال!

وزیر مال: جناب سپیکر! طریق کار یہی ہوتا ہے کہ وصولی کے لئے نوٹس جاری کیا جاتا ہے۔ وہ نوٹس ہم نے ان کو جاری کیا ہے اور ایک آفیسر کو بھیجا ہے۔ ان کو کہا ہے کہ آپ دے دیں۔ انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ جون کے بعد یعنی اس سال جولائی میں آپ کو سارا کلئیر کر دیں گے لہذا ہم نے کوئی اور ایکشن نہیں لیا۔ اگر انہوں نے جولائی میں نہ دیا تو ہم جو بھی مناسب ہوا ضرور ایکشن لیں گے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز: شکریہ۔ جناب سپیکر! انہوں نے جواب کے جز(ب) میں فرمایا ہے کہ محکمہ آبپاشی نے موگہ جات توڑنے پر 50 لاکھ روپے تاوان کی وصولی کے لئے محکمہ مال کو مطلع نہ کیا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا ملٹری فارم والوں نے موگہ توڑا تھا یا نہیں؟ اس کا دو ٹوک جواب دیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مال!

وزیر مال: جناب سپیکر! موگہ توڑا تھا یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر مال: جناب سپیکر! یہ کام محکمہ ریونیو سے متعلق نہیں ہے بلکہ اریگیشن کا ہے۔ اریگیشن کا اگر کوئی موگہ توڑے تو وہ پولیس کے پاس پرچہ درج کرواتے ہیں اور اسیسمنٹ بھی اریگیشن ڈیپارٹمنٹ ہی کرتا ہے۔ ہم صرف وصولی کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب! وہ تو اریگیشن سے متعلقہ ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 50 لاکھ روپے تاوان کی وصولی کے حوالے سے محکمہ اریگیشن کے فاضل وزیر نے اسی ہاؤس کے اندر کہا تھا کہ انہوں نے ہمارا موگہ توڑا ہے۔ میرے پاس اس سوال کا نمبر ریکارڈ میں موجود ہوگا اور اس پر ہم نے 50 لاکھ روپے جرمانہ کر دیا ہے۔ اب پچاس لاکھ روپے تاوان کی وصولی کے لئے محکمہ مال کو مطلع نہ کیا گیا ہے۔ اریگیشن کے محکمہ کو محکمہ مال کو اس بات کی اطلاع دینے کے لئے کہ پچاس لاکھ روپے تاوان ان سے وصول کریں، کتنی مدت درکار ہوتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مال!

وزیر مال: جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ اریگیشن ڈیپارٹمنٹ نے ہی جرمانہ کرنا ہے، اسیسمنٹ بھی انہوں نے کرنی ہے اور موگے سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔

جناب سپیکر: وصولی تو آپ نے کرنی ہے۔

وزیر مال: جناب سپیکر! جب وہ ہمیں ڈیمانڈ بھیجتے ہیں تو تب ہم وصول کرتے ہیں۔ وہ نہ بھیجیں تو ہمیں کچھ پتا نہیں ہوتا کہ کیا ہم نے وصول کرنا ہے۔ بعض اوقات وہ عدالتوں میں چلے جاتے ہیں اور کیس pending ہو جاتے ہیں۔ ہمارے پاس ڈیمانڈ آئے تو پھر ہم active ہوتے ہیں اور اگر ہمارے پاس ڈیمانڈ نہ آئے تو یہ ان کا اپنا مسئلہ ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سید احسان اللہ شاہ صاحب بڑے سادہ آدمی ہیں۔ ملٹری تو بار بار آئین توڑتی ہے، موت کی سزا مقرر ہے، وہ ہم نہیں دے سکتے تو یہ موگہ جات دینے پر کیا ہو سکتا ہے---

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: (مسکراتے ہوئے) ان کو یہ معاف کر دیا جائے اور کیا آئندہ کے لئے بھی کوئی ایسی تجویز زیر غور ہے؟

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب سمیع اللہ خان صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے، question dispose of ہوا۔ اگلا سوال ملک اصغر علی قیصر صاحب کا ہے۔

RANA AFTAB AHMED KHAN: Mr. Speaker! On his behalf sir, Question No. 5536.

کوٹ نکہ، تحصیل پنڈی بھٹیاں، محکمہ مال کے ریکارڈ کی چوری

***5536 ملک اصغر علی قیصر:** کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 3۔اگست 2003 کو کوٹ نکہ تحصیل پنڈی بھٹیاں کا پورا ریکارڈ، پرت سرکار سے پرت پٹوار مع مسل حقیت وانتقالات چوری ہو گئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس ریکارڈ کو چوری کروانے میں متعلقہ پٹواری، گرداور اور نائب تحصیلدار برابر کے شریک ہیں کیونکہ انہوں نے محکمہ مال کے ریکارڈ میں جعل سازی سے ہیرا پھیری کی تھی؟

(ج) کیا اس سلسلہ میں کوئی انکوائری ہوئی جن جن اہلکاران/افسران کے ملوث ہونے کا انکشاف ہوا ہے ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) محکمہ مال نے مذکورہ چوری کی ایف آئی آر کس تھانہ میں درج کروائی، اس کی نقل فراہم کی جائے، نیز آج تک اس سلسلہ میں کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟

وزیر مال:

(الف) درست ہے۔ مورخہ 30/31۔جولائی 2003 کی درمیانی رات ریکارڈ پرت سرکار و پرت پٹواری چوری ہو گئے تھے، مسل حقیت زیر تکمیل تھی۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ محکمہ مال کے ریکارڈ میں جعل سازی سے ہیرا پھیری نہ ہوئی تھی۔

(ج) اس سلسلہ میں ایف آئی آر نمبر 326/2003 مورخہ 30-08-03 تھانہ پنڈی بھٹیاں میں درج کروائی گئی۔ محمد یوسف پٹواری موجودہ اور سابقہ پٹواری محمد جہانگیر جو کہ اس وقت برخاست تھا، کو بعد تفتیش گرفتار کیا گیا جن کی ضمانت جناب سپیشل جج انٹی کرپشن گوجرانوالہ نے منظور فرمائی تھی۔

(د) تھانہ پنڈی بھٹیاں میں ایف آئی آر درج کروائی گئی جس کی نقل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے، اب بحکم عدالت عالیہ لاہور تفتیش جناب DIG Crime Range گوجرانوالہ ڈویژن کے پاس جاری ریکارڈ موضع کوٹ نکہ پولیس نے ایک مارکیٹ نزد تھانہ پنڈی بھٹیاں سے ریکور کیا تھا جس کو سپرد داری پر جناب سپیشل جج انٹی کرپشن گوجرانوالہ ڈویژن سے حاصل کیا گیا، ماسوائے مسل حقیت کے جو زیر تکمیل تھی یہ سالم ریکارڈ مل گیا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جز (ب) میں لکھا ہے اور سوال یہ تھا کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ اس ریکارڈ کو چوری کروانے میں متعلقہ پٹواری شامل تھا، شریک تھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ درست نہ ہے مگر ساتھ ہی جز (ج) میں انہوں نے لکھا ہے کہ محمد یوسف پٹواری موجودہ اور سابقہ پٹواری محمد جہانگیر جو کہ اس وقت برخاست تھا کو بعد تفتیش گرفتار کیا گیا ہے۔ پونے دو سال پہلے کا یہ جواب ہے پہلے تو یہ اس کی latest position بتائیں کہ کیا ہے۔ جو ریکارڈ پکڑا گیا تھا، انہوں نے کہا کہ مارکیٹ سے یہ ریکارڈ برآمد ہوا ہے۔ برآمدگی بتائیں کہ کس کے ذمے پڑی ہے اور plus اس کی latest position کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مال!

وزیر مال: جناب سپیکر! یہ پرچہ ہوا اور وہ گرفتار ہیں اور ان کی ضمانت عدالت سے ہو گئی ہے۔ ریکارڈ سوائے مسل حقیت جمع بندی جو ابھی آدھی ہی بنی ہوئی تھی وہ صرف نہیں ملی باقی ریکارڈ مکمل مل گیا ہے۔ عدالت میں کیس چل رہا ہے اور اس کے بعد ہی پھر کوئی فیصلہ عدالت کرے گی۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جس طرح رانا صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ (ب) میں بالکل deny کرتے ہیں کہ کچھ نہیں ہوا تھا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سابق پٹواری جہانگیر کے خلاف الزامات کیا تھے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مال!

وزیر مال: جناب سپیکر! ریکارڈ غائب ہونے کے الزامات تھے اسی لحاظ سے یعنی کہ ریکارڈ چوری ہوا تھا اور وہ تو اس کے قبضے میں تھا اس لئے اس کو معطل بھی کیا گیا اور پرچہ بھی کروا دیا گیا۔ پولیس تفتیش کر رہی ہے اور عدالت میں کیس ہے اور عدالت سے اس کی ضمانت ہو گئی ہے اور تفتیش ابھی مکمل نہیں ہوئی اور عدالت کے فیصلے کے بعد ہی ان کو dismiss کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ کیا جائے گا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ فرما رہے ہیں اور اب تین سال ہو گئے ہیں تو ابھی تفتیش مکمل نہیں ہوئی ہے۔ اگر تین سال میں تفتیش مکمل نہیں ہو گی تو یہ ٹرائل کیسے ہو گا، یہ بتائیں کہ محکمہ نے کیا initiative لئے ہیں کہ اس کی انکوائری مکمل ہو جائے اور اس کا جلد از جلد ٹرائل مکمل ہو جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مال!

وزیر مال: جناب سپیکر! عدالتی فیصلہ باقی ہے۔ پولیس نے کیس عدالت میں دے دیا ہے۔ میں نے کہا ہے کہ اس کے خلاف الگ محکمانہ انکوائری کریں تو عدالت کا فیصلہ آنے کے بعد ہم ایکشن لیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! under section 457 and 380 of Pakistan Penal Code جب یہ چالان چلا جائے گا تو وہاں پر naturally شہادتیں بھی ہونی ہیں، سب کچھ ہونا ہے اور چارج شیٹ ہونا ہے تو اس وقت case کس stage پر ہے۔ کیس انٹی کرپشن میں ٹرائل ہو رہا ہے تو اس کی ٹرائل stage کون سی ہے evidence ہو گئی ہے یا صفائی کے مرحلے پر arguments ہیں تو کون سی stage پر case ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مال!

وزیر مال: جناب سپیکر! یہ اس وقت تو نہیں بتا سکتا چونکہ یہ سارا کچھ سوال میں نہیں تھا تو میں نہیں بتا سکتا کہ اس کی date کیا ہے یہ ان سے پوچھ کر آپ کو بتا دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اگلا سوال سمیع اللہ خان صاحب کا ہے۔

SYED IHSAN ULLAH WAQAS: Mr. Speaker! On his behalf Question No. 6511.

جناب سپیکر: سوال نمبر 6511 ہے۔

ضلع لاہور میں صوبائی اور وفاقی حکومت کے رقبہ پر قبضہ کی تفصیل

*5218 سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لاہور میں صوبائی اور وفاقی حکومت کا کل کتنا رقبہ ہے اور کس کس جگہ واقع ہے۔ ان پر کون کون افراد قابض ہیں اور کب سے؟

(ب) اگر حکومت کو اس رقبہ سے آمدنی ہوتی ہے تو کتنی کیا حکومت ان افراد سے رقبہ واپس لینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر کالونیز:

(الف) ضلع لاہور میں وفاقی حکومت و صوبائی حکومت کی کل اراضی 39712 کنال 14 مرلے 156 مربع فٹ ہے۔ یہ رقبہ ضلع لاہور کے تمام مواضعات میں ہے جس کی تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جو رقبہ لیز پر دیا گیا ہے اس سے ہونے والی آمدنی کی تفصیل علیحدہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اب چونکہ نئی پالیسی 03-12-13 کے تحت حکومت پنجاب نے لیز ختم کر دی ہے اور سابق پٹہ داران کو یہ مہلت دی ہے کہ وہ یہ رقبہ سرکاری پالیسی کے مطابق خرید سکتے ہیں۔ اگر پٹہ داران نے اس رعایت سے فائدہ نہ اٹھایا تو رقبہ ضبط کر لیا جائے گا۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! جز (الف) کے جواب میں فرمایا گیا ہے کہ ضلع لاہور میں وفاقی حکومت و صوبائی حکومت کی کل اراضی 39712 کنال 14 مرلے 156 مربع فٹ ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ہر بنس پورہ کے علاقہ میں چار ہزار کنال کے قریب حکومت کی زمین پر لوگ قابض ہیں تو اس کو خالی کرانے کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں؟ اور اس کی latest صورتحال کیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر کالونیز!

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! ہر بنس پورہ کے بارے میں ضمنی سوال کیا ہے تو اس کے بارے میں گزارش یہ ہے کہ اس کا کافی رقبہ واگزار کروالیا گیا ہے اور ہر بنس پورہ میں ہی صحافی بھائیوں کی کالونی کا قیام عمل میں لایا جارہا ہے اور ڈویلپمنٹ کا کام بھی شروع ہو چکا ہے۔ باقی سوال کا جواب تو پہلے ہی سے موجود ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! ان سے یہی بات کہلوانے کے لئے سوال کیا تھا کہ صوبائی حکومت نے صحافیوں کو ایسی جگہ الاٹ کی ہے جس پر لوگ 40/40 سال سے قابض ہیں، نہ ان سے وہ خالی ہونی ہے اور نہ یہ انہیں دے سکیں گے۔ ان کو پہلے سوچ سمجھ کر جگہ انہیں الاٹ کرنی چاہئے تھی۔ ہربنس پورہ کی ساری جگہ پر 40/50 سال سے قابض ہیں اور ہزاروں کنال جگہ ہے اور اسے خالی کروانے کے لئے ابھی تک کوئی اقدامات سامنے تو نہیں آئے۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ کافی جگہ خالی کروالی گئی ہے اور باقی بھی کروانے کی کوشش ہو رہی ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! صحافیوں سے پوچھیں کہ انہیں کوئی قبضہ ملا؟ کوئی اس طرح کی وہاں پر چیز نہیں ہے۔ ڈویلپمنٹ تو دوسری طرف ہو رہی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ 39712 کنال اور 14 مرلے اور اتنے مربع فٹ کے رقبہ کے بارے میں کہا ہے کہ 03-12-10 کے تحت پنجاب حکومت نے لیز ختم کر دی ہے تو اگر سرکاری پالیسی کے مطابق خرید نہیں سکتے تو ان سے یہ ضبط کر لی جائے گی تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اب تک انہوں نے کتنی زمین اس میں سے ضبط کی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر کالونیز!

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ حکومت پنجاب اس proposal کی روشنی میں ایک نیا سلسلہ شروع کرنا چاہتی ہے کیونکہ حکومت پنجاب کے پاس زمین ہی ایک ایسا اثاثہ ہے کہ جو بہت قیمتی چیز ہے اور اس کے پاس نہ تو کوئی تیل ہے اور نہ کوئی اور چیز ہے تو جب زمین کی قیمتیں روز بروز اوپر جا رہی ہیں تو ہماری یہ خواہش ہے کہ حکومت پنجاب اپنی زمین اس طریقے سے فروخت نہ کرے۔ ہم زمین ان لوگوں سے واگزار کروا رہے ہیں یا annual basis پر rent پر ان لوگوں کو تین سالہ پٹہ پر دینے کی تجویز وزیر اعلیٰ پنجاب کے پاس منظوری کے لئے گئی ہے۔ جس وقت ان سے سمری واپس آتی ہے تو ہم انشاء اللہ تین سالہ rental basis پر وہاں کے قابضین کو زمین دے دیں گے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! پچھلے دنوں وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی صاحب جب صحافی کالونی کے افتتاح کے لئے وہاں گئے تو انہوں نے ایک پالیسی کا اعلان کیا کہ جو لوگ اس زمین پر قابض ہیں اور ان کی زمین دس مرلے ہے یا دس مرلے سے کم ہے ان کو تیس ہزار روپے فی مرلہ کے حساب سے قیمت لگائی جائے گی اور وہ رجسٹری کروا لینے کے پابند ہوں گے۔ میرا وزیر موصوف سے یہ سوال ہے کہ آیا اس پالیسی کے تحت آج تک کوئی رجسٹری ہوئی ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: وزیر کالونیز!

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے انتہائی انقلابی قدم اٹھایا ہے۔ وہاں پر جو لوگ ایک مرلے سے لے کر دس مرلہ تک ناجائز قابضین کی صورت پر بیٹھے ہیں اور جنہوں نے وہاں پر مکان بنا رکھے ہیں ان کے لئے نہایت ہی رعایتی نرخوں پر زمین گورنمنٹ آف پنجاب کی طرف سے ان کو فروخت کر دی جائے گی تاکہ وہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس زمین کے مالک بن جائیں اور ان کی آنے والی نسلیں بھی سکھ کا سانس لے سکیں۔ جو انہوں نے فرمایا ہے وہ انشاء اللہ ٹھیک فرمایا ہے اور اس پر عمل ہو گا کیبنٹ نے سمری کی approval دے دی ہے اور اب اس پر عملدر آمد ہو جائے گا۔

حاجی محمد اعجاز: میں یہ کہہ رہا ہوں کہ آیا آج تک کوئی رجسٹری ہوئی یا نہیں ہوئی، اس سکیم کے تحت آپ نے کسی کو مالک بنایا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر کالونیز!

وزیر کالونیز: اس پر فیصلہ ہو چکا ہے تمام لوگوں کی فہرست بننے تک ایک مرلے کے مالک کون ہیں، دو مرلے کے کتنے ہیں، تین مرلے کے کتنے ہیں تو یہ فہرست بننے میں تھوڑا وقت لگے گا اس میں اب رکاوٹ کوئی نہیں ہے۔ جس وقت لوگ پیسے دیں گے ان کی اسی وقت رجسٹری ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ جو announcement وزیر اعلیٰ صاحب نے کی ہے اس پر عملدر آمد ہو گا۔ جی، ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر!وزیر موصوف یہ فرمادیں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے جو آرڈر کیا ہے یہ کتنے عرصے میں، کتنے مہینوں میں، کتنے دنوں میں اس پر عملدرآمد کروادیں گے؟

جناب سپیکر: وزیر کالونیز!اندازاً؟

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! بگو صاحب ہمارے بڑے محترم دوست ہیں وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک حکم دے دیا ہے، انہوں نے اجازت دے دی ہے کہ دس مرلے تک جو لوگ حکومت پنجاب کو payment کر دیں گے ہم ان کی رجسٹری کروادیں گے۔ یہ depend کرتا ہے ان لوگوں پر وہ جتنی جلدی payment کر دیں گے اتنی جلدی اس چیز پر عملدرآمد ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر!میں وزیر کالونیز کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ لوگ تو بچارے ہاتھوں میں پیسے پکڑ کر کہہ رہے ہیں کہ ہماری رجسٹری کروادی جائے۔ یہاں کہتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے آرڈر کر دیا تھا سیالکوٹ میڈیکل کالج بنا تو ہم نے گورنر پنجاب سے افتتاح کروایا وہ جو افتتاح کروایا گیا وہاں سے پلیٹ اٹھا کر باہر پھینک دی گئی کہ یہاں عملدرآمد کچھ نہیں ہوتا یہ صرف بتادیں کہ کب تک ہو گا؟

جناب سپیکر: وزیر موصوف!کوشش کریں ذرا جلدی عملدرآمد ہو جائے۔

وزیر کالونیز: جناب سپیکر!میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ ہمیں وزیر اعلیٰ پنجاب کے اس تاریخی قدم پر چند الفاظ ان کے لئے ضرور کہنے چاہئیں انہوں نے جو فیصلہ کیا ہے بڑی ہمت، جرأت اور بہادری سے کیا ہے ان کا مقصد ان لوگوں کو ریلیف دینا تھا تو جو لوگ وہاں پر کئی سالوں سے بیٹھے ہیں ان کو رعایتی نرخوں پر گورنمنٹ آف پنجاب کی وہ valuable پراپرٹی دینا یہ ان کا بہت بڑا انقلابی قدم ہے جو ایک تاریخ کا حصہ ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ جو انہوں نے فیصلہ کیا ہے اس پر بہت جلد عملدرآمد ہو گا اس میں قطعاً کوئی ابہام والی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر!یہ سوال دو سال کے بعد آیا ہے ڈیڑھ سال بعد یہ اسمبلی بھی ختم ہو جائے گی مناظر علی رانجھا صاحب ماشاء اللہ بڑے اچھے اور سینئر منسٹر ہیں میری آپ کی وساطت سے ان سے درخواست ہے کہ یہ ہاؤس کو ensure کروادیں کہ مہینے میں یا دو مہینے میں اس پر

عملدرآمد ہو گا تاکہ سوال کرنے کا بھی ان لوگوں کو کوئی فائدہ ہو۔

جناب سپیکر: سال ڈیڑھ سال میں۔ جی، وزیر کالونیز!

وزیر کالونیز: اس میں گزارش یہ ہے کہ دو مہینے ہو گئے ہیں کیبنٹ نے اس decision کو لیا ہے چیف منسٹر صاحب نے لاء منسٹر صاحب کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنائی تھی انہوں نے ایک فیصلہ کیا اس کو کیبنٹ میں لائے کیبنٹ نے اس پر approval دی ہے۔ اب اس پر approval ہو چکی ہے اس پر بہت جلد عملدرآمد شروع ہو جائے گا اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ آپ اس کی فکر نہ کریں انشاء اللہ تعالیٰ سال کے اندر اندر اس پر عملدرآمد ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب کوشش کریں گے۔ اگلے ہیں سید محمد رفیع الدین بخاری صاحب!

سید محمد رفیع الدین بخاری: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 7618 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع لودھراں / ملتان، پٹواریوں کی پروموشنز کی تفصیل

*7618 سید محمد رفیع الدین بخاری: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) اس وقت ضلع لودھراں اور ملتان میں قانونگو حضرات کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) یکم جنوری 2003 سے آج تک جن پٹواری حضرات کو بطور قانونگو پروموٹ کیا گیا، ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) ان میں جن افراد کو آؤٹ آف ٹرن پروموشن دی گئی، ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل نیز ان کو آؤٹ آف ٹرن پروموشن دینے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال:

(الف) اس وقت ضلع لودھراں اور ملتان میں قانونگو حضرات کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 17 اور 31 ہے۔

(ب) یکم جنوری2003 سے آج تک ضلع لودھراں میں پروموشن کمیٹی کی سفارشات پر 7پٹواریوں کو گریڈ9 میں بطور قانونگو پروموٹ کیا گیا۔ پروموٹ ہونے والے پٹواریوں کے نام، عہدہ، گریڈاور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام ضلع	نام	عہدہ	گریڈ	موجودہ جگہ تعیناتی
لودھراں	مسٹر محمد اقبال	پٹواری	5	حلقہ سعد اللہ پور
	محمد بخش	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	حلقہ چک نمبر21 M
	محمد سلیم	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	حلقہ چک نمبر1-4 MPR/
	اللہ بخش	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	حلقہ چوکی صوبے خان
	مسٹر اللہ داد	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	حلقہ سگواں
	رانا اکبر علی	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	حلقہ نصیر الدین واہن
	مسٹر ظفر علی	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	حلقہ آدم واہن
	ملتان	کسی بھی پٹواری کو بطور قانونگو پروموٹ نہ کیا گیا ہے۔		

(ج) ضلع لودھراں میں جن پٹواری حضرات کو سنیارٹی لسٹ سے ہٹ کر آؤٹ آف ٹرن بطور قانونگو پروموشن دی گئی تھی ان کیACRs مکمل اور سروس ریکارڈ درست تھا جبکہ محروم رہنے والے پٹواریوں کیACRs نامکمل اور سروس ریکارڈ خراب تھا۔ آؤٹ آف ٹرن پروموٹ ہونے والے پٹواری حضرات کو حسب الحکم عدالت عالیہ قانونگو کے عہدہ سے ہٹا کر بطور پٹواری خالی حلقہ جات میں تعینات کر دیا گیا ہے۔ آؤٹ آف ٹرن پروموٹ ہونے والے پٹواری حضرات کے نام، عہدہ، گریڈ وغیرہ کی تفصیل سوال کے جز(ب) کے جواب میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید محمد رفیع الدین بخاری: جناب سپیکر! جواب کے جز(ج) میں فرمایا گیا ہے کہ عدالت عالیہ کے حکم کے تحت ان قانونگو حضرات کو ان کے عہدے سے ہٹا کر آؤٹ آف ٹرن پروموٹ ہونے والے پٹواری حضرات کو حسب الحکم عدالت عالیہ قانونگو کے عہدہ سے ہٹا کر بطور پٹواری خالی حلقہ جات میں تعینات کر دیا گیا ہے۔ میری گزارش ہے کہ عدالت عالیہ کے حکم کے مطابق جن قانونگو حضرات کو فارغ کیا گیا ہے ان کی جگہ جن پٹواریوں کو چارج دیا گیا ہے ان کی اہلیت کیا ہے اور کیا حکومت ان خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مال!

وزیر مال: جناب سپیکر! یہ پٹواری آؤٹ آف ٹرن پروموٹ ہوئے تھے تو وہ کیس عدالت میں گیا عدالت نے جو فیصلہ کیا اس پر عمل کیا گیا اور جو revert ہونے تھے وہ revert ہو گئے اور باقی جو پروموٹ ہونے تھے وہ پروموٹ کر دیئے گئے اور ان کو اپنی اپنی پوسٹ پر لگا دیا گیا۔ اب اس کے علاوہ آپ کیا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جو جز (ج) کے اندر محکمے نے جواب دیا ہے کہ عدالت عالیہ کے حکم کے مطابق چونکہ پٹواریوں کی پروموشن تھی وہ غیر قانونی کی گئی تھی میرا وزیر صاحب سے ضمنی سوال یہ ہے کہ جن اتھارٹیز نے یہ غیر قانونی حکم دے کر پٹواریوں کو پروموٹ کیا ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مال!

وزیر مال: جناب سپیکر! یہ جن افسروں نے کیا تھا انہوں نے اس وقت اس لئے کیا تھا کہ کئی پٹواریوں کی ACRs نہیں آئی تھیں اور جس کی ACRs مکمل نہ ہو اس کو زیر غور نہیں لایا جا سکتا لیکن یہ کیس جب عدالت میں گیا تو ان کی ACRs مکمل ہو گئی تھیں یا جو اس میں فرق تھا عدالت نے آرڈر دیا اس کی تعمیل کر دی گئی لہذا ان افسروں کے خلاف کوئی ایسا ایکشن لینا نہیں بنتا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جیسا ابھی وزیر موصوف نے جواب دیا کہ پٹواریوں کی ACRs مکمل نہیں تھی جن کی مکمل تھی ان کی پروموشن ہو گئی جن کی نہیں تھی ان کی رہ گئی۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں، یہاں تمام منسٹر صاحبان بھی بیٹھے ہیں کہ یہ ایک جنرل روٹین ہے کہ افسران اپنے ماتحتوں کی ACRs نہیں لکھتے حالانکہ وہ Annual Confidential Report کہلاتی ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ افسر تبادلہ در تبادلہ ہوتے چلے جاتے ہیں اور نچلے اہلکاران کی پروموشن صرف اس وجہ سے نہیں ہو سکتی کہ صاحب بہادر نے ACRs نہیں لکھی۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا گورنمنٹ تمام محکموں کو یہ ہدایت جاری کرنے کے لئے تیار ہے کہ تمام افسران اپنے نچلے اہلکاران کی سال کی تکمیل کے بعد فی الفور ACRs لکھا کریں؟

جناب سپیکر: تمام محکموں کا تو وزیر قانون ہی بتائیں گے۔ جی، وزیر مال!

وزیر مال: جناب سپیکر! میں ان سے اتفاق کرتا ہوں اور لاء منسٹر صاحب بیٹھے ہیں یہ ایسا کوئی قانون بنا دیں اگر وہ نہ لکھیں تو ان کو سزا دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ اس میں رولز موجود ہیں کہ اگر کوئی افسر اپنے ماتحت کی ACRs نہیں لکھتا تو گورنمنٹ اس کے خلاف ایکشن لیتی ہے۔ راجہ صاحب سے صرف درخواست یہ ہے کہ اس کو assure کروایا جائے میری مسز پروفیسر ہیں میں ان کی ACRs یہاں DPI سے لینے آیا وہاں پر مجھے کلرک کہنے لگا کہ ارشد صاحب یہ سیالکوٹ کی ACRs ہیں یہ تو لے جائیں اور وہ نیچے گند میں پڑی تھی اور میں اٹھا کر لے گیا جس پر ان افسران کا سارا کیریئر depend کرتا ہے جو بچارے نوکری کرتے ہیں تو یہ assure کروائیں اور افسران کو standing instructions دیں کہ اگر کسی نے ACRs وقت پر نہ لکھی تو اس کے خلاف ایکشن ہوگا۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب نے سن لیا ہے۔

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! ایک سوال سمیع اللہ خان صاحب کا miss ہو گیا ہے سوال نمبر 6508 ہے۔

جناب سپیکر: وہ تو dispose of ہو گیا ہے۔

وزیر کالونیز: انہوں نے اب دوبارہ سے کروایا تھا۔

جناب سپیکر: mover موجود نہیں ہیں۔ اگلے ہیں جناب محمد وقاص صاحب! وہ موجود نہیں ہیں ارشد بگو صاحب on his behalf ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ ملاحظہ فرمالیں کہ نو مہینے ہو گئے ہیں اس سوال کو بھیجے ہوئے اس کا جواب موصول نہیں ہوا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس ہاؤس کا اور آپ کا یہ استحقاق ہے آپ کا اس پر سخت ایکشن ہونا چاہئے کہ جو ڈیپارٹمنٹ سوال کا جواب within time نہیں دیتا ان کے خلاف ایکشن ہونا چاہئے۔ یہ نو مہینے پہلے گیا تھا لیکن ابھی تک اس کا جواب محکمے نے نہیں دیا میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اس کے خلاف کوئی ایکشن لیں۔

جناب سپیکر: اس کا جواب صفحہ نمبر 22 پر آ گیا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! on his behalf میرا سوال نمبر 7430 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع راولپنڈی میں پاکستان ریلوے کے پاس محکمہ کالونیز کی ملکیتی اراضی سے متعلقہ تفصیل

*7430 جناب محمد وقاص: کیا وزیر کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اس وقت ضلع راولپنڈی میں حکومت پنجاب کی ملکیتی کتنی اراضی محکمہ ریلوے کے پاس موجود ہے؟

(ب) یہ اراضی کن شرائط پر مذکورہ محکمہ کو کب سے دی گئی ہے؟

وزیر کالونیز:

(الف) اس وقت ضلع راولپنڈی میں حکومت پنجاب کی ملکیتی اراضی تعدادی 11 مرلہ 6033 کنال محکمہ ریلوے کے پاس موجود ہے۔

(ب) یہ اراضی قبل از قیام پاکستان ریلوے مقاصد کے استعمال کیلئے مذکورہ محکمہ کو دی گئی تھی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 6033 کنال محکمہ ریلوے کے پاس موجود ہے اور اس میں یہ لکھا ہے کہ "یہ اراضی قبل از قیام پاکستان ریلوے کو کچھ مقاصد کے لئے دی گئی تھی۔" میرا ان سے سوال یہ ہے کہ اب اس زمین کی کیا پوزیشن ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر کالونیز!

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! اب بھی اس کی وہی پوزیشن ہے۔ یہ محکمہ ریلوے کے پاس موجود ہے۔ اس نے مختلف ترقیاتی سکیموں کے لئے یہ زمین حاصل کر رکھی ہے۔ یہ زمین اب بھی ریلوے کے پاس ہی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ریلوے کی بہت سی اراضی پر لوگوں نے ناجائز قبضہ کر لیا ہوا ہے تو جو اراضی ریلوے کے زیر استعمال نہیں ہے اور اس پر ناجائز قابضین قابض ہو چکے ہیں، کیا حکومت پنجاب وہ جگہ ان سے واپس لینے کے لئے تیار ہے جو ریلوے کے مقاصد کے لئے استعمال نہیں ہو رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر کالونیز!

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! چونکہ یہ زمین ریلوے کے پاس ہے اس لئے اس کا کنٹرول اسی کے پاس ہے، وہاں پر جو ناجائز قابضین ہیں ان سے زمین کو واگزار کرانا بھی اسی کی ذمہ داری ہے۔ اس لئے میں معزز ممبر سے یہ درخواست کروں گا کہ ان کی یہ جو رائے ہے ہم محکمہ ریلوے کو ضرور پہنچا دیں گے اور ناجائز قابضین سے وہ زمین واگزار کرانے کے لئے اپنے اقدامات اٹھائیں گے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں نے جو درخواست کی تھی وہ یہ تھی کہ ریلوے کو اپنے مقاصد کے لئے جو زمین دی گئی تھی، اب اگر کوئی زمین ریلوے کے مقاصد کے لئے استعمال نہیں ہو رہی تو وہ زمین ریلوے کو حکومت پنجاب کو واپس کرنی چاہئے۔ کیا حکومت پنجاب اس پر کوئی سروے کرے کہ کون سی زمین ریلوے کے مقاصد کے لئے استعمال نہیں ہو رہی وہ ریلوے سے واپس لینے کے لئے تیار ہے؟

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جو زمین ریلوے نے حکومت پنجاب سے مختلف مقاصد کے لئے حاصل کی تھی اور اب ان مقاصد کی بجائے کمرشل یا residential purpose کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے تو اس کا کیس حکومت پنجاب نے کونسل آف کامن انٹرسٹ کو move کیا ہوا ہے، ابھی اس کی تشکیل عمل میں نہیں لائی گئی، جونہی اس کی تشکیل عمل میں لائی جائے گی تو یہ معاملہ انشاء اللہ حل کروا لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال راجہ محمد شفقت خان عباسی صاحب کا ہے۔

LALA SHAKEEL-UR-REHMAN (Advocate): On his behalf Question No. 7768.

جناب سپیکر: سوال نمبر 7768، جی، جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے؟

لالہ شکیل الرحمن (ایڈووکیٹ): جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

تحصیل مری میں منزل ڈویلپمنٹ پراجیکٹ کے لئے اراضی ایکوائر کرنے اور معاوضہ سے متعلقہ تفصیل

*7768 راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ منزل ڈویلپمنٹ پراجیکٹ کے لئے یونین کونسل انگوری، سالمی بھرہ مال تحصیل مری سے تقریباً 2388 کنال اراضی پرائیویٹ مالکان سے acquire کی جا رہی ہے، اس منصوبے کے لئے کل کتنی اراضی درکار ہے اور کتنی ضرورت جنگلات و شاملات سے پوری کی جا رہی ہے؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ بالا پراجیکٹ کے لئے ضرورت جنگلات سے پوری نہیں کر سکتی تا کہ کئی صدیوں سے اپنے آباؤاجداد کی زمینوں پر آباد افراد بیدخل ہونے سے بچ سکیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایکسپریس وے روڈ کی بدولت اس وقت مذکورہ زمین کی مارکیٹ قیمت تقریباً پانچ لاکھ فی کنال ہے، جبکہ محکمہ مال مذکورہ زمین کا معاوضہ 40 ہزار روپے فی کنال دینے کا ارادہ رکھتا ہے جو یہاں کے عوام کے ساتھ سراسر زیادتی و ناانصافی ہے نیز کیا حکومت موجودہ مارکیٹ کے حساب سے متاثرین انگوری و سالمی کو معاوضہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

(د) کیا حکومت بیدخلی سے قبل متاثرہ خاندانوں کو سر چھپانے کے لئے ملحقہ علاقے میں متبادل اراضی دینے کا ارادہ رکھتی ہے کیونکہ متاثرین اتنے کم معاوضہ سے کہیں از خود متبادل اراضی خرید کرنے کے قابل نہ ہیں، اگر جواب نفی میں ہو اس کی وجوہات بیان فرمائی جائیں کیا حکومت مستقبل میں اس علاقے میں مزید زمین acquire کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال:

(الف) یہ درست ہے کہ ڈائریکٹر جنرل سول ورکس آرگنائزیشن کی درخواست پر مواضعات سالمی، بھرہ مل اور انگوری میں دفاعی و رفاہ عامہ کے مقاصد کے لئے زمین ایکوائر کی گئی

ہے اس رقبہ میں سے 2623 کنال محکمہ جنگلات کی ملکیت ہے اور پرائیویٹ مالکان کا رقبہ بھی حاصل کیا گیا ہے۔

(ب) رقبہ بمطابق ضرورت محکمہ جنگلات سے لیا گیا ہے جبکہ کم از کم رقبہ پرائیویٹ مالکان زمین سے حاصل کیا گیا ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ ایکوائر شدہ زمین کی قیمت 5 لاکھ روپے فی کنال ہے۔ البتہ ایکوائر شدہ زمین کا معاوضہ -/40,000 روپے فی کنال کے حساب سے بعد منظوری ایوارڈ ادا کیا جا رہا ہے۔ قیمت کا تعین 2003 میں مارکیٹ ریٹ کے مطابق زیر دفعہ 23-24 ایکٹ حصول اراضی 1894 کیا گیا ہے جس کے خلاف متاثرہ افراد زیر دفعہ 18 ایکٹ حصول اراضی 1894 ریفرنس عدالت دیوانی میں دائر کرنے کے مجاز تھے۔

(د) متاثرین کے لئے کوئی رہائشی منصوبہ زیر غور نہ ہے کیونکہ ایکوائر شدہ زمین کے بدل کے طور پر انہیں نقد رقم مع جبرانہ بمطابق قانون / پالیسی پنجاب گورنمنٹ ادا کی جا رہی ہے۔ مستقبل میں ایکوائرنگ ڈیپارٹمنٹ کی ضروریات کے بارے میں محکمہ مال کوئی جواب دینے کی پوزیشن میں نہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (الف) میں پوچھا گیا تھا کہ "منزل ڈویلپمنٹ پراجیکٹ کے لئے کتنی اراضی درکار ہے" اس کا جواب نہیں دیا گیا کہ اس پراجیکٹ کے لئے کل کتنی اراضی درکار ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مال!

وزیر مال: جناب سپیکر! جواب میں یہ بات سمجھا دی گئی ہے کہ 2623 کنال محکمہ جنگلات کی ملکیت ہے اور جو لوگوں کا رقبہ ہے وہ بہت تھوڑا لیا گیا ہے۔ 2623 کنال محکمہ جنگلات کی اراضی لی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس میں میرا جو ضمنی سوال ہے اس کا جواب نہیں دیا گیا۔ 2623 کنال اراضی محکمہ جنگلات کی لی گئی ہے۔ اس میں سے 2388 کنال جو اراضی ہے وہ پرائیویٹ مالکان سے لی گئی ہے۔ جز (الف) میں پوچھا گیا تھا کہ "اس پراجیکٹ کے لئے کل

کتنی اراضی درکار ہے "فاضل وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ محکمہ جنگلات کی جو اراضی لی گئی ہے وہ اتنی ہے۔اس کے علاوہ پرائیویٹ مالکان کی بھی اراضی ہے لیکن یہ نہیں بتایا گیا کہ اس پراجیکٹ کے لئے کل کتنی اراضی چاہیئے؟

جناب سپیکر: جی،اس پراجیکٹ کے لئے کل کتنی اراضی درکار ہے؟یہ ان کا سوال ہے۔

وزیر مال: جناب سپیکر!اس کے جواب میں اس وقت کل جو اراضی لی گئی ہے وہ صرف جنگلات کی بتائی گئی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: ضمنی سوال!

جناب سپیکر: جی،ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!انھوں نے یہ بتایا ہے کہ پرائیویٹ مالکان سے بھی زمین حاصل کی گئی ہے اور اس کی قیمت کا تعین 2003 میں مارکیٹ ریٹ کے مطابق زیر دفعہ 23/24 ایکٹ حصول اراضی 1894 کیا گیا ہے۔اس کی قیمت کے تعین کو تین سال ہو گئے ہیں۔29-06-06 کو اس کے جواب کی وصولی ہوئی ہے۔میرا وزیر صاحب سے ضمنی سوال یہ ہے کہ کتنے سالوں میں یہ پرائیویٹ مالکان جن سے انھوں نے زمین حاصل کی ہے اس کی قیمت ان کو ادا کرنے کے قابل ہوں گے کیونکہ تین سال تو پہلے ہی گزر گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی،وزیر مال!

وزیر مال: ان کی زمین چالیس ہزار روپے فی کنال کے حساب سے assess ہوئی ہے اور اگر وہ اس کا معاوضہ لینا چاہیں تو وہ لے سکتے ہیں اگر وہ عدالت میں چلے جائیں تو پھر اس میں دیر ہو جاتی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ یہ اگر مگر سے تو جواب نہیں ہونا چاہیئے۔بالکل specific question ہے کہ ان کو ادائیگی کب تک کر دی جائے گی؟صرف اس کا جواب دے دیں۔

وزیر مال: میں عرض کر رہا ہوں کہ جس کی زمین acquire ہوتی ہے وہ اگر نہ لینا چاہے اور عدالت میں چلا جائے یا protest کے طور پر وہ نہ لینا چاہے تو اس کے لئے تو پیریڈ کوئی نہیں مقرر کر سکتا۔ اگر وہ لینا چاہے تو وہ جو قیمت تعین کی گئی ہے وہ ہر وقت لے سکتے ہیں اور آپ کے پاس اگر کوئی ایسے آدمی ہوں جو قیمت لینا چاہیں تو میں یہ ایک مہینے میں بھی بندوبست کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

حاجی محمد اعجاز: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: حاجی محمد اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! اسی سوال کے جز (ج) کے جواب میں وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ لوگ پیسے لینا نہیں چاہتے اور عدالتوں میں چلے گئے ہیں۔ آج تک کتنے لوگوں نے آپ سے پیسے وصول کئے ہیں یا آپ نے آج تک کتنی ادائیگی کی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مال!

وزیر مال: آپ اس کا fresh question دے دیں۔ میں آپ کو بتا دوں گا۔ اس میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ کتنوں نے رقم لی ہے اور کتنوں نے نہیں لی۔ میں نے صرف اتنی عرض کی ہے کہ جو assessment ہو جاتی ہے، آفیشلز کر دیتے ہیں، اگر ان کو قبول ہو تو پھر ان کی payment شروع ہو جاتی ہے، قبول نہ ہو تو وہ protest کرتے ہیں، کوئی عدالت میں جاتا ہے اور کوئی ایسے ہی پڑا رہتا ہے کہ کوئی فیصلہ ہو گا تو ہم لیں گے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جتنے لوگوں سے انھوں نے زمین acquire کی ہے کیا تمام لوگوں نے ان کے خلاف کیس کئے ہیں؟

وزیر مال: جناب سپیکر! اس میں انھوں نے یہ بات ہم سے نہیں پوچھی کہ کتنوں نے پیسے لئے ہیں اور کتنوں نے نہیں لئے۔ یہ assessment کے متعلق صرف انھوں نے پوچھا ہے۔ ہم نے ان کو بتا دیا ہے کہ چالیس ہزار روپے فی کنال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ اگلا سوال جناب محمد وقاص صاحب کا ہے۔

DR SYED WASEEM AKHTAR: Mr. Speaker! On his behalf Question No. 7431.

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر 7431۔ جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

وفاقی محکمہ جات کے پاس حکومت پنجاب کی ملکیتی اراضی اور پٹہ جات / لیز سے متعلقہ تفصیل

*7431 جناب محمد وقاص: کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) حکومت پنجاب کی ملکیتی اراضی کن کن وفاقی محکمہ جات کے پاس بطور پٹہ / لیز یا دیگر معاہدہ پر موجود ہے؟

(ب) عموماً کسی بھی محکمہ کو اراضی الاٹ کرتے وقت کیا شرائط طے کی جاتی ہیں؟

(ج) کون سی اتھارٹی یہ شرائط طے کرتی ہے؟

(د) کیا ان زمینوں سے حکومت پنجاب کو کوئی مستقل / عارضی آمدن ہوئی ہے؟

وزیر کالونیز:

(الف) حکومت پنجاب کی ملکیتی اراضی 37628 ایکڑ 2 کنال اور 19 مرلے زمین محکمہ دفاع، محکمہ ریلوے، محکمہ ڈاک، محکمہ سوئی گیس اور محکمہ ہوابازی کے پاس پٹہ پر موجود ہے۔

(ب) محکمہ کو اراضی الاٹ کرتے وقت محکمہ کی ضرورت اور زمین کی قسم کو سامنے رکھ کر شرائط طے کی جاتی ہیں۔

(ج) بورڈ آف ریونیو شرائط طے کرتا ہے۔

(د) ان زمینوں سے حکومت پنجاب کو سالانہ 36 لاکھ، 79 ہزار، 989 روپے کی آمدن ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ حکومت پنجاب کی ملکیتی اراضی 37628 ایکڑ ہے اور جو سالانہ آمدن ہو رہی ہے وہ 36 لاکھ اور کچھ ہزار لکھی ہوئی ہے۔ یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک ہزار ایکڑ اراضی پر بمشکل ایک لاکھ روپے کی سالانہ آمدن حکومت پنجاب وصول کر رہی ہے۔ گزارش یہ ہے کہ یہ بات مجھے معلوم ہے کہ بہاولپور ضلع کے اندر ہی ہزاروں ایکڑ زمین محکمہ دفاع کو دی گئی ہے اور انھوں نے پھر جرنیلوں کے اندر اس کی بندر بانٹ کی ہے۔ دو دو مربعے جرنیلوں کو الاٹ ہوئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ضمنی سوال یہ ہے کہ محکمہ دفاع کو کتنی زمین الاٹ کی گئی ہے اور محکمہ دفاع نے آگے بہاولپور کے اندر جرنیلوں کو کتنی زمین الاٹ کی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر کالونیز!

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! کیا آپ نے اس ضمنی سوال کو validقرار دیا ہے۔ اگر آپ ارشاد فرمائیں تو اس کا میں جواب دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلو، ٹھیک ہے، رہنے دیں۔ جی، سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 37628ایکڑ اراضی کی سالانہ آمدنی 36لاکھ روپے ہے۔ یہ سو روپے ایکڑ سے بھی کم رقم بنتی ہے۔ حکومت جو مختلف اداروں کو زمین لیز کرتی ہے وہ بھی اس سے کئی گنا زیادہ رقم ہوتی ہے تو یہ اتنا کم ریٹ کیوں مقرر کیا گیا ہے اور اس ریٹ کو بڑھانے اور حکومت پنجاب کی آمدنی میں اضافہ کرنے کے لئے کیا اقدامات زیر غور ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر کالونیز!

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! یہ چونکہ حکومت کے مختلف اداروں کے پاس زمین ہے مثلاً ایگریکلچر کے پاس ریسرچ کے لئے ہے، لائیو سٹاک کے پاس نئی نسل کے جانوروں کی breedingکے لئے ہے، کچھ فوج کے پاس ہے۔ یہ سرکاری محکموں کے پاس ہے۔ ان سے nominal charge کیا جاتا ہے۔ اس لئے یہ جو آمدنی کا مسئلہ ہے یہ کوئی اس قسم کی ایسی بات نہیں ہے۔ سرکاری زمین ریسرچ فارموں کے لئے، لائیو سٹاک فارموں کے لئے، فوج کے لئے اور کئی سرکاری اداروں کے لئے مخصوص کی ہوئی ہے۔ ان سے nominal chargeکیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! آج محکمہ مال کے سوالات سے یہ پتا چل گیا ہے کہ کتنے لاکھوں ایکڑ اراضی وفاقی حکومت کے محکموں ریلوے اور دوسرے مختلف محکمہ جات کو دی گئی ہے۔ اب ان کے پاس بھی یہ زمین وافر پڑی ہے۔ جن مقاصد کے لئے انھوں نے یہ زمین لیز پر دی تھی وہ اس زمین کو ان مقاصد کے لئے استعمال نہیں کر رہے۔ میرا ان سے ضمنی سوال یہ ہے کہ انھوں نے زمین واپس لینے کے لئے اب تک کتنے کیس اس کمیٹی کے پاس بھیجے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر کالونیز صاحب!

وزیر کالونیز: جناب والا! سوال اس زمین کے بارے میں ہے جو کہ حکومت کے مختلف محکمہ جات کے پاس ہے جس کا جواب ہم نے دے دیا ہے۔

جناب سپیکر: ان کا سوال یہ ہے کہ یہ زمین جس مقصد کے لئے دی گئی تھی کیا یہ اسی مقصد کے لئے استعمال ہو رہی ہے ؟

وزیر کالونیز: جی ہاں، یہ زمین اسی مقصد کے لئے استعمال ہو رہی ہے جس مقصد کے لئے انھیں دی گئی تھی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ انجم سلطانہ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ زیب النساء قریشی: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 7825۔ جناب والا! اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لمبرداری نظام میں اصلاحات اور عملدر آمد کی تفصیل

***7825 محترمہ انجم سلطانہ:** کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں لمبرداری نظام ابھی تک کامیابی سے چل رہا ہے ؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ لمبرداروں کی بہت ساری اسامیاں خالی ہیں ؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے لمبرداروں کی خالی اسامیوں کو پر کرنے، ان کو ساڑھے 12۔ ایکڑ اراضی دینے اور دوسری مراعات دینے اور ان کی تعلیمی استعداد میٹرک کرنے کا اعلان کیا تھا؟

(د) حکومت مذکورہ اعلان پر کب سے عملدر آمد کر رہی ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر مال :

(الف) یہ درست ہے کہ پنجاب میں لمبرداری نظام ابھی تک کامیابی سے چل رہا ہے بلکہ حکومت لمبرداران کو مزید مراعات دینے پر غور کر رہی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ لمبرداروں کی بہت ساری اسامیاں خالی ہیں۔ لمبرداران کی خالی اسامیوں کو پر کرنے کے لئے ڈی او آر صاحبان بااختیار ہیں اور اس سلسلہ میں کوئی رکاوٹ نہ ہے۔

(ج) اس ضمن میں عرض ہے کہ لمبرداران کی خالی اسامیوں کو پر کرنے کے لئے ڈی او آر صاحبان بااختیار ہیں اور اس سلسلہ میں کوئی رکاوٹ نہ ہے۔ یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب (کالونیز) ڈیپارٹمنٹ نے حال ہی میں جن لمبرداران کے پاس سرکاری رقبہ بطور لمبرداری گرانٹ نہ ہے کو بذریعہ اعلامیہ مورخہ 06-01-17 ساڑھے بارہ ایکڑ اراضی مذکورہ چکوک میں دستیابی کی صورت میں دینے کا اعلان کیا ہے۔ مارک (اے) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(د) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے اس سکیم پر بہت جلد عملدرآمد ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ زیب النساء قریشی: جناب سپیکر! جز(ج) میں یہ بتایا گیا ہے کہ لمبرداروں کو زمین دی گئی ہے تو یہ جگہ کب تک ان کے پاس رہے گی اور کیا وہ اس کے عوض کوئی رقم بھی دیں گے؟ اسی طرح جز(د) میں کہا گیا ہے کہ بہت جلد اس سکیم پر عملدرآمد ہو جائے گا تو تاریخ بتائیے کہ کب تک عملدرآمد ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ریونیو!

وزیر مال: جناب سپیکر! لمبرداری سسٹم میں جو اسامیاں خالی ہیں ان کے لئے کارروائی ہو رہی ہے۔ آرڈر ہو چکا ہے اور متعلقہ افسران درخواستیں مانگ رہے ہیں۔ قانون کے مطابق process کر کے ان اسامیوں کو جلد fill کیا جائے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ لمبرداران کا institution کافی کمزور ہو چکا تھا۔ وزیر اعلیٰ کی ہدایات کے تحت اس بارے میں ہم نے ایک میٹنگ کی جس کی صدارت وزیر قانون صاحب نے کی تھی اور اس میں وزیر کالونیز اور میں شامل تھے۔ اس میں ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جس گاؤں کا لمبردار ہے اس میں اگر سرکاری زمین available ہے تو اس کو آدھا مربع زمین دی جائے گی۔ یہ پالیسی منظور ہو چکی ہے۔ جس جگہ سرکاری زمین available نہیں ہے وہاں لمبردار کو وصولی کے بدلے پہلے جو معاوضہ ملتا تھا اسے دگنا کر دیا گیا ہے۔ پہلے پانچ پانچ فیصد تھا اسے اب 12 فیصد کر دیا گیا ہے تاکہ لمبرداران اپنا کام خوش اسلوبی سے سرانجام دے سکیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایک موضع میں کتنے لمبردار لگ سکتے ہیں اور کیا سرکاری ملازم بھی لمبردار بن سکتا ہے یا نہیں؟

وزیر مال: جناب سپیکر! علاقے کی آبادی اور زمین کو دیکھتے ہوئے پرانے زمانے میں لمبرداریاں مقرر کی گئی تھیں۔ اسی طریقے سے یہ سلسلہ چل رہا ہے۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر مال: جناب سپیکر! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

محکمہ کا ضلعی و صوبائی ڈھانچہ اور تحصیل فیروز والا میں سرکاری رقبے اور زرعی ٹیکس سے متعلقہ تفصیل

*6508 جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع شیخوپورہ اور صوبائی سطح پر محکمہ کا انتظامی ڈھانچہ کیا ہے، افسروں کے نام اور ایڈریس بیان کئے جائیں؟

(ب) تحصیل فیروز والا میں مختلف محکمہ جات کا سرکاری رقبہ کس کس جگہ اور کتنا موجود ہے؟

(ج) رقبہ ٹھیکہ پر دیا گیا ہے تو کتنے عرصے کے لئے، زرعی ٹیکس میں کتنا ریونیو اکٹھا ہوتا ہے۔ تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر کالونیز:

(الف) ضلع شیخوپورہ کا انتظامی ڈھانچہ درج ذیل ہے:۔

1. Israr Ahmad Malik EDO(R)

2. Anwar Jalil DO(R)

3. S.D.Khalid DDO(R)

4. Tariq Mahmood Ch. DDO(G)
5. Malik Safdar Ali DDO(Reg)
6. Ajmal Saif Chatha Tehsildar
7. Noreen Bashir DDO(R), F/Wala
8. Syed Munir Hussain Shah DDO(Reg)
9. Shahbaz Ashraf Cheema Tehsildar
10. Mumtaz Ahmad Ch. DDO(R)
11. Javed Ahmad Niazi Tehsildar, Safdarabad
12. Syed Najam-ul-Hassan DDO(R), Nankana
13. Qaiser Waheed Tehsildar

(ب) تحصیل فیروز والا میں 114-A, 3-k, 9-M سرکاری زمین درج ذیل محکموں کے پاس ہے:۔

1۔ پاکستان آرمی، مریدکے 64-A, 6-K, 15-M
2۔ محکمہ تعلیم۔سدن والی 25-K, 1-M
3۔ محکمہ ہائی وے 107-K, 17-M
I۔ مومن پورہ 1-K, 5-M
II۔ خانپور نبی پور 106-K, 12-M
4۔ ضلع کونسل موضع بلوچ 24-K, 0-M
5۔ محکمہ انہار 239-K, 16-M
I۔ خانپور نبی پورہ 65-K, 8-M
II۔ ونڈیال ڈیال شاہ 40-K, 0-M
III۔ لونگ والا 32-K, 8-M
IV۔ آھدیاں 16-K, 0-M
V۔ تبیالا دوست محمد 24-K, 0-M
VI۔ قلعہ مسیتا 32-K, 0-M
VII۔ متاسوجا 30-K, 0-M

(ج) رقبہ ٹھیکہ پر دیا گیا ہے اور زرعی ٹیکس کی مد میں ایک کروڑ، 90 لاکھ، 49 ہزار 399 روپے اکٹھا ہوا ہے۔

پی پی۔4 گوجرخان محکمہ کالونیز کی اراضی اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*7450 بریگیڈیر (ریٹائرڈ) محمد حسن: کیا وزیر کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی پی۔4 گوجرخان میں محکمہ کالونیز کی کل کتنی اراضی ہے؟

(ب) یہ زمین کہاں کہاں واقع ہے۔ اس میں کتنی اور کون کون سی زمین محکمہ مسلم اوقاف، غیر مسلم اوقاف/صوبائی حکومت یا ریلوے کے پاس ہے؟

(ج) یہ زمین اب کس کے قبضے میں ہے۔ اس سے کتنی آمدنی ہو رہی ہے؟

(د) ناجائز قبضہ جات اگر ہیں تو ان کے ختم کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں؟

وزیر کالونیز:

(الف) تحصیل گوجرخان میں محکمہ کالونیز کی کوئی اراضی موجود نہ ہے۔

(ب) ۔ایضا۔

(ج) ۔ایضا۔

(د) ۔ایضا۔

اوکاڑہ و دیگر تین اضلاع میں سال 2004 کے زرعی ٹیکس کی تفصیل

*7831 محترمہ فائزہ احمد: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

سال 2004 سے آج تک ضلع اوکاڑہ، شیخوپورہ، ساہیوال اور پاکپتن شریف میں حکومت نے کتنا زرعی انکم ٹیکس اکٹھا کیا۔ تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر مال:

سال 2004 سے آج تک ضلع اوکاڑہ، شیخوپورہ، ساہیوال اور پاکپتن شریف میں زرعی انکم ٹیکس کی مد میں مبلغ -/13,19,08,210 روپے وصول کر کے گورنمنٹ کے خزانے میں جمع کروائے گئے۔ جس کی ضلع وار تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال2004سے آج تک زرعی انکم ٹیکس کی وصولی کی تفصیل

نمبر شمار	اضلاع	سال	وصول شدہ رقم
1۔	اوکاڑہ	2004-05	2,27,48,275/-
		2005-06	96,43,633/-
		دسمبر2005تک	
		میزان	3,23,91,908/-
2۔	شیخوپورہ	2004-05	2,40,79,722/-
		2005-06	92,08,510/-
		دسمبر2005تک	
		میزان	3,32,88,221/-
3۔	ساہیوال	2004-05	1,99,17,932/-
		2005-06	89,94,025/-
		دسمبر2005تک	
		میزان	2,89,11,957/-
4۔	پاکپتن	2004-05	3,15,64,517/-
		2005-06	57,51,607/-
		دسمبر2005تک	
		میزان	3,73,16,124/-
میزان (کل وصولی دسمبر2005تک کے کوائف)			13,19,08,210/-

بورے والا میں کچی آبادی کو گرانے میں ڈی ڈی او(آر) کا اختیارات سے تجاوز

*8080ڈاکٹر نذیر احمد مٹھو ڈوگر: کیا وزیر کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سبزی منڈی بورے والا کے نزد بڈز کی جگہ پر 100 سے زائد گھرانوں پر مشتمل آبادی 1985 سے قبل سے آباد تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس آبادی میں بجلی، پانی اور دیگر سہولیات حکومت کی طرف سے فراہم کی گئی تھیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بڈز کی جگہ محکمہ آبپاشی کی ملکیتی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ چند روز قبل ڈی۔ڈی۔او(آر) نے دفعہ 32/34 کے تحت کارروائی کرتے ہوئے یہ آبادی demolish کر دی ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ آبپاشی کی ملکیتی زمین پر آباد یہ لوگ قانونی طور پر کچی آبادی کے رہائشی تھے، مگر ڈی ڈی او(آر) نے اپنے اختیارات سے تجاوز کرتے ہوئے یہ آبادی گرائی ہے؟

(و) کیا حکومت ڈی۔ڈی۔او(آر) کے خلاف قانونی کارروائی کرنے اور متاثرین کو معاوضہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر کالونیز:

(الف) یہ غلط ہے۔سبزی منڈی بورے والا کے نزد بڈ کی جگہ پر100 سے زائد گھرانوں پر مشتمل آبادی1985 سے قبل آباد تھی بلکہ سال2003 کے شروع میں ناجائز طور پر قبضہ ہوا اور اپریل2003 میں ڈاکٹر نذیر احمد منھو ڈوگر ایم پی اے کی شکایت پر اور ان کے ہمراہی میں افسران مال اور عملہ مال نے ناجائز تعمیرات کو گرایا تھا۔یہ رقبہ چک نمبر 517/E.B میں واقع ہے۔

(ب) یہ غلط ہے کہ اس آبادی میں بجلی، پانی وغیرہ کی سہولیات حکومت نے فراہم کی تھیں بلکہ ملحقہ آبادی سے بجلی مستعار لی ہوئی تھی۔

(ج) یہ درست ہے کہ بڈ کی جگہ مقبوضہ محکمہ آبپاشی ہے اور ملکیتی صوبائی حکومت ہے جو کہ رقبہ زیر بحث تحت محکمہ مال ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ رقبہ واقع بڈ کی عقب ڈسپوزل واقع چک نمبر517/E.B نمبر خسرہ41 اور رقبہ ملکیتی صوبائی حکومت نمبر خسرہ16-51/24 واقع چک نمبر439/E.B بحکم جناب ڈی ڈی او(آر) مورخہ16-02-06 زیر دفعہ34/32 کالونی ایکٹ بر درخواست عشرت علی بھٹی جنرل کونسلر اور عبدالجبار بٹ ناظم مورخہ20-02-06 کو افسران مال و عملہ مال نے ناجائز قابضین کو بے دخل کر کے ناجائز تعمیرات کو گرادیا تھا۔

(ہ) یہ غلط ہے چونکہ کچی آبادی اربن ایریا1985 میں شروع ہوئی تھی لیکن یہ لوگ عرصہ تقریباً3 سال اور9 ماہ قبل ناجائز طور پر قابض ہوئے تھے۔یہ لوگ کچی آبادی سکیم کے زمرے میں نہ آتے ہیں۔رقبہ بڈ کی واقعی مقبوضہ محکمہ آبپاشی ہے لیکن صوبائی حکومت کا ملکیتی رقبہ محکمہ مال کے تحت ہی ہوتا ہے۔جناب ڈی ڈی او(آر) نے قانونی طور پر کارروائی کرائی تھی جو درست ہوئی ہے۔

(و) اس ضمن میں عرض ہے کہ ڈی ڈی او(آر) کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے چونکہ متاثرین ناجائز قابض تھے۔ ناجائز قابض کو معاوضہ نہیں دیا جا سکتا بلکہ کالونی ایکٹ کے تحت ملبہ بھی قبضہ میں لے لیا جاتا ہے۔

اوکاڑہ میں تعینات پٹواریوں اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل

*7832 محترمہ فائزہ احمد: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) دیپالپور، حویلی لکھا، بصیر پور، منڈی احمد آباد (اوکاڑہ) میں کون کون پٹواری تعینات ہیں اور کتنے عرصہ سے ایک ہی جگہ پر تعینات ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کے مروجہ قانون کے مطابق کوئی بھی سرکاری اہلکار تین سال سے زائد عرصہ تک ایک ہی حلقہ میں نہیں رہ سکتا؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو تین سال سے زائد عرصہ تعیناتی والے پٹواریوں کے متعلق حکومت کیا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال:

(الف) دیپالپور، حویلی لکھا، بصیر پور، منڈی احمد آباد (اوکاڑہ) میں تعیناتی پٹواریوں کے نام اور عرصہ تعیناتی درج ذیل ہے۔

نام حلقہ	نام پٹواری	عرصہ تعیناتی
دیپالپور	ایم جاوید اقبال	09-03-05تا حال
حویلی لکھا	ایم رحمت اللہ	09-05-01تا حال
منڈی احمد آباد	ایم محمد منشاء	01-01-05تا حال
بصیر پور	ایم ظفر اقبال	09-03-05سے12-04-06تک۔

اب اس کا تبادلہ ہو چکا ہے اور ایم یوسف اللہ پٹواری مورخہ 13-04-06 سے ڈیوٹی سرانجام دے رہا ہے۔

(ب) اس وقت محکمہ مال میں تبادلہ جات پر پابندی ہے لیکن مفاد عامہ کے پیش نظر کسی بھی اہلکار کو ایک ہی حلقہ میں عرصہ تین سال سے زائد تعینات رکھا جا سکتا ہے۔

(ج) حکومت کی ٹرانسفر پالیسی کے تحت یہ لازم نہیں کہ تین سال کا عرصہ مکمل ہونے پر کسی ملازم کو ضرور تبدیل کر دیا جائے۔

اوکاڑہ میں محکمہ مال کے ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن

*7839 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع اوکاڑہ میں محکمہ مال نے ریکارڈ کمپیوٹرائز کرنے کے لئے آج تک کیا اقدامات کئے ہیں؟

(ب) کیا کمپیوٹر پروگرامنگ ہو چکی ہے؟

(ج) کیا محکمہ ریکارڈ کو کمپیوٹرائز کرنے کے لئے سٹاف بھرتی کر رہا ہے تو کب تک؟

وزیر مال:

(الف) ضلع اوکاڑہ میں تاحال محکمہ مال کے ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کا عمل شروع نہیں کیا گیا۔ البتہ صوبہ بھر میں محکمہ مال کے ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کا منصوبہ ورلڈ بنک کے تعاون سے سال 2007 کے آغاز تک شروع ہونے کی امید ہے۔ مختلف اضلاع میں کمپیوٹرائزیشن کا عمل شروع کیا جائے گا۔

(ب) جی نہیں۔ محکمہ مال کے ریکارڈ کی کمپیوٹر پروگرامنگ کے لئے پنجاب انفارمیشن ٹیکنالوجی بورڈ کی زیر نگرانی سافٹ ویئر کی تیاری کے لئے حکومت نے ایک منصوبہ منظور کیا ہے جس کے تحت سافٹ ویئر کی تیاری شروع ہے اور ایک سے ڈیڑھ سال کے عرصہ میں اس کی تکمیل متوقع ہے۔

(ج) جی نہیں۔ ریکارڈ کو کمپیوٹرائز کرنے کا کام نجی کمپنیوں سے ٹھیکہ کی بنیاد پر کروایا جائے گا۔ بعد ازاں عوام کی سہولت کی فراہمی کے لئے محکمہ مال ضروری سٹاف بھرتی کرے گا۔ مختلف اضلاع میں سٹاف کی بھرتی کا عمل بھی سافٹ ویئر کی تیاری کے بعد کمپیوٹرائزیشن کے دوران کیا جائے گا۔ اندازاً یہ بھرتی سال 2008 میں شروع کی جائے گی۔

شیخوپورہ میں محکمہ مال کے ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن اور بھرتیوں کی تفصیل

*7840 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع شیخوپورہ میں محکمہ مال نے 2004 اور 2005 میں ریکارڈ کو کمپیوٹرائز کرنے کے لئے کتنی بھرتیاں کیں؟

(ب) محکمہ مذکورہ ضلع میں ریکارڈ کمپیوٹرائز کب تک کرے گا؟

وزیر مال:

(الف) ضلع شیخوپورہ میں محکمہ مال نے 2004 اور 2005 میں ریکارڈ کمپیوٹرائز کرنے کے لئے کوئی سٹاف بھرتی نہیں کیا ہے۔

(ب) اس وقت تین اضلاع یعنی لاہور، رحیم یار خان اور گجرات میں تجرباتی طور پر محکمہ مال کے ریکارڈ کو کمپیوٹرائز کرنے کا کام ہو رہا ہے۔ ریکارڈ کمپیوٹرائز کرنے کے لئے پنجاب انفارمیشن ٹیکنالوجی بورڈ کی زیر نگرانی سافٹ وئیر کی تیاری کے لئے ایک منصوبہ حکومت نے منظور کیا ہے۔ اس منصوبہ کے ذریعے ایک سے ڈیڑھ سال کے عرصہ میں ایک سافٹ ویئر نجی کمپنیوں سے تیار کروایا جا رہا ہے۔ سافٹ ویئر کی تیاری کے بعد امید ہے کہ سال 2008 کے آغاز سے پنجاب بھر میں مرحلہ وار ریونیو ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کا کام شروع کیا جائے گا۔

ضلع سیالکوٹ میں جنوری 2005 تا حال پٹواریوں کی ٹرانسفر سے متعلقہ تفصیل

*7985 جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں یکم جنوری 2005 سے آج تک جن پٹواریوں کی ٹرانسفر کی گئی، ان کے نام، ولدیت، گریڈ اور جگہ تعیناتی موجودہ کی تفصیل دی جائے؟

(ب) ان میں کتنے پٹواریوں کی ٹرانسفر کینسل کی گئی، کینسل کرنے اور ٹرانسفر کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

(ج) جن پٹواریوں کو شکایات پر ٹرانسفر کیا گیا، ان کے نام اور جگہ تعیناتی کی تفصیل دی جائے؟

وزیر مال:

(الف) ضلع سیالکوٹ میں یکم جنوری 2005 سے آج تک 19 پٹواریوں کو تبدیل کیا گیا ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے:۔

تحصیل سمبڑیال

نام پٹواری	ولدیت	گریڈ	جگہ تعیناتی موجودہ
محمد افضل	برکت علی	BS-5	سمبڑیال
عتیق الرحمان	محمد شفیع	BS-5	کورووال
محمد نواز	فیروزدین	BS-5	سوراج

تحصیل سیالکوٹ

استخار اللہ چیمہ	رحمت علی	BS-5	حاجی پورہ
شاہد محمود	محمد ریاض	BS-5	حیل باجوہ
خواجہ واجد علی	محمد اسماعیل	BS-5	مرادپورہ نمبر 1
عبدالغفار چیمہ	محمد اسلم	BS-5	عدالت گھر نمبر 1
شاہد مصطفیٰ	غلام مصطفی	BS-5	بھگوال نمبر 2
قمر رضا	محمد طفیل	BS-5	چٹی شیخان نمبر 1

تحصیل ڈسکہ

ذوالفقار علی	محمد ارشد	BS-5	سیوکے
محمد ملک	رحمت علی	BS-5	این ٹی او برانچ
محمد عرفان	محمد یوسف	BS-5	رچارا
منور جاوید	عنایت اللہ	BS-5	این ٹی او برانچ
ذوالفقار علی	غلام رسول	BS-5	گوندیکی

تحصیل پسرور

محمد ایوب	محمد خان	BS-5	پنوانہ
امان اللہ	محمد نواز	BS-5	بھلیر نمبر 1
افتخار انور	محمد انور	BS-5	جیون دھلوان
محمد علی		BS-5	ڈوگری ہریان
سرفراز احمد	محمد عاشق	BS-1	پسرور نمبر 1

(ب) کسی بھی پٹواری کے ٹرانسفر آرڈر کینسل نہ کئے گئے ہیں۔

(ج) کسی بھی پٹواری کا شکایت پر تبادلہ نہ کیا گیا ہے۔

سیالکوٹ میں جنوری 2004 تاحال رجسٹریوں، انتقالات اور آمدن کی تفصیل

*7986 جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2004 سے آج تک ضلع سیالکوٹ میں کتنی رجسٹریاں ہوئیں؟

(ب) اس عرصہ کے دوران کتنی سرکاری زمینوں کے انتقال ہوئے؟

(ج) اس عرصہ کے دوران حکومت کو رجسٹریوں اور انتقالات سے حاصل ہونے والی آمدن کی تفصیل دی جائے؟

(د) اس عرصہ کے دوران کتنی رجسٹریوں اور انتقالات کا اندراج غلط یا دو نمبر ہوا، اس کے ذمہ داران کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر مال:

(الف) یکم جنوری 2004 تا اپریل 2006 ضلع سیالکوٹ میں ہونے والی رجسٹریوں کی تعداد کی تفصیل تحصیل وار درج ذیل ہیں۔

1۔	سیالکوٹ	23625
2۔	پسرور	3783
3۔	ڈسکہ	16812
4۔	سمبڑیال	1386
	میزان	45606

(ب) اس عرصہ کے دوران ضلع سیالکوٹ میں کسی سرکاری زمین کا انتقال نہ ہوا ہے۔

(ج) یکم جنوری 2004 تا اپریل 2006 ضلع سیالکوٹ میں رجسٹریوں اور انتقالات سے حاصل ہونے والی آمدن کی تحصیل وار تفصیل درج ذیل ہے۔

اشٹام فیس

1۔	سیالکوٹ	472329003/-
2۔	پسرور	23274921/-
3۔	ڈسکہ	161148770/-
4۔	سمبڑیال	20516708/-
	میزان	677269402/-

رجسٹریشن فیس

1۔	سیالکوٹ	185237799/-
2۔	پسرور	9817949/-
3۔	ڈسکہ	62686209/-
4۔	سمبڑیال	10258354/-
	میزان	268000311/-

فیس انتقالات

1-	سیالکوٹ	17326461/-
2-	پسرور	52766431/-
3-	ڈسکہ	65152053/-
4-	سمبڑیال	21127617/-
	میزان	156372562/-

(د) یکم جنوری 2004 تا اپریل 2006 ضلع سیالکوٹ میں کوئی غلط یا دو نمبر رجسٹری اور انتقال درج نہیں ہوا اگر معزز ممبر کے پاس کوئی ایسی اطلاع ہو تو اس کی تحقیق کرائی جا سکتی ہے۔

ریونیو مقدمات کے فیصلوں کے لئے وقت کی حدود مقرر کرنا

*8230 سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب لینڈ ریونیو ایکٹ کے تحت کسی بھی مالک زمین کو مشترکہ کھیوٹ کی صورت میں تقسیم کرانے کا قانونی حق دیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سلسلہ میں مجاز عدالت ریونیو کورٹ ہے جو ریونیو آفیسر پر مشتمل ہوتی ہے، ریونیو آفیسر کو انتظامی ذمہ داریاں بھی ادا کرنا ہوتی ہیں اس لئے وہ عدالتی امور پر بہت کم توجہ دیتے ہیں اور بے بہا تاخیر ہوتی ہے؟

(ج) کیا حکومت اس سلسلہ میں کیسوں کو نمٹانے کے لئے کسی مخصوص زیادہ سے زیادہ مدت کا تعین کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کتنی اور اس مدت میں فیصلہ نہ کرنے کی صورت میں کیا ایکشن لیا جائے گا، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال:

(الف) یہ درست ہے کہ بورڈ آف ریونیو پنجاب نے بروئے چٹھی نمبری 2002-2706/2337-LR-1 مورخہ 01-10-2002 جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ عملہ فیلڈ کو ہدایت کر رکھی ہے کہ مشترکہ کھاتہ جات کو تقسیم کیا جائے۔

(ب) ریونیو افسر حلقہ دفعہ 135 تا 150 لینڈ ریونیو ایکٹ 1967 کے تحت کارروائی کرتا ہے اور مقامی حکومتوں کے نظام کے بعد ان کی انتظامی ذمہ داریاں کم ہوئی ہیں۔ لہذا یہ غلط ہے کہ وہ عدالتی امور پر کم توجہ دیتے ہیں۔

(ج) اس ضمن میں عرض ہے کہ بمطابق لینڈ ریونیو ایکٹ کوئی مدت ایسے کیسوں کے فیصلہ بابت مخصوص نہ ہے۔

مشترکہ کھیوٹ کے حصہ داران کی تقسیم سے متعلقہ تفصیل

*8231 سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مشترکہ کھیوٹ میں سے ایک حصہ دار کو اپنی زمین تقسیم کرانے کا حق پنجاب لینڈ ریونیو ایکٹ کے تحت حاصل ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایسی صورت میں ہر طرح اطمینان کے بعد ریونیو کورٹ متعلقہ گرداور اور پٹواری کو زمین کی تقسیم کرنے کا حکم صادر کرتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایسی صورت میں پٹواری و گرداور کو کسی خاص مدت کا پابند نہیں کیا گیا اگر ہاں تو کیا یہ بھی درست ہے کہ اسی بناء پر متذکرہ اہلکار کئی کئی ماہ تک تقسیم لٹکائے رکھتے ہیں اور سائل سے منہ مانگے پیسے بٹورتے ہیں؟

(د) کیا حکومت ایسے معاملے میں متعلقہ گرداور و پٹواری کو اس بات کا پابند کرنے کو تیار ہے کہ وہ ریونیو عدالت سے حکم کا اجراء ہونے کے پندرہ یوم کے اندر تقسیم عدالت میں جمع کرائے اور اس کی خلاف ورزی پر اس کے خلاف انضباطی کارروائی عمل میں لائی جائے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال:

(الف) یہ درست ہے کہ دفعہ 135 لینڈ ریونیو ایکٹ 1967 کے تحت زمین کا کوئی مشترک مالک مجاز ہوگا کہ افسر مال کے رُوبرُو زمین میں اپنے حصہ کی تقسیم کے لئے درخواست کر سکتا ہے۔

(ب) ریونیو کورٹ گرداور حلقہ کو ونڈہ جات بنانے کا حکم دیتی ہے۔

(ج) یہ تمام تر کارروائی ریونیو آفیسر حلقہ دفعہ 135 تا 150 لینڈ ریونیو ایکٹ 1967 کے تحت عمل میں لاتا ہے۔

(د) ونڈے کے حکم کے بعد گرداور فریقین کو نشاندہی کرواتا ہے اور ان کی کھتونیاں درست کرتا ہے جب میعاد اپیل گزر جائے یا اپیل کا فیصلہ ہو جائے تب ریونیو افسر مجاز سند تقسیم

اسٹامپ پیپر پر تیار کرتا ہے۔ قواعد و ضوابط سے بالا تر چلنے والے اہلکار کے خلاف انضباطی کارروائی فوراً عمل میں لائی جاتی ہے۔ معزز ممبر کے علم میں کوئی ایسا واقعہ ہو تو اس پر کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

چودھری محمد ارشد

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست چودھری محمد ارشد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

It is stated that due to some urgent work I am going abroad and would not be able to attend the Assembly session from 10th to 12th June, 2006. Kindly grant me three days leave.

I shall be grateful.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(رخصت منظور ہوئی)

مسز میمونہ نبیل

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست مسز میمونہ نبیل ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

I am sick and unable to attend the session. It is therefore requested that my absence from the session may very kindly be treated as leave.

I shall be very grateful.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(رخصت منظور ہوئی)

سردار محمد رفیق احمد

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست سردار محمد رفیق احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

It is for your kind information that I passed through a cardiac surgery and doctor advised me complete bed rest. I am not in a position to attend Assembly business due to illness. Kindly allow me leave during budget session w.e.f 8th June, 2006.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(رخصت منظور ہوئی)

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: اب ہم Call Attention Notice take up کرتے ہیں۔ رانا آفتاب احمد خان اور جناب طاہر اختر ملک کی طرف سے Call Attention Notice No.708 ہے۔

پیپلز پارٹی سیالکوٹ کے عہدیداروں کا قتل اور حکومتی کارروائی

جناب طاہر اختر ملک: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 17- جون 2006 کو رانا انعام اللہ خان، صدر پیپلز پارٹی ڈسکہ اور فاروق شفیع مغل ایڈیشنل سیکرٹری جنرل پیپلز پارٹی سیالکوٹ کو جب وہ ایک جیپ میں سوار ہو کر ڈسکہ سے سمبڑیال جا رہے تھے، ملکھاں والہ کے قریب نہر اپر چناب پر اندھا دھند فائرنگ کر کے قتل کر دیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مقامی پولیس نے ابھی تک اس واقعہ کی F.I.R درج کرنے کے علاوہ کوئی کارروائی نہ کی ہے اور دیدہ دانستہ ملزمان کا سراغ لگانے اور انہیں گرفتار کرنے سے گریزاں ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا پولیس ملزمان کا سراغ لگا کر انہیں گرفتار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر!

(الف) یہ درست ہے۔ اس سلسلہ میں مقتول رانا انعام اللہ کے والد محمد ارشد کی درخواست پر چار نامعلوم ملزمان کے خلاف مقدمہ نمبر 305 مورخہ 06-06-17 بجرم 302/34/ 109 تھانہ سمبڑیال میں درج رجسٹرڈ ہو چکا ہے۔ مدعی مقدمہ نے ایف آئی آر میں تحریر کرایا ہے کہ فقیر محمد، محمد نواز، سرفراز احمد، محمد رفیق اور شہباز احمد ساکنان گٹھیاں تحصیل کاموںکی نے مسمیان غلام عباس اور مقبول حسین ساکن کوٹ حسین خان تحصیل حافظ آباد کے ساتھ مجھے اور میرے بیٹے کو قتل کرنے کے لئے گٹھ جوڑ کر رکھا تھا کیونکہ ان کے ساتھ میری مقدمے بازی چل رہی ہے۔

(ب) پولیس اس واردات میں ملوث ملزمان کا سراغ لگانے کی کوشش کر رہی ہے۔ چونکہ مدعی فریق اور ایف آئی آر میں نامزد ایماء کے ملزمان کے مابین دیوانی مقدمہ بازی چل رہی ہے اس لئے ایف آئی آر کے مطابق ضمن (الف) میں تحریر کردہ ایماء کے ملزمان کو ہی نامزد کیا گیا ہے۔

(ج) مقامی پولیس نے ایماء کے ملزمان کی گرفتاری کے لئے کوشش کی ہے۔

جناب سپیکر! یہ تو تحریری جواب تھا لیکن اس میں latest position یہ ہے کہ مدعی فریق نے پہلے کسی کو نامزد نہیں کیا تھا بلکہ انھوں نے گٹھ جوڑ کا کہا تھا کہ ان لوگوں نے باہم صلاح و مشورہ کر کے ایک سازش تیار کی ہے اور میرے بیٹے کو قتل کروایا ہے نہ کہ انھوں نے خود کیا ہے چونکہ اس میں کسی کو نامزد نہیں کیا گیا اس لئے گرفتاری میں پیشرفت نہیں ہوئی لیکن کل مدعی فریق کی طرف سے ہمیں ایک درخواست موصول ہوئی ہے جس میں انھوں نے ایک شخص ”محمد بوٹا“ کو نامزد کیا ہے۔ جب پولیس نے اس کی تلاش کی تو پتا چلا کہ یہ شخص پہلے ہی ایک مقدمہ نمبر

22/2006 بجرم 420/468/471 ت پ تھانہ صدر کامونکی میں گرفتار ہے۔ قتل کے مقدمہ میں جو مدعی ہے وہ اس مقدمہ میں بھی مدعی ہیں۔ انھوں نے ہی اس کو گرفتار کروایا ہوا تھا۔ آج پولیس نے اس شخص کو حراست میں لے لیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اب اس کی نشاندہی پر باقی ملزمان بھی گرفتار کر لئے جائیں گے۔ اس مقدمہ میں آج پہلی دفعہ مدعی فریق نے کسی کو نامزد کیا ہے جس کو آج پولیس نے جیل سے ٹرانسفر کروایا ہے، اب اس کا ریمانڈ لیں گے اور ریمانڈ لینے کے بعد تفتیش ہو گی۔ تفتیش میں جن جن ملزمان کی نشاندہی ہوئی انشاء اللہ تعالیٰ انھیں گرفتار کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ رانا صاحب! اب مزید بات کرنے کی کوئی ضرورت تو نہیں ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ہو سکتا ہے کہ اس سے کچھ مدد مل جائے۔ انھوں نے بالکل ٹھیک کہا ہے کہ رانا انعام اللہ وغیرہ نے کامونکی میں ایک پلاٹ خریدا تھا جس پر کوئی ناجائز قابض تھا۔ جب وہ through process of court اس کا قبضہ لے کر واپس جا رہا تھا تو اسے ٹیلی فون آیا کہ اب تم دو دن میں اپنا بندوبست کر لو۔ اس کو قتل کرنے کے بعد وہ وہاں موقع پر گئے اور جہاں بورڈ لگا تھا رانا انعام اللہ وہ وہاں سے اتار کر اس پر مرحوم لکھ کر گئے۔ اس میں تو بڑا clear ہے کہ کون ملزم ہے لہذا اسے پکڑنا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! پہلے کسی نے نامزد نہیں کیا۔ انھوں نے ابھی نامزد کیا ہے۔ پہلے تو ایماء پر ایف آئی آر درج ہوئی تھی کہ فلاں لوگ قتل کروانے والے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! جنھوں نے مارنا ہوتا ہے وہ اپنے بچوں کو دوسرے ملکوں میں بھیج دیتے ہیں اور خود 13/20/65 یا 3/4 کے تحت تھانے میں چلے جاتے ہیں۔ جب ان کو alibi لیں گے تو یہ prove نہیں ہو سکے گا حالانکہ کروایا انھوں نے ہوتا ہے۔ یہی تو قانون کے problems آرہے ہیں جیسے اب حدود کیسز میں آرہا ہے۔ تفتیش کا مسئلہ بھی یہی ہے جس پر آج بحث بھی ہو گی۔ مسئلہ یہ ہے کہ جس بندے نے اس کا بورڈ اتارا ہے لڑائی تو اسی سے ہے جس نے اسے قتل کروایا ہے۔ اگر اس کو گرفتار نہیں کیا تو تفتیش آگے چل سکتی ہے؟ کسی آدمی کو کیا ضرورت ہے کہ قبضہ لینے کے بعد باقاعدہ بورڈ اتروا کر اس پر رانا انعام اللہ مرحوم لکھ کر جائے Sir, it is very clear.

جناب سپیکر: رانا صاحب! اصل ملزم پکڑا گیا ہے اس سے بات مزید آگے چلے گی کہ وہ کن کن کی نشاندہی کرتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں اس میں مزید یہ اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ پولیس کا مدعی فریق کے ساتھ رابطہ ہے اور ہم ان کی تسلی کے مطابق اس میں پیشرفت کر رہے ہیں۔ انھوں نے جس ملزم کی نشاندہی کی اس کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ یہ بات مدعی فریق کے علم میں ہے کہ ہم ان کی تسلی کے مطابق اس میں پیشرفت کر رہے ہیں۔ انھوں نے جس ملزم کی نشاندہی کی اس کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ یہ بات مدعی فریق کے علم میں ہے کہ ہم نے آج اس کا ریمانڈ لینا تھا اور انشاء اللہ ان کی تسلی کے مطابق ہی اس مقدمہ کی تفتیش آگے چلائی جائے گی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا Call Attention Notice حاجی محمد اعجاز صاحب کی طرف سے ہے۔

ملی ٹاؤن غازی آباد (لاہور) کے رہائشی کی موٹر سائیکل سواروں کی فائرنگ سے ہلاکت اور حکومتی کارروائی کی تفصیل

حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 27۔جون 2006 کی ایک موقر اخبار کے مطابق 57 سالہ لال خان رہائشی ملی ٹاؤن غازی آباد لاہور کو دو موٹر سائیکل سواروں نے فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا؟

(ب) اس کا مقدمہ کس تھانہ میں کن کن دفعات کے تحت درج ہوا؟

(ج) کیا اس قتل کی واردات کے ملزمان گرفتار کر لئے گئے ہیں؟

(د) اس کی تفتیش کرنے والے پولیس ملازمین کے نام عہدہ اور گریڈ کی تفصیل بتائیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر!

(الف) مختصر حالات مقدمہ اس طرح ہیں کہ مورخہ 06-06-26 کو بوقت 6.00 بجے شام مدعی مع اپنے بڑے بھائی لال خان اور حاجی حبیب ولد فضل کریم اعوان اور صفدر علی ولد انور اعوان سکنہ ہائے والا اعوان لاہور اپنی بلڈنگ میٹریل رحمت مارکیٹ علی ٹاؤن میں مین روڈ ہربنس پورہ بیٹھے ہوئے تھے کہ میرے بھائی لال خان کو پیشاب کرنے کی حاجت ہوئی جو ہمارے پاس ہی پیشاب کرنے کے لئے بیٹھ گیا۔ اسی اثنا میں طارق،

ہمایوں پسران لیاقت علی، نواز علی، لیاقت علی پسران اسماعیل آرائیں سکنہ ہائے چھنو ونڈی عبدالقدیر ولد محمد بشیر آرائیں سکنہ لباں والا تھانہ باٹاپور ملزمان بالا موٹر سائیکلوں پر آئے جنھوں نے موٹر سائیکلوں سے اترتے ہی اپنے دستی پسٹل نکال لئے اور میرے بھائی لال خان پر فائرنگ شروع کر دی۔ لال خان کے چہرے کے بائیں جانب اور سر پر گولیاں لگیں اور وہ زخمی ہو کر زمین پر گر گیا۔ میں اور ہمایوں نے ملزمان کو پکڑنے کی کوشش کی اور شور کیا تو وہ اسلحہ لہراتے اور فائرنگ کرتے ہوئے فرار ہو گئے۔

(ب) وقوعہ ہذا کا مقدمہ نمبر334/2006 مورخہ06-06-26بجرم302/109/148/ 149 ت پ تھانہ غازی آباد لاہور درج رجسٹرڈ ہوا۔ ملزمان مسمیان محمد پرویز ولد محمد یعقوب جٹ سکنہ قلعہ جیون سنگھ، لیاقت علی ولد اسماعیل آرائیں سکنہ چھنو ونڈی نے اپنی عبوری ضمانتیں کروالی ہیں۔ انھوں نے جو ملزمان نامزد کئے تھے ان میں سے تین ملزمان نے اپنی عبوری ضمانتیں کروالی ہیں جس کی آئندہ تاریخ سماعت06-07-07ہے لیکن آج اجلاس شروع ہونے سے پہلے جب میں نے متعلقہ افسران سے معلومات حاصل کیں تو انھوں نے مزید بتایا کہ جن ملزمان نے ضمانتیں نہیں کروائی ہوئی تھیں محمد ہمایوں، محمد طارق پسران لیاقت کو پولیس نے گرفتار کر لیا ہے۔ جن لوگوں نے ضمانت قبل از گرفتاری کرائی ہوئی ہے انشاء اللہ تعالیٰ اسے بھی06-07-07کو خارج کروانے کی کوشش کریں گے اور ان کو بھی گرفتار کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

حاجی محمد اعجاز: شکریہ۔ جناب!

جناب سپیکر: چونکہ محرک مزید پریس نہیں کرنا چاہ رہے لہذا Call Attention Notice dispose ofہوا۔ اب ہم تحاریک استحقاقtake upکرتے ہیں۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: تحریک استحقاق نمبر17 جناب احسان اللہ وقاص اور چودھری اصغر علی گجر صاحب کی طرف سے ہے۔ چونکہ دونوں محرکین تشریف فرما نہیں ہیں لہذا تحریک استحقاق dispose ofہوئی۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر28ملک اقبال چنڑ صاحب کی طرف سے ہے۔ یہ پیش ہو چکی تھی

اس کا جواب آنا تھا۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

اے ڈی جی (ایل) اور ڈی سی او بہاولپور کا معزز رکن اسمبلی سے تضحیک آمیز رویہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں نے محرک سے استدعا کی تھی اور اسے pending کیا گیا تھا چونکہ میری خواہش تھی کہ اس معاملے کا کوئی حل نکل آتا۔ اب میں اسے oppose نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: چونکہ لاء منسٹر صاحب اسے oppose نہیں کر رہے لہذا میں اس motion کو in order قرار دیتا ہوں اور مجلس استحقاقات کے سپرد کرتا ہوں۔

ملک محمد اقبال چنڑ: شکریہ۔ جناب سپیکر!

جناب سپیکر: اگلی تحریک استحقاق نمبر 34 رائے اعجاز احمد صاحب!

ڈی ایس پی سانگلہ اور ایس ایچ او خانقاہ ڈوگراں کا معزز رکن اسمبلی کا فون سننے سے انکار

رائے اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں یکم جولائی 2006 بروز ہفتہ شام 6 بجے لاہور سے فیصل آباد جا رہا تھا کہ مجھے میرے فارم علاقہ تھانہ ڈھاباں سنگھ سے میرے ملازموں نے میرے موبائل پر فون کیا کہ ہمیں کھاد، تیل، مزدوری کے لئے رقم درکار ہے۔ میں نے انھیں کہا کہ خانقاہ ڈوگراں انٹرچینج زیر تعمیر ہے آپ خود آ کر رقم مجھ سے لے لیں۔ میں نے اپنے ملازموں (ارسلان اور ارشد عرف گوگا) کو ایک لاکھ روپے دیئے۔ وہ وہاں سے موٹر سائیکل پر واپس میرے فارم پر جا رہے تھے کہ راستہ میں ناکہ لگائے ہوئے DSP راشد سندھو اور SHO جہانگیر بٹ خانقاہ ڈوگراں نے ان دونوں کو روکا اور ارسلان سے مبلغ ایک لاکھ پانچ ہزار روپے نقدی رقم زبردستی چھین لی اور ان کے خلاف 13/20/65 کے تحت ایف آئی آر کاٹ کر ان کو گرفتار کر لیا۔ جب مجھے پتا چلا تو میں نے DSP راشد سندھو کو سانگلہ فون کیا تو پتا چلا کہ تھانہ خانقاہ ڈوگراں گئے ہوئے ہیں۔ میں نے

SHO خانقاہ ڈوگراں کو فون کیا تو انھوں نے میرے ساتھ فون پر بات نہ کی اور میں نے ٹیلی فون آپریٹر سے پوچھا کہ آپ کے پاس DSP راشد سندھو آیا ہوا ہے اس سے میری بات کراؤ مگر DSP نے وہاں موجود ہونے کے باوجود میرے ساتھ بات نہ کی۔ میں نے اس سلسلہ میں DPO ننکانہ عمر فاروق بھٹی سے فون پر بات کرنے کی کوشش کی۔ دو تین دفعہ ٹیلی فون کرنے پر ان سے میری بات ہوئی مگر انھوں نے میرے ساتھ ترش لہجہ سے بات کی اور فون بند کر دیا۔ میں نے DIG شیخوپورہ رینج انور ورک کو فون کیا مگر ان کے آپریٹر نے کہا کہ وہ سوئے ہوئے ہیں۔ میں نے دو گھنٹے بعد فون کیا تو انھوں نے میرا ٹیلی فون سننے سے انکار کر دیا۔

جناب والا! ارسلان سے ایک لاکھ پانچ ہزار روپے جبراً چھیننے، رات بھر حبس بے جا میں رکھنے اور حوالات میں رکھنے پر DSP/SHO کے خلاف مقدمہ درج کیا جائے۔ یہ سب کچھ DIG انور ورک کے کہنے پر کیا گیا ہے اور DIG/ DSP/SHO کے اس رویہ سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں شارٹ سٹیٹمنٹ دیتا ہوں۔ میرے پاس ایف آئی آر موجود ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ارسلان کی پتلون سے پیسے نکالے اور یہ آوارہ گردی میں پھر رہا تھا۔ انھوں نے ایف آئی آر میں درج کیا ہے کہ یہ دونوں موٹر سائیکل پر سوار تھے ان کے پاس کلاشنکوف یا رائفل تھی انھوں نے پرچہ دے دیا۔ ہم ان کے لئے اربوں روپیہ رکھتے ہیں کہ یہ عوام کو انصاف مہیا کریں گے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ عوام کو ریلیف دیں گے۔ جب اپنے ایس ایچ او کو بندہ کہتا ہے کہ یہ رائے اعجاز کے پیسے ہیں اس پر اسمبلی کے نیشنل بنک کی مہر تھی اور اسمبلی کا لفافہ تھا جو انھوں نے اپنے قبضہ میں لیا ہے۔ پولیس والوں کی اتنی ہمت کہ اپنے علاقے کے ایم پی اے اور تحصیل ناظم پر پرچہ دے دیں لہذا میری استدعا ہے کہ میری یہ تحریک استحقاق مجلس استحقاقات کے سپرد کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے رائے صاحب کی خدمت میں انتہائی ادب کے ساتھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج ہی یہ معاملہ میرے علم میں لائے تھے اور میں نے ان کی موجودگی میں متعلقہ ڈی آئی جی سے بات کی تھی اور میں نے رائے صاحب سے گزارش کی تھی کہ جس متعلقہ افسر نے زیادتی کی ہے۔ میں میرٹ پر بات نہیں کرتا بقول ان کے

اس نے جو بھی زیادتی کی ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ ویسے بھی ان کے ساتھ میری یہ commitment تھی باقی آپ کا حکم۔ اگر آپ اس کو in order قرار دینا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن میری ان سے commitment تھی کہ جس افسر نے زیادتی کی ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس کے خلاف کارروائی ضرور ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، رائے صاحب!

رائے اعجاز احمد: جناب والا! یہ کمیٹی کے سپرد کریں۔ بات یہ نہیں ہے انہوں نے ڈی آئی جی کو میرے سامنے فون کیا۔ انہوں نے کہا کہ رائے صاحب کو منا لیں اب تو تحریک آ گئی ہے۔ انہوں نے مجھے کہا کہ اب آپ نے تین بجے تک تحریک پیش نہیں کرنی۔ میں تین بجے آپ کے چیمبر میں آ کر بیٹھ گیا۔ انہوں نے اس بات پر غور ہی نہیں فرمایا۔ پولیس کا دماغ اتنا خراب ہو چکا ہے۔ ہم ان کے لئے اتنا زیادہ بجٹ رکھتے ہیں، ان کو ایلیٹ فورس کی گاڑیاں دیتے ہیں ہم ان کے لئے کیا نہیں کرتے ہم غریب عوام کی خون پسینے کی کمائی بھی ان کو دیتے ہیں اور ان کی حالت یہ ہے کہ اس بات کا پتا چلنے کے باوجود بھی کہ یہ اس کی رقم ہے یہ ہمیں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہمارے یہ اختیارات ہیں ہم ایم پی اے کو یا ایم پی اے کے بندے کو کیا سمجھتے ہیں۔

جناب سپیکر: رائے صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ وزیر قانون صاحب اس تحریک کو oppose نہیں کر رہے لہذا میں اس تحریک کو in order قرار دیتا ہوں اور استحقاق کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانا آفتاب احمد خان پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! آپ نے بھی مہربانی فرمائی اور وزیر قانون صاحب نے بھی مہربانی فرمائی کہ اس تحریک کو انہوں نے oppose نہیں کیا۔ میرا اس اسمبلی میں ہمیشہ یہ question ہوتا ہے کہ اگر breach of privilege ہوا ہے تو رائے صاحب کو چاہئے کہ He should take stand on it. اور کسی کو punishment بھی ہو سکے۔ اگر انہوں نے کل جا کر صلح کرنی ہے تو ابھی میرا خیال ہے کہ آدھے گھنٹے کے لئے pending کر کے ان کی صلح کروا دیں۔ اگر یہ کریں گے تو This will be the breach of privilege of the house کیونکہ انہوں نے

کہا ہے کہ پورے ہاؤس کا تقدس مجروح ہوا ہے۔اس لئے میری معزز رکن سے یہ درخواست ہے کہ اپنی بات پر قائم رہیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحریک التوائے Take up کرتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 268 سید احسان اللہ وقاص صاحب کی طرف سے ہے یہ تحریک move ہو چکی ہے اور اس کا جواب آنا تھا۔ جی، وزیر صحت!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب والا! وزیر صحت تشریف فرما نہیں ہیں اس لئے اس کو کل تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: آپ اس کا جواب دینا چاہ رہے ہیں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: نہیں جناب میں کہہ رہا ہوں کہ اسے کل تک کے لئے pending فرما دیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! میں صرف پانی پینے کے لئے گیا ہوں اور میری تحریک کو dispose of کر دیا گیا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! وزیر موصوف تشریف نہیں رکھتے تو آپ pending فرما دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگر وزیر موصوف نہیں ہیں جواب کون دے گا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! اگر وہ تشریف نہیں رکھتے تھے تو آپ ان کی تحریک کو بھی pending کر دیتے۔

جناب سپیکر: کیا پھر اگر وزیر صاحب نہیں ہیں تو اس کو بھی dispose of کر دیں۔

رانا آفتاب احمد خان: میں یہ کہہ رہا ہوں کہ معزز رکن کی تحریک کو بھی pending کر دیتے۔۔

جناب سپیکر: جو مثال آپ نے دی ہے کہ شاہ صاحب نہیں تھے تو ان کی تحریک کو آپ نے dispose of کر دیا۔اس کے معنی تو یہ نکلتے ہیں کہ منسٹر صاحب بھی نہیں ہیں یہ بھی dispose of کر دوں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! بات یہ ہے کہ میری پہلی بھی جو تحریک استحقاق ہے وہ میرا کوئی ذاتی مسئلہ نہیں ہے ہاؤس کی عزت اور وقار کے لئے میں نے وہ تحریک استحقاق دی ہے۔ آپ شفقت فرمائیں میں تو ایک منٹ کے لئے پانی پینے گیا ہوں۔

جناب سپیکر: وزیر موصوف بھی نہیں ہیں؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! دوسرے وزیر صاحب تو بیٹھے ہیں جو آپ نے میری تحریک dispose of کر دی ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ ہیں؟

سید احسان اللہ وقاص: ان سے تو مہربانی کرائیں۔

جناب سپیکر: بی بی! آپ ان کی تحریک کا جواب دینا چاہیں گی۔

آوازیں: پارلیمانی سیکرٹری جواب دیں گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جی، آپ ارشاد کریں۔

جناب سپیکر: وہ ارشاد کر چکے ہیں محکمے کی طرف سے جواب آنا تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب والا! میں نے نہیں سنا۔

جناب سپیکر: چلیں آپ دوبارہ تحریک پڑھ دیں۔

پنجاب میڈیکل فیکلٹی کی جانب سے ہزاروں پیرا میڈیکل (ڈسپنسرز) کو جعلی میڈیکل سرٹیفکیٹ کا اجراء

(---جاری)

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ڈان" مورخہ 27- مارچ کی ایک خبر کے مطابق پنجاب حکومت کے ادارہ پنجاب میڈیکل فیکلٹی نے گزشتہ عرصہ کے دوران 42 ہزار بوگس اور جعلی سرٹیفکیٹ پیرا میڈیکل سٹاف ڈسپنسرز کو جاری کر دیئے گئے۔ عام پاکستانی کو طبی سہولیات نہ ہونے اور میڈیکل ڈاکٹرز کی تعداد بہت کم ہونے کی وجہ سے عام طور پر ڈاکٹر سے ہی ادویات خریدتے ہیں اور اپنا علاج کرواتے ہیں۔

بغیر کسی میڈیکل تعلیم تجربہ اور امتحان کے پنجاب بھر میں 42ہزار جعلی ڈسپنسرز کو جعلی سرٹیفکیٹ دے کر عوام کی زندگی اور موت کو ان کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا گیا ہے جو از حد تشویشناک ہے لہذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! میں اس میں ایک دو باتیں اور add کرنا چاہتا ہوں۔ صورتحال یہ ہے کہ جن بچوں نے یہاں پر امتحان دیا اور انہوں نے متعلقہ عملے کو پیسے نہیں دیئے وہ فیل ہو گئے اور جنہوں نے امتحان ہی نہیں دیا گھر بیٹھے رہے اور انہوں نے بیس بیس، پچیس پچیس ہزار روپیہ یہاں پر دیا ہوا تھا ان سب کو A گریڈ میں پاس کر دیا گیا۔ اس سلسلے میں جب انکوائری کمیٹی بنی تو انہوں نے دیکھا کہ پیپر پر ایک لفظ نہیں لکھا ہوا اور مارکس شیٹ پر ان کے سو میں سے نوے نمبر لکھے ہوئے ہیں۔ یہ اتنی بڑی دھاندلی ہوئی ہے اور اتنی بڑی لوٹ مار ہوئی ہے کہ اس بارے میں آخیر ہو گئی ہے۔ اس پر ہاؤس کے اندر بھی بحث کروائیں اور اس کا جواب دیں یا جو بھی آپ مناسب سمجھیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب والا! اس مسئلے پر وزیر صحت نے کافی لمبی چوڑی میٹنگ کی ہے اور ابھی یہ مسئلہ زیر بحث ہے اور ابھی اس پر تفتیش جاری ہے لیکن میں additional information بھی دینا چاہوں گی۔ یہ الزام غلط لگایا گیا ہے۔ بوگس سرٹیفکیٹ جاری ہوئے اور نہ ہی کوئی ڈگریاں بیچی گئی ہیں۔ باقاعدہ اس کا امتحان ہوتا ہے۔ اکثر ان کی اس قسم کی شکایات ہوتی ہیں کہ جو طالب علم جماعت اسلامی سے belong کرتا ہے اور فیل ہو جاتا ہے تو پوری قوم کا مسئلہ بنا کر پیش کر دیتے ہیں۔ ابھی مجھے دو دن چاہئیں میں آپ کو اس کا تفصیلی جواب دے دوں گی۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! انہوں نے بڑی گھٹیا بات کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر وہ سرٹیفکیٹ بوگس نہ ہوئے تو میں اسمبلی کی نشست سے استعفیٰ دے دوں گا۔ یہ میرا چیلنج قبول کریں اگر میری بات درست ہوئی تو یہ استعفیٰ دے دیں۔ یہ ان گائیڈڈ میزائل کی طرح یہاں پر بولتی رہتی ہیں۔ ان کو کسی بات کا پتا ہوتا ہے اور نہ ہی ان کو کوئی کسی دفتر میں داخل ہونے دیتا ہے ان کی کیا حیثیت ہے؟

جناب والا! میری بات کا جواب وزیر موصوف دیں میں ان کے جواب سے مطمئن ہوں اور نہ ہی ان کو کسی جواب کا پتا ہوتا ہے۔ میں ان کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر وہاں پر بوگس سرٹیفکیٹ جاری نہ ہوئے ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ تشریف رکھیں۔

سید احسان اللہ وقاص: حکومت نے اس سلسلے میں انکوائری کمیٹی بھی بنائی ہے کمیٹی نے اس سلسلے میں گرفتاری کے احکامات جاری کئے اور سارا کچھ ہوا لیکن ان کو کسی بات کا پتا نہیں ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار اگلے اجلاس تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! میں عرض کروں گی۔

جناب سپیکر: بی بی! آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب والا! یہ تو [****] میں تو ڈاکٹر ہوں۔

جناب سپیکر: یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ! اگلی تحریک التوائے کار سید احسان اللہ وقاص، چودھری اصغر علی گجر، محترمہ زیب النساء قریشی صاحبہ! جی، یہ تحریک التوائے کار کون move کرے گا۔ شاہ صاحب! یہ کون move کرے گا۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! یہ move ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار move ہو چکی ہے اور یہ pending تھی۔ وزیر قانون اس کا جواب دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! اس کا نمبر کیا ہے؟

جناب سپیکر: اس کا نمبر ہے 273۔ آرڈر پلیز۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ تحریک التوائے کار۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

گوجرانوالہ میں ڈکیتی کے دوران شیخ اعجاز ہیڈ کانسٹیبل کا قتل

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! یہ تحریک التوائے کار متعلقہ ہے مقدمہ نمبر-338 302/34 مورخہ 06-03-23 تھانہ سبزی منڈی۔اس مقدمہ میں جو واقعات بیان کئے گئے ہیں اس کے مطابق ایف آئی آر درج کی گئی اور مقدمہ کی تفتیش جو ہے وہ محمد سلیم سب انسپکٹر انوسٹی گیشن تھانہ سبزی منڈی نے زیر نگرانی ڈی ایس پی سول لائنز کی۔دوران تفتیش ملزمان مسمیان محمد سخاوت عرف ویرو ولد محمد بشیر قوم جٹ سکنہ میراں جی ٹاؤن اور محمد آمین عرف بینا ولد جلال دین قوم کشمیری سکنہ محلہ نبی پورہ کچا ایمن آباد روڈ گوجرانوالہ کو زیر دفعہ 54 کے تحت گرفتار کر کے تفتیش عمل میں لائی گئی۔دوران تفتیش ملزمان محمد آمین عرف بینا اور سخاوت عرف ویرو نے انکشاف کیا کہ بروز وقوعہ وہ دونوں واردات کرنے کی نیت سے ہاشمی کالونی نکلے تھے تو سامنے سے موٹر سائیکل پر میاں بیوی آرہے تھے سخاوت نے اعجاز کو پہچان لیا۔اس مقدمہ میں محمد آمین عرف بینا نے بذریعہ پستول فائر مار دیا اور بعد میں انہی ملزمان کو مقدمہ میں گنہگار ثابت ہونے پر چالان کر دیا گیا اور چالان عدالت میں پیش کیا جارہا ہے۔یہ واقعہ درست تھا ملزمان جرم کا اعتراف کرنے پر گرفتار ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔محرک اس کو مزید پریس نہیں کرنا چاہ رہیں لہذا motion dispose of ہوئی۔

چودھری زاہد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! گوجرانوالہ کا ایک اہم ترین مسئلہ ہے جو میں discuss کرنا چاہتا ہوں۔میری تحریک التوائے کار کا نمبر 503 ہے۔میری یہ گزارش ہے کہ اس کو اگر out of turn لے لیا جائے تو آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔

جناب سپیکر: اس کا تو ابھی جواب ہی نہیں آیا ہوگا۔چلو دیکھ لیتے ہیں۔

چودھری زاہد پرویز: مہربانی۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار محترمہ فرزانہ راجہ صاحبہ کی طرف سے ہے۔وہ تشریف نہیں رکھتیں لہذا motion dispose of ہوتی ہے۔اس کے بعد ہے 295 لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ)، چودھری زاہد پرویز یہ تحریک move ہو چکی ہے یہ بھی pending چلی آرہی تھی۔ وزیر قانون اس کا جواب دیں گے۔جی، وزیر قانون!

گوجرانوالہ میں یونین کونسل کے ناظم کا قتل

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ تحریک التوائے کار مقدمہ نمبر 170 مورخہ 2006-03-31 بجرم 302-324/34 ت پ تھانہ گکھڑ منڈی ہے۔ مختصر حالات مقدمہ ہذا اس طرح ہیں کہ محمد شریف ولد نجم الدین قوم ارائیں سکنہ نتھ کلاں نے مقامی پولیس کو درخواست دی کہ وہ آڑھت کا کام کرتا ہے۔ مورخہ 2006-03-31 کو بوقت 5:45 بجے شام ہمراہ محمد انور ولد غلام رسول قوم ارائیں سکنہ راج کوہ گوجرانوالہ جو کہ میرے گھر مہمان آیا ہوا تھا، کھانا کھانے کے بعد چوک نتھ کلاں موجود تھے اس کا بیٹا عطاء الحق ناظم مع اپنے چچا حقیقی امان اللہ عرف مشتاق ولد نجم الدین قوم سکنہ نتھ کلاں کے ساتھ گھر سے چوک کی طرف آرہے تھے کہ اسی اثنا میں شمال کی طرف سے مسمیان احسان ولد تاج دین قوم جٹ سکنہ نتھ کلاں مسلح رائفل 222، زبیر عرف زبیری مسلح کلاشنکوف، احمد عرف احمدی مسلح کلاشنکوف، عامر عرف عامری مسلح رائفل 222 پسران احسان اللہ اور اس کے تینوں بیٹوں نے اپنے اپنے دستی اسلحہ سے فائرنگ شروع کر دی جو عطاء الحق کو جسم کے مختلف حصوں پر لگی جو زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے موقع پر جاں بحق ہو گیا۔

جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ ان کی آپس میں دشمنی بھی تھی ان کا مقدمہ چل رہا تھا اس مقدمے کی تفتیش ڈی ایس پی وزیر آباد سرکل کی زیر نگرانی انسپکٹر محمد اسلم کر رہے ہیں۔ تاحال اس میں کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی۔ پولیس کو ہدایت کی جا رہی ہے کہ جلد از جلد ملزمان کو گرفتار کیا جائے اور انشاء اللہ تعالیٰ میری یہ کوشش ہو گی کہ میں متعلقہ حکام کو یہ ہدایت کروں کہ جلد از جلد اس مقدمہ میں ملزمان کو گرفتار کیا جائے تاکہ ان کا چالان عدالت میں پیش کیا جا سکے۔

جناب سپیکر: شکریہ

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس میں جو ملزمان نامزد ہیں ان کو گرفتار نہیں کیا جا رہا۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین رائے اعجاز احمد کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: ہر Adjournment Motion میں جواب یہی آتا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ گرفتار کر لیا جائے گا لیکن اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود کسی قسم کی گرفتاری عمل میں نہیں آئی تو میری گزارش ہے کہ کیا وزیر صاحب فرمائیں گے کہ ملزمان کی گرفتاری کے لئے مزید کتنا عرصہ چاہئے اور جو لوگ زبردستی جگا ٹیکس وصول کر رہے ہیں اور علاقے میں دندناتے پھر رہے ہیں اگر ان کی گرفتاری نہیں ہو سکتی تو پھر دوسرے اشتہاری ملزمان کو تو گرفتار کرنے میں پولیس بالکل ناکام ہے۔ان ملزمان کو گرفتار کرنے میں مزید کتنا عرصہ لگے گا تاکہ وہاں کے عوام سکھ کی نیند سو سکیں اور اس جگا ٹیکس اور قبضہ گروپ سے نجات حاصل کر سکیں۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میں نے جواب دیا ہے اور میں نے یقین دہانی کرائی ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ملزمان کو جلد گرفتار کیا جائے گا۔ جہاں تک اس تاثر کا تعلق ہے کہ ہر تحریک التوائے کار میں یہ جواب دیا جاتا ہے کہ ملزمان کو جلد گرفتار کر لیا جائے گا۔ آپ نے دیکھا کہ آج ماسوائے اس تحریک التوائے کار کے جواب کے علاوہ باقی ساری Adjournment Motions میں ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں۔ Call Attention Notices میں بھی ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم کوشش کر رہے ہیں اور دوبارہ ہدایت کریں گے کہ ملزمان کو جلد گرفتار کر لیا جائے گا۔ شکریہ

جناب چیئرمین: تحریک التوائے کار نمبر۔317 حاجی محمد اعجاز، ملک اصغر علی قیصر!

مین بازار دھرم پورہ (لاہور) میں دن دہاڑے ڈاکا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! یہ تحریک پیش ہو چکی ہے اس میں، میں نے جواب بھی دیا تھا لیکن اس میں، میں نے update جواب دینا تھا کیونکہ میرے پاس جو جواب تھا اس کے مطابق یہ تھا کہ ملزمان ابھی تک گرفتار ہوئے اور نہ ہی کوئی برآمدگی ہوئی ہے کیونکہ یہ تحریک التوائے کار 6۔اپریل کو آئی تھی جس کا جواب ہم نے 24۔اپریل کو دیا۔ کافی عرصہ گزر چکا تھا بلکہ اس دن شیخ اعجاز صاحب نے اسی معزز ایوان میں یہ فرمایا تھا کہ اس میں recovery ہو چکی ہے، سو میں نے پولیس سے اس کا up date جواب مانگا ہوا ہے انشاء اللہ تعالیٰ آج آ جائے گا، کل کے لئے اس کو pending فرمالیں کل میں اس کا updated جواب دے دوں گا۔

جناب چیئرمین: تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔

جناب پرویز رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

جناب پرویز رفیق: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ میں اس معزز ایوان اور خاص کر وزیر تعلیم صاحب کی توجہ چاہتا ہوں۔آج ایک اخبار میں اشتہار آیا ہے محکمہ ایجوکیشن نے Class-IV کی بھرتیاں شروع کی ہیں اور اس میں انہوں نے میرٹ بنایا ہے کہ اراکین اسمبلی اور میرٹ لکھا ہے کہ پڑھے لکھے امیدوار کے 30 نمبر ہوں گے، پرائمری سکول پاس 35 نمبر، مڈل پاس 40 نمبر، میٹرک پاس50اور حافظ قرآن کو 5 نمبر دیئے جائیں گے۔

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے 11۔اگست 1947 کو پہلی دستور ساز اسمبلی سے خطاب میں فرمایا کہ آپ اس مملکت پاکستان میں آزاد ہیں،آپ کا کسی ذات، عقیدہ، مذہب یا فرقہ سے تعلق ہو، کاروبار مملکت کا اس سے کوئی واسطہ نہیں۔ ہم اس بنیادی اصول کے ساتھ ابتدا کر رہے ہیں کہ ہم سب اس ملک کے یکساں اور برابر کے شہری ہیں۔ میں وزیر تعلیم صاحب کی توجہ چاہوں گا کہ جب پروفیشنل ایجوکیشنل انسٹیٹیوشنز میں داخلہ کی بات ہوتی ہے---

جناب چیئرمین: آپ کی بات کیا ہے؟ تمہید نہ باندھیں بلکہ اپنی بات کریں۔

جناب پرویز رفیق: جناب چیئرمین! میں بتانے لگا ہوں۔ پروفیشنل ایجوکیشنل انسٹیٹیوشنز میں داخلے کی بات ہوتی ہے تو حافظ قرآن کو 20 نمبر دیئے جاتے ہیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ غیر مسلم سٹوڈنٹس کے ساتھ زیادتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو اس پالیسی پر نظر ثانی کرنی چاہئے کہ غیر مسلم لوگ اس طرح سے میرٹ پر آہی نہیں سکتے کیونکہ حافظ قرآن کو داخلے کے لئے 20 نمبر مل جاتے ہیں۔ اسی طرح ملازمتوں میں یہ بات ہوئی ہے کہ حافظ قرآن کو 5 نمبر ملیں گے۔ اب ہزاروں کے حساب سے بھرتیاں ہو رہی ہیں۔ جب ہم بات کرتے ہیں کہ پروفیشنل انسٹیٹیوشنز اور ملازمتوں میں minorities کے لئے کوٹا رکھا جائے۔

جناب چیئرمین: وزیر تعلیم نے آپ کی بات سن لی ہے یہ اس پر غور کریں گے اور چیف منسٹر سے بات کریں گے کیونکہ یہ اس کا فیصلہ کرنے میں بااختیار نہیں ہیں۔ شکریہ

سرکاری کارروائی

قواعد کی معطلی کی تحریک

MR. CHAIRMAN: Minister for Law has given a notice for suspension of rules for the introduction, consideration and passage of the Punjab Revision of Emoluments of Public Representatives Bill 2006. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Mr. Chairman, I move:

> "That the requirements of Rules 93, 94 and 95 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be dispensed with under Rule 234 of the Rules ibid, for introduction, consideration and passage of the Punjab Revision of Emoluments of Public Representatives Bill, 2006."

MR. CHAIRMAN: The motion moved is:

> "That the requirements of Rules 93, 94 and 95 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be dispensed with under Rule 234 of the Rules ibid, for introduction, consideration and passage of the Punjab Revision of Emoluments of Public Representatives Bill, 2006."

RANA AFTAB AHMAD KHAN: I oppose it, sir.

جناب چیئرمین: جی، رانا آفتاب احمد خان صاحب! آپ اپنی بات کر لیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! میرا خیال ہے کہ یہ جو بل لا رہے ہیں کہ یہ پورے پنجاب اور پورے پاکستان میں اس ہاؤس کا ہمارے اوپر بڑا بد نما داغ ہو گا کہ جب لوگ کہیں گے کہ غریب کی بات کرنے والے اپنی تنخواہوں کی بات کر رہے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ غریب آدمی کو اسلام آباد میں پورے مہینے کا -/1985 روپے الاؤنس ملتا ہے۔ آپ نے اپنی تنخواہیں 2/2 لاکھ کر لینی ہیں۔ کیا آپ اس پر زندہ نہیں ہیں۔ آپ کو یہ تھوڑا ہے کہ آپ کو عزت اور وقار ملا ہوا ہے۔ میرا خیال ہے کہ میں اس کو oppose کرتا ہوں۔ اس سے زیادہ ضروری چیزیں دوسرے بلز ہیں اس کو آپ لائیں I oppose it personally. باقی دوستوں کی اپنی اپنی رائے ہے۔ I don't want to be part of this system. کیونکہ میں نے openly کہا ہے کہ ہم یہ غلط کر رہے ہیں۔ اسمبلی کی تھوڑی سی مدت رہ گئی ہے آپ ان پیسوں پر نہ جائیں۔ آپ عزت، وقار اور عوام کی خدمت کے لئے کام کریں۔ اس وقت غریب آدمی دو وقت کی روٹی نہیں کھا سکتا، وہ پیرا سیٹا مول نہیں لے سکتا، وہ بس پر سفر نہیں کر سکتا ہے اور آج ہم یہاں پر اکٹھے اس لئے ہوئے ہیں کہ ہم نے تنخواہیں بڑھانی ہیں۔ چوہدری ظہیر صاحب! آپ اشارہ ضرور کریں، مگر میں آپ کو کہتا ہوں کہ میں حقیقتاً یہ بات کر رہا ہوں کہ I don't want to be a part of this and I strongly oppose. ہماری تنخواہیں یا الاؤنسز نہیں بڑھنے چاہئیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: رانا صاحب نے اپنے جوش خطابت میں میرا نام لے کر کہا ہے۔ اشارہ ضرور کیا ہے۔ میں نے کیا کیا ہے، کس کو کیا ہے، کس قسم کا کیا ہے۔ اس سے ابہام پیدا ہوتا ہے۔ میں تو خاموش بیٹھا ہوا ہوں۔ یہ ذرا clear کر دیں کہ میں نے کیا اشارہ کیا ہے اور انھوں نے اشاروں کی زبان پڑھنا کب سے شروع کی ہے۔ یہ اشاروں کنایوں کی باتیں بند کریں اور واضح بات کیا کریں اور ہاؤس میں ابہام create نہ کیا جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔

جناب کیانی صاحب اکثر ہمارے ساتھ محبت کا اظہار کرتے ہیں اور کبھی کبھی بڑے اچھے ریمارکس بھی پیش کرتے ہیں۔ابھی یہ مجھے کہہ رہے تھے کہ یہ ڈرامہ کر رہے ہیں۔ہم ڈرامہ نہیں کر رہے۔

جناب چیئرمین!ہر انسان کی ضروریات زندگی ہوتی ہیں۔اگر کسی انسان کی ضروریات زندگی پوری ہو رہی ہیں تو ہوس تو کہیں پر بھی نہیں ٹھہرتی۔آپ جہاں دیکھ لیں اگر ہماری تنخواہیں آج پچاس ہزار ہو جاتی ہیں اور منسٹرز اور پارلیمانی سیکرٹری کی دو لاکھ یا ایک لاکھ تک چلی جاتی ہیں تو پھر بھی ہماری ہوس کم نہیں ہو گی۔ہماری خواہش ہو گی کہ یہ اور بڑھے۔

جناب سپیکر!جس طرح رانا آفتاب احمد خان صاحب نے فرمایا ہے کہ یقین کیجئے کہ پنجاب میں لوگ دو ہزار سے لے کر پانچ ہزار روپے میں اپنے گھر کا چولہا جلا رہے ہیں اور ان کا چولہا نہیں جل رہا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ موقع نہیں تھا کہ آپ نے بجٹ دے دیا ہے۔ابھی بجٹ کی سیاہی مدہم نہیں ہوئی اور آپ نے گیس کے ریٹ بڑھا دیئے ہیں۔لوگ چیخیں مار رہے ہیں۔میں پٹرول کی گاڑی نہیں چلا سکتا کیونکہ میں اسے afford نہیں کر سکتا، میں گیس کی گاڑی استعمال کرتا ہوں۔

جناب سپیکر!میں سمجھتا ہوں کہ یہ موقع تنخواہیں بڑھانے کا نہیں ہے۔اگر ہمیں یہ offer دی جائے کہ آنے والے الیکشن میں ہمیں choice دی جائے کہ آپ کو دو لاکھ روپے تنخواہ پر ایم پی اے منظور ہے یا آپ کو بغیر تنخواہ کے منظور ہے تو ہم بغیر تنخواہ کے بھی ایم پی اے بننے کے لئے تیار ہیں۔ہم لوگوں کے ساتھ وعدہ کر کے آئے ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان لوگوں کی دل شکنی ہو گی کہ جن کی تنخواہ دو ہزار یا پانچ ہزار ہے اور وہ غریب متوسط طبقے کے لوگ ہیں، کلیریکل سٹاف کے لوگ ہیں، نان کلیریکل سٹاف کے لوگ ہیں۔اس طرح پنجاب اسمبلی کی طرف سے کوئی اچھا پیغام نہیں جائے گا۔اس لئے میں اس بل کی مخالفت کرتا ہوں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب چیئرمین!اس کمیٹی کے ممبران ہمارے اپوزیشن کے بہن بھائی بھی ہیں۔ان کی مشاورت سے یہ بل سب نے منظور کیا ہے۔یہ میرے بہت محترم بھائی ہیں۔میں نے ان سے درخواست کی تھی کہ ٹھیک ہے کہ یہ آپ کی ذاتی رائے ہو سکتی ہے۔یہ کمیٹی کے متفقہ فیصلے سے ہوا ہے۔اس میں خواہ مخواہ اعتراض کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔آپ کے لوگوں نے دستخط کئے ہوئے ہیں۔پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن) والے لوگوں نے دستخط کئے ہوئے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ہم سب یہاں پر انفرادی حیثیت میں ممبر ہیں۔ جب یہاں پر پارلیمانی لیڈر کی بات آتی ہے تو آپ کہتے ہیں کہ یہ پارلیمانی لیڈر نہیں ہیں۔یہاں پر ہر آدمی انفرادی حیثیت میں بات کر سکتا ہے۔ ہماری بات ریکارڈ پر آنی چاہئے۔ کیا حکومت باقی سارے کام ہم سے پوچھ کر کرتی ہے، اکثریت کرتی ہے تو یہ کریں لیکن ہم اس کا حصہ نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! جس طرح کیانی صاحب نے متفقہ رائے کا کہا ہے۔ میں on the floor of the House کہہ رہا ہوں کہ ہماری طرف سے یعنی ایم ایم اے کی طرف سے کوئی آدمی کمیٹی میں شامل نہیں ہوا اور کمیٹی میں نہیں گیا۔

جناب سپیکر! میں حضور نبی کریم ﷺ کا واقعہ سنا کر اپنی بات کو ختم کر دیتا ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری لمحات تھے اور آپ دنیا سے رخصت ہو رہے تھے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ دنیا سے رخصت ہوئے تو اللہ کا نبی دو جہانوں کا بادشاہ جو جو چاہتا کر سکتا تھا۔ اس وقت بھی 20 لاکھ مربع میل پر اللہ کے رسول ﷺ حکومت کر رہے تھے۔ جب حضور ﷺ رخصت ہوئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ام المومنین ہماری ماں فرماتی ہیں کہ اس وقت ہمارے گھر میں دیا جلانے کے لئے تیل بھی موجود نہیں تھا۔

جناب سپیکر! ہماری ضروریات تو بہت ہیں لیکن ضروریات کو کنٹرول بھی کیا جا سکتا ہے۔ میں اپنے بھائیوں سے جو اس کے حق میں ہیں، ان سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنے سے نیچے لوگوں کو دیکھیں، باہر نکل جائیں اور لوگوں کو دیکھ لیں، اپنے صحافی بھائیوں کو دیکھ لیں، نیچے کلیریکل سٹاف کو دیکھ لیں کہ کیا یہ زیادتی نہیں ہے۔ ہم لوگوں کے پیسے، لوگوں کے خون کی کمائی اپنی جیبوں میں ڈالیں۔ کیا انھوں نے ہمیں اس لئے اس ہاؤس میں بھیجا ہے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: اسحاق بچہ صاحب!

جناب محمد اسحاق بچہ: شکریہ۔ جناب چیئرمین! ہمارے دوست جو معاملات کہہ رہے ہیں۔ اس پر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر بیوروکریسی میں تنخواہوں میں اضافہ ہوتا ہے تو یہاں کیوں نہیں ہوتا۔ اگر قومی اسمبلی میں تنخواہوں کا اضافہ ہوتا ہے تو یہاں کیوں نہیں ہوتا۔ اگر میرے دوستوں کو

اعتراض ہے، اعتراض کرنا ان کا حق ہے۔ میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ تمام تنخواہیں جو وہ لیں گے، اس کا اضافہ اور جو پچھلی تنخواہیں لی ہیں وہ گورنمنٹ کے خزانے میں جمع کروادیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں نے ساڑھے تین سال میں کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں کیا جو حقائق ہیں وہ حقائق ہیں۔ جو زمینی حقائق ہیں وہ حقائق ہیں۔ میں اب یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جن لوگوں کو اس اضافے پر اعتراض ہے تو وہ اپنی تنخواہیں بے شک گورنمنٹ کے خزانے میں دیں۔ یہ تنخواہیں 1993 میں بڑھی تھیں۔ اب 13 سال ہو گئے ہیں۔ اب کتنی inflation آ گئی ہے۔ میں آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت ملتان اور لاہور کا دوطرفہ کرایہ ایک ہزار روپے تھا اور اب چھ ہزار روپے ہے۔

جناب چیئرمین! بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے بہت کچھ دیا ہے لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو afford نہیں کر سکتے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ہم میں سے سب چاہتے ہیں کہ تنخواہوں میں اضافہ ہو۔

جناب چیئرمین! میں آج پہلی بار بول رہا ہوں اور ہمارے دوست بے شک بولیں، یہ اپنی تنخواہ نہ لیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آپ ان کو ٹائم دیں۔ یہ کیا دوغلی حکمت عملی ہے، یہ دوغلی حکمت عملی کیوں ہے؟ میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک سپاہی کی تنخواہ کیا ہے، 12 ہزار روپے ہے اور یہاں ایم پی اے کی تنخواہ آپ کے سامنے 14 ہزار روپے ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ یہ تنخواہ بھی ابھی کم ہے، الاؤنسز بھی کم ہیں، الاؤنسز میں بھی اضافہ کیا جائے، 1993 میں ڈیزل اور پٹرول کی قیمت جب دس روپے تھی تو الاؤنسز یہی تھے۔ آج پٹرول کی قیمت تقریباً 60 روپے کے قریب ہے تو آپ نے الاؤنسز میں ایک دو فیصد اضافہ کر دیا ہے، یہ بالکل بے انصافی ہے اور جو لوگ نہیں چاہتے وہ نہ لیں اور میں ان سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی ساری تنخواہیں جمع کروائیں اور آئندہ بھی نہ لیں۔ شکریہ

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئرمین! میں بولنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، وقاص صاحب!

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب چیئرمین! مجھے پہلے ٹائم دیا جائے۔

جناب چیئر مین: ٹائم ان کو ملے گا جنہوں نے oppose کیا ہے۔ آپ نے oppose نہیں کیا آپ تشریف رکھیں۔ آپ کو بھی ٹائم ملے گا، آپ آدھ گھنٹہ تقریر کر لیں ہم آپ کو نہیں روکیں گے۔ جی، شاہ صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئر مین! بہت بہت شکریہ۔ گزارش یہ ہے کہ جو اسمبلی ممبران کی تنخواہوں کا بل آج پیش کیا گیا ہے اس کے اضافے کے حوالے سے میری گزارش ہے۔ جس کو جو بھی معاوضہ ملتا ہے، جو بھی اس کو تنخواہ ملتی ہے وہ اس کی کارکردگی کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ میں دیانتداری سے سمجھتا ہوں کہ ہماری اسمبلی کے پارلیمانی سیکرٹریز کی تنخواہوں میں جو اضافہ کیا جا رہا ہے وہ ناجائز ہے، وزراء کی تنخواہوں میں جو اضافہ کیا جا رہا ہے وہ غلط ہے اور اس کی وجہ کیا ہے؟

جناب چیئر مین: شاہ صاحب! آپ نے bill پڑھا ہی نہیں ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئر مین! تنخواہوں اور الاؤنسز میں جو اضافہ کیا جا رہا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس اسمبلی کے اندر پارلیمانی سیکرٹریز کی کارکردگی سے آپ سے زیادہ واقف کوئی نہیں ہے۔ اس اسمبلی کے اندر وزراء کی کارکردگی سے آپ سے زیادہ واقف کوئی نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی تنخواہوں میں اضافہ تو ایک طرف ان کو جو نئی گاڑیاں دی گئی ہیں وہ بھی واپس لینی چاہئیں۔ یہ جو اس ملک کے اندر مہنگائی ہے اس کا سبب یہ لوگ ہیں، حکومت کے بڑھتے ہوئے اخراجات ہیں، جس ملک کے اندر پرائم منسٹر کے گھر کا روزانہ کا خرچہ دس لاکھ روپے ہو گا، جس ملک کے اندر صدر کے گھر روزانہ کا خرچہ اٹھارہ لاکھ روپے روزانہ ہو گا، جہاں پر وزیروں کی فوج ظفر موج ہو گی، جہاں پر پارلیمانی سیکرٹریوں کی فوج ظفر موج ہو گی، جن کے پاس ریڑھیاں نہیں ہیں ان کو آپ نے گاڑیاں لے کر دے دی ہیں، آپ نے ان کو اس بات کے لئے لے کر دی ہیں کہ وہ کوئی کام نہ کریں۔ انہوں نے کوئی کام نہیں کرنا ہوتا۔

جناب محمد اسحاق بچہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: آپ تشریف رکھیں۔ بعد میں آپ کو موقع دیا جائے گا۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئر مین! کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے یہاں ہماری بات سنیں۔ اس ملک کے اندر جو مہنگائی ہے۔ ایک عام آدمی کی کمر ٹوٹ رہی ہے، ایک عام آدمی نوے نوے روپے کلو دال خریدنے پر مجبور ہے اس کی وجہ ان حکمرانوں کے خرچے ہیں۔

جناب محمد اسحاق بچہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، اسحاق بچہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب محمد اسحاق بچہ: جناب چیئرمین! میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے فاضل دوستوں کو یقیناً اعتراض ہے اور ہونا بھی چاہئے۔ اگر یہ بن جائیں پارلیمانی سیکرٹری، یہ بن جائیں وزیر اور یہ بن جائیں مشیر تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئرمین! اگر میں پارلیمانی سیکرٹری بن کر کوئی کام نہ کروں تو مجھے تنخواہ کا ایک پیسا بھی لینے کا حق نہیں ہونا چاہئے۔ اگر میں وزیر بن کر کوئی کام نہ کروں تو مجھے ایک روپیہ تنخواہ لینے کا حق نہیں ہونا چاہئے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ملک کے لوگوں پر اتنا بوجھ ڈالیں جس کو یہ برداشت کر سکیں، ان کی کمر نہ توڑیئے۔ ہمیں جو کچھ ملتا ہے وہ عوام کے ٹیکسوں کی آمدنی سے ملتا ہے، آپ عوام کی کمر نہ توڑیں۔ وہ پارلیمانی سیکرٹری اور سٹینڈنگ کمیٹیوں کے چیئرمین جنہوں نے چار سال میں سٹینڈنگ کمیٹی کا ایک اجلاس بھی نہیں بلایا، وہ پارلیمانی سیکرٹری جن کو ایک سوال کا جواب تک دینا نہیں آتا وہ کس منہ سے تنخواہوں اور الاؤنسز میں اضافے کا مطالبہ کر رہے ہیں، کس منہ سے وہ یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ان کو نئی گاڑیاں لے کر دی جائیں اور وہ لوگوں کی کمر توڑنا چاہتے ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بل غلط پیش کیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! تشریف رکھیں۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: پوائنٹ آف آرڈر۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: جی، میں اشرف سوہنا صاحب کو floor دیتا ہوں۔ تمام ممبرز تشریف رکھیں۔ میں سب کو ٹائم دوں گا اور دس بجے تک اجلاس چلاؤں گا۔ جی!

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب چیئرمین! آج ہاؤس کے اندر اتفاق ہو رہا ہے کہ ہاؤس کے ممبران خود ہی اپنی کارکردگی پر اپنی تنخواہوں میں اضافہ کرنا چاہتے ہیں۔ میں اسمبلی کے ریکارڈ سے کچھ حقائق آپ کے سامنے لانا چاہتا ہوں۔ آپ اپنا اسمبلی کا ریکارڈ اٹھا کر دیکھیں کہ ڈیڑھ سو ارکان اسمبلی ایسے ہیں جنہوں نے ساڑھے تین سال میں ایک لفظ اس اسمبلی کی کارروائی میں ادا نہیں کیا۔ میں آپ کو ریکارڈ سے ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ سٹینڈنگ کمیٹیوں کا ایک اجلاس بھی نہیں ہوا۔ میں C&W کی سٹینڈنگ کمیٹی کا رکن ہوں اور میں نے اس ہاؤس میں سٹینڈنگ کمیٹی کے

چیئرمین کی شکل تک نہیں دیکھی کہ انہوں نے کب اجلاس بلایا؟

جناب چیئرمین! ایک سال سے میں نے تحریک استحقاق دی ہوئی ہے آج تک استحقاق کمیٹی اس پر فیصلہ نہیں کر سکی۔ آپ تنخواہیں کیوں بڑھانا چاہتے ہیں؟ میں اس لئے مخالفت کرتا ہوں کہ میں اپنے حلقے کے عوام کے لئے یہاں احتجاج کرنے کے باوجود ڈویلپمنٹ فنڈز نہیں لے سکا۔ جب میں اپنے علاقے کی ڈویلپمنٹ نہیں کرواسکا تو مجھے کوئی حق نہیں پہنچتا کہ میں اپنی تنخواہوں میں اضافے کے لئے یہاں حمایت کروں۔ بچہ صاحب نے کہا کہ میں نے ساڑھے تین سال میں ایک دفعہ بھی پوائنٹ آف آرڈر پر بات نہیں کی۔ مجھے بتائیے کہ یہ تنخواہوں میں اضافے کی کیوں حمایت کرتے ہیں، ساڑھے تین سال میں انہوں نے ایک لفظ بھی اسمبلی کے floor پر نہیں بولا۔ میں آپ سے یہ عرض کروں کہ اسمبلی کے اندر یہ اضافہ لیگل کرپشن کی حیثیت رکھتا ہے، آپ کو آج بھی اس کا جواب دینا پڑے گا۔ آپ اس لیگل کرپشن کو اپنا رہے ہیں۔ آخر میں، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میرا وہ قائد اس کی آنکھوں میں سلگتے ہوئے آنسو دیکھئے، وہ قائد اس کی تڑپتی روح کو دیکھئے کہ اس نے اس لئے اس اسمبلی کی بنیاد رکھی تھی کہ ہم سب مل کر اپنا پیٹ پالیں، اپنا منہ آگے کریں۔[*****]

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میری صرف استدعا یہ ہے کہ یہ پوری اسمبلی کے متعلق جو معزز رکن نے [***] کے جو الفاظ استعمال کئے ہیں اس کو کارروائی سے حذف کیا جائے اور میری استدعا یہ ہے کہ ہم بات کرتے ہوئے اتنے جذباتی نہ ہو جائیں اور کم از کم پوری اسمبلی کا جو احترام ہے اس کو لازم رکھا جائے۔ باقی جب تنخواہوں کی بات آئے گی تو میں اس کا علیحدہ جواب دوں گا۔

جناب چیئرمین: میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب جاوید اقبال خان کھچی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، کھچی صاحب!

جناب جاوید اقبال خان کھچی: جناب چیئرمین! جو ہاؤس میں نہیں ہیں اور باہر ہیں اور یہاں ان کی حاضریاں لگی ہوئی ہیں۔(شیم، شیم)

میرے پاس ان کی حاضریوں کی لسٹ ہے۔ جن ممبرز کی حاضریاں لگی ہوئی ہیں وہ یہاں اس ہال میں نہیں ہیں۔ابھی آپ بات کر کے oppose کرتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، ڈاکٹر وسیم صاحب! آپ بات کر لیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب چیئرمین! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے وقت دیا ہے اور میں نے اس قرارداد کو oppose کیا تھا۔ گزارش یہ ہے کہ گورنمنٹ خود اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ اس وقت ملک کی 35 فیصد آبادی غربت کی انتہائی سطح سے نیچے زندگی بسر کرنے پر مجبور ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے اس جمہوری ادارے کے اندر جو چیز بھی آتی ہے اس پر اپنی اپنی رائے کا اظہار کرنا ہر ایک کا حق ہے اور دوسروں کا احترام کرنا اور فیصلہ کرنا تمام ہاؤس کا حق ہے۔ میں جناب کی رولنگ چاہوں گا کہ جن لوگوں نے oppose کیا اس کے علاوہ بھی کیا وہ اپنی تقاریر کر سکتے ہیں؟

جناب چیئرمین: ٹائم نہیں دیا۔ وہ پانچ چھ بندے تھے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: اگر نہیں کر سکتے تو میری یہ استدعا ہے کہ ان کو اجازت نہ دی جائے۔ آپ ذرا مضبوطی کے ساتھ اس ہاؤس کو کسٹوڈین کے طور پر چلائیے گا۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی، ڈاکٹر وسیم صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب چیئرمین! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ پنجاب کے اندر اس وقت 50 ہزار کے قریب ایجوکیٹرز بھرتی کئے گئے ہیں جو کہ لٹریسی بڑھانے کے لئے اپنا کردار ادا کر رہے ہیں لیکن گزشتہ تین سالوں سے ان کی تنخواہ میں ایک پائی کا بھی اضافہ نہیں ہوا اور اس وقت وفاقی حکومت نے 15 فیصد اضافے کا جو آرڈر دیا ہے یا بل پاس کیا ہے اس میں ان ایجوکیٹرز کو بھی ignore کیا گیا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی اضافہ کیا بھی جانا چاہئے تو ان ایجوکیٹرز کی تنخواہ میں کیا جانا چاہئے۔

جناب چیئرمین! کیفیت یہ ہے کہ گورنمنٹ نے مسجد مکتب سکول بنائے ہوئے ہیں جس کے ٹیچر کو -/150 روپے ماہوار تنخواہ دی جاتی ہے جس کا اظہار بھی انتہائی شرمناک ہے۔ میں حکومت سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ بل واپس لیں اور جو اضافہ کیا گیا ہے وہ رقم ایجوکیٹرز کو دی جائے، ان مسجد مکتب سکول کے اساتذہ کو دی جائے اور میں اس حوالے سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ مجلس عمل اس کی شدید مخالفت کرتی ہے اور ہم اس بل کے حوالے سے اس وقت اس ایوان سے واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر متحدہ مجلس عمل کے اراکین ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

وزیر تعلیم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: شکریہ۔ جناب چیئرمین! ڈاکٹر وسیم صاحب نے ایجوکیٹرز کے حوالے سے بات کی ہے کہ ان کو 15 فیصد increase نہیں ملی تو میں ریکارڈ کی correction کے لئے چاہتا ہوں کہ حکومت پنجاب ان کو 15 فیصد increase دے رہی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! مجلس عمل والوں نے واک آؤٹ تو ویسے بھی کرنا ہے تو کم از کم وہ حکومت کا مؤقف سننے کے بعد واک آؤٹ کریں تاکہ ان کو پتا چل سکے کہ ان کے قول اور فعل میں کیا تضاد ہے۔ وہ ذرا بات سن کے جائیں۔

(اس مرحلہ پر معزز رکن جناب مشتاق کیانی نے کہا کہ ایم ایم اے والوں کو منا کر لایا جائے)

جناب چیئرمین: جی، راناثناء اللہ صاحب!

راناثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! کیانی صاحب کو بھیج دیں کہ وہ ایم ایم اے کے دوستوں کو لے کر آئیں۔

جناب چیئرمین: کیانی صاحب! آپ جاکر انہیں لائیں کیونکہ یہ Bill آپ کی کوششوں سے آرہا ہے اور سب کو یہ چاہئے کہ وہ کیانی صاحب کو ایک دن کی تنخواہ دیں کیونکہ سارے بل میں ان کی اور نذر فرید کھوکھر کی ساری کارکردگی ہے۔ جی، راناصاحب!

(اس مرحلہ پر جناب کیانی صاحب ایم ایم اے کے اراکین اسمبلی
کو مناکر واپس ایوان میں لائے)

راناثناء اللہ خان: شکریہ۔ جناب چیئرمین! یہ بات آپ کے بھی نوٹس میں ہے اور محترم لاء منسٹر صاحب بھی جانتے ہیں کہ تقریباً ایک سال سے تنخواہوں میں اضافے کا مسئلہ چلا آرہا تھا اور مجھے on the floor of the House اس بات کو تسلیم کرنے میں کوئی عار نہیں ہے کہ لاء منسٹر صاحب اس بات میں میرے ساتھ یا میں ان کے ساتھ متفق تھا کہ ہمیں ان مراعات میں اضافہ اس انداز میں نہیں کرنا چاہئے کہ وہ اضافہ لوگوں میں بددلی پھیلائے اور مایوسی پھیلائے اور ہمارے متعلق لوگوں میں غلط خیالات پیدا ہوں۔ اس سلسلے میں لاء منسٹر صاحب تقریباً بجٹ پیش ہونے سے پہلے تک تو میرے ساتھ متفق رہے ہیں اور اس بات پر ان کا principle stand تھا کہ ان تنخواہوں کو ایک portion میں اور اس portion کا جس حساب سے ہم نے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ کیا ہے تو اس کے آگے پیچھے "میل" ہونا چاہئے اور unlimited اضافہ نہیں ہونا چاہئے لیکن جب یہ بجٹ پیش کیا گیا اور اس پر پھر ان سے "ہاں" کروائی گئی اور اس کی وجہ سے ممبران کا پریشر بڑھا اور پھر میرا خیال ہے کہ لاء منسٹر صاحب بھی اس بات پر مجبور ہو گئے کہ ٹھیک ہے۔ اب اس اضافے کی بات کرنی چاہئے لیکن ان کا اس دن بھی یہ موقف تھا کہ ٹھیک ہے کہ ہم اضافہ کسی حساب اور کسی ratio کے تحت کریں گے لیکن اس اضافے کو دیکھ لیں کہ ممبرز تو خوامخواہ ہی خوش ہو رہے ہیں کہ شاید ہماری مراعات میں بہت زیادہ اضافہ ہوا ہے۔ کسی ممبر کی مراعات میں unlimited اضافہ نہیں ہوا۔ اگر ان کو پہلے 22/24 ہزار روپے ملتا تھا تو اس میں زیادہ سے زیادہ 15 سے 20 ہزار روپے کا اضافہ ہوا ہے unlimited اضافہ دوسری جگہوں پر ہوا ہے کہ پارلیمانی سیکرٹریوں اور وزراء کے کرایوں میں اور ان کے اندرون ملک اور بیرون ملک سفر میں

unlimited اضافہ کیا گیا ہے---

جناب چیئرمین: رانا صاحب! floor پر کھڑے ہو کر ہمیں حقیقت پر مبنی بات کرنی چاہئے۔ میں بھی وزیر تھا اور آپ بھی بن سکتے ہیں۔ آپ بتائیں کہ 25 ہزار سے کرائے پر دس مرلے کا گھر لاہور میں کہاں مل سکتا ہے؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! یہاں پر میرا موقف یہ ہے کہ ہمیں اتنا honest ہو جانا چاہئے کہ اگر کسی وزیر کا لاہور میں گھر نہیں تو اسے جتنے میں گھر ملتا ہے وہ لے کر دیا جائے لیکن جن کا گھر ہے، جن کے ڈیفنس میں بنگلے ہیں وہ بھی پھر یہ پیسے draw کریں تو پھر یہ زیادتی ہے---

جناب چیئرمین: آپ اس بارے میں ترمیم لے آئیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! اس میں یہ ہے کہ جس کو گھر ملے گا اس کو گھر ملے گا جس کو گھر نہیں ملے گا اس کو پیسے ملیں گے اور پھر اس کے بعد یہ ہے کہ جس کا اپنا گھر بھی ہے وہ بھی پیسے لے گا اور دوسری بات یہ ہے کہ میں نے اس سے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ اگر آپ نے پارلیمانی سیکرٹریز اور وزراء کو unlimited مراعات دینی ہیں کہ ان کے یوٹیلٹی بلز کی کوئی limit نہیں، یہاں پر ان کے ٹیلی فون بلز کی کوئی limit نہیں ہے، ان کے سفر کے متعلق ہے کہ وہ چاہے تو بے شک 30 کے 30 دن آفیشل ڈیوٹی پر رہیں۔ جب آپ نے ان چیزوں پر قدغن نہیں لگائی تو خدا کے لئے آپ ان کی تعداد پر قدغن لگا دیں۔ وزراء کی تعداد پر کوئی قدغن نہیں ہے یعنی محکمے 20 ہیں اور وزراء 40 ہیں۔ اسی طرح سے پارلیمانی سیکرٹریز ہیں اور اسی طرح چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹی بنائے گئے ہیں۔ یعنی اگر آپ عوام کو اس بات پر قائل کرنا چاہتے ہیں کہ جناب! کوالٹی کی بات کریں، اگر آپ چاہتے ہیں کہ کوالٹی ہو تو اس کے مطابق pay کریں تو پھر کم از کم آپ تعداد کو تو محدود کر دیں۔ یعنی لاتعداد منسٹرز بھی، ایڈوائزرز اور ایڈوائزر کی مراعات میں پڑھ رہا تھا تو وہ اس سے بھی بہتر ہیں۔ میرا خیال ہے کہ شاید اس میں انہیں amend نہیں کیا جا رہا اور وہ اس سے پہلے amend ہو چکی ہیں اور وہ اس سے بھی بہتر ہیں۔ نہ ایڈوائزرز کی تعداد ہے، نہ پارلیمانی سیکرٹریوں کی تعداد ہے اور نہ وزراء کی تعداد ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ملک کے ساتھ، قوم کے ساتھ، اس صوبے کے ساتھ اور اس صوبے کے ریونیو کے ساتھ انصاف نہیں ہے۔ مجھے یہاں پر صرف یہ کہنا ہے کہ جب یہ بات صبح اخبارات میں جائے گی تو ایک بات ثابت ہو گی کہ لوگ کہتے تھے کہ جی مہنگائی کو کوئی مات نہیں دے سکا۔ مہنگائی بڑھتی ہے تو بڑھتی ہی جا رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج وہ دن ہے کہ آج مہنگائی کو

شکست فاش ہو گئی ہے۔آج حکمرانوں کی مراعات نے مہنگائی کو شکست دے دی ہے۔ مہنگائی تو جو بڑھتی ہے وہ بڑھتی ہے حکمرانوں کی مراعات مہنگائی سے بھی زیادہ بڑھی ہیں۔ مجھے صرف یہ کہنا ہے کہ ایک ایسا ملک جس کے عوام غریب ہوں، جنہیں پینے کا پانی میسر نہ ہو، جس ملک میں لوگ بھوک کے خوف سے خود کشیاں کر رہے ہوں،اس ملک حکمرانوں کو اگر وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم حکومت کے نمائندے ہیں تو ان کے بودو باش اور ان کے رہن سہن اور ان کے ایوان اقتدار میں کم از کم، کم از کم اپنے عوام کی جھلک اور احساس تو ہونا چاہئے۔آپ ہمارا President House دیکھ لیں، پرائم منسٹر ہاؤس دیکھ لیں آپ وزیر اعلیٰ ہاؤس جو 8 کلب روڈ پر بنا ہے، آپ اس کو دیکھیں۔کیا اسے دیکھ کر کوئی بندہ یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ اس صوبے کے وزیر اعلیٰ کا ہاؤس ہے جہاں پر لوگوں کو پینے کا پانی نہیں ملتا، جہاں پر لوگ بھوک کے خوف سے مرتے ہیں تو میری یہی گزارش ہے کہ ہمیں ان چیزوں پر اضافہ کرنے، یا ان چیزوں کا سوچنے سے پہلے اس بات کو بھی سوچنا چاہئے اور حکمرانوں کے ایوانوں میں اپنی قوم کی حالت کی جھلک کم از کم محسوس ہونی چاہئے۔اگر عام آدمی کو ہسپتال میں دوائی نہیں ملتی،اسے علاج نہیں ملتا تو حکمرانوں کو، چلو علاج تو میسر ہو لیکن اسی ملک میں ہو اور ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ عام آدمی کو یہاں علاج میسر نہ ہو اور حکمرانوں کو بیرون ملک علاج میسر ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر وہ کہتے ہیں کہ ہم عوام کے نمائندے ہیں تو انہیں عام آدمی کے ساتھ تھوڑا بہت ربط اور تھوڑا بہت رشتہ قائم رکھنا چاہئے۔ شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور داخلہ:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور داخلہ:بہت شکریہ۔ جناب چیئرمین!اپوزیشن کے کئی معزز ارکان نے اٹھ کر اپنی باتیں کیں تو میں ان کے جوابات بھی دینا چاہ رہی تھی تو اگر اب میں ان کے جواب دوں گی تو وہ بے موقع ہوں گے۔اپوزیشن کے ایک معزز رکن نے ایک بات کہی تھی کہ جتنے بھی اراکین اسمبلی ہیں جو اس بل کو oppose کر رہے ہیں ان کو چاہئے کہ اپنی تنخواہیں واپس گورنمنٹ کے خزانے میں جمع کرا دیں اگر وہ یہ نہیں کرتے تو خود ہی کسی ہسپتال، ٹرسٹ یا خیراتی ادارے میں دے دیں۔ایک اور معزز رکن نے کمیٹیوں کی کارکردگی کے حوالے سے بات کی تھی اس کا بھی میں یہ جواب دینا چاہتی ہوں کہ:

According to Rule 154 the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 until or unless a matter is referred to a Committee it cannot convene the meeting.

تو یہ یا تو رولز آف پروسیجر میں ترمیم لائیں تو پھر ہی کمیٹی کی کارکردگی بہتر ہو سکتی ہے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ معزز ایوان قواعد و ضوابط سے ہی چلتا ہے اور قواعد و ضوابط سے کے مطابق آج ایک بات بڑی کھل کر سامنے آئی ہے کہ یہ ہمارے بھائی جو قائدین یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں یہ اگر کوئی فیصلہ کرتے وقت یا کوئی اسمبلی میں موقف اپناتے ہوئے اپنے دوسرے ساتھیوں سے مشورہ کر لیا کریں تو شاید ان کو یہ embarrassment کا سامنا نہ کرنا پڑے جواب سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ قائدین کوئی بات کر رہے ہیں اور ان کی پارٹی کے اراکین کوئی بات کر رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلا جمہوری اصول یہ ہے کہ جو موقف آکر آپ اسمبلی میں اپناتے ہیں وہ مؤقف اپنے دوستوں کے ساتھ مشورے سے adopt کریں تاکہ آپ کو ہاؤس میں embarrassment نہ ہو۔ آج پیپلز پارٹی کے دوستوں نے جو بات کی باقی دوست بھی ووٹنگ میں آپ دیکھ لیں گے۔

جناب چیئرمین! ہوا یہ تھا کہ اسی معزز ایوان میں ایک کمیٹی بنائی گئی تھی وہ کمیٹی 28 کو بنائی گئی کمیٹی کے اراکین کے نام میں پڑھ دیتا ہوں۔ کیپٹن (ر) مشتاق کیانی صاحب، نذر فرید کھوکھر، نجف سیال، نذر حسین گوندل، حفیظ اللہ خان، رائے اعجاز احمد، راجہ شفقت عباسی، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ، عظمیٰ زاہد بخاری، شیخ اعجاز احمد، مہر اشتیاق احمد، چوہدری اصغر علی گجر صاحب تھے یہ تمام اراکین تھے۔

جناب چیئرمین! اب جن خدشات کا اظہار یہاں پر کیا جا رہا ہے سب سے پہلا مسئلہ یہی کمیٹی میں زیر بحث آیا کہ کیا ہمیں تنخواہوں میں اضافہ کرنا چاہئے یا نہیں۔ یہ پیرا نمبر 2 جو کمیٹی کے minutes ہیں اس میں یہ درج ہے۔

(اذان عصر)

جناب چیئرمین: جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ کمیٹی نے اس پر غور کیا اور کمیٹی نے سب سے پہلے یہ دیکھا کہ کیا اضافہ ہونا چاہئے یا نہیں۔ میں minutes کے حوالے سے بات کر رہا تھا۔

> The first question raised by the Committee was: Whether the salaries and allowances of the public representatives should be revised or not. The Committee unanimously decided that since pay and allowances were last revised in year 2002, therefore, these should definitely be increased keeping in view inflationary trend in the prices.

جناب چیئرمین! اب گزارش ہے کہ کمیٹی نے ایک فیصلہ کیا اور کمیٹی کے فیصلے کے بعد discussion ہوئی discussion کے بعد اضافہ دیا گیا۔ اب یہاں پر دو تین چیزیں ہیں جو دوستوں نے فرمائی ہیں۔ میں ان کی ذاتی رائے تو کہہ سکتا ہوں لیکن اس معزز ایوان کی رائے نہیں کہہ سکتا۔ ذات کے حوالے سے انہوں نے بات کی تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے معزز رکن اسحاق بچہ صاحب نے جو فرمایا اپنی ذات کے حوالے سے یہ آزاد ہیں جو مرضی فیصلہ کریں۔ جو شخص تنخواہ لینا نہیں چاہتا کیا زبردستی اس کی جیب میں تنخواہ ڈالی جا رہی ہے؟ جو دوست یہاں پر نہیں لینا چاہتے اگر اپوزیشن سے کوئی دوست تنخواہ نہیں لینا چاہتا تو اس کے متعلق میں بعد میں عرض کروں گا لیکن پہلے میں دو مثالیں یہاں پر دینا چاہوں گا۔ اگر ہمارے جناب سپیکر اس وقت تنخواہ نہیں لیتے وہ اپنے الاؤنسز میں اضافہ بھی نہیں چاہتے اگر ان کے الاؤنسز میں اضافہ کر بھی دیا جائے تو وہ کہتے ہیں کہ میں نہیں لوں گا تو ان پر کیا قدغن ہے، ان پر کوئی قدغن ہے؟ اسی طرح قائد ایوان تنخواہ نہیں لیتے آپ جتنا مرضی اضافہ کر دیں وہ نہیں لے رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وہ حکومت کے خزانے میں ہی رہتا ہے وہ نہیں لیتے۔ اب اصولی طور پر جن لوگوں کو عوام کا بہت زیادہ دکھ ہے ان کو بھی تو یہ فیصلہ کرنا چاہئے کہ کیا انہوں نے تنخواہیں لینی ہیں یا نہیں لینی۔ قائد ایوان کے مقابلے میں قائد حزب اختلاف لے رہے ہیں یا نہیں لے رہے ہیں۔ وہ تنخواہ بھی لے رہے ہیں اور الاؤنسز بھی لے رہے ہیں۔ میرے بھائی رانا ثناء اللہ صاحب نے فرمایا جو لوگ اپنے

گھروں میں رہتے ہیں ان کو کرایہ بھی نہ دیا جائے منسٹر کرایہ نہ لیں لیکن قائد حزب اختلاف بجلی کا بل بھی یہاں سے لے کر جاتے ہیں، الاؤنسز سارے لیتے ہیں۔

آوازیں: شیم، شیم، شیم۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: باتیں کرنی بہت آسان ہیں میں سمجھتا ہوں کہ۔۔۔

چودھری ظاہر پرویز: یہ ان کا استحقاق ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: تو کیا باقیوں کا استحقاق نہیں ہے۔ میری بات سن لیں۔ انہیں بہت تکلیف ہوئی ہے کیونکہ سچ کڑوا ہوتا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئر مین! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ آج بھی جو شخص نہیں لینا چاہتا میں ان سارے اپوزیشن کے بھائیوں سے جو اضافہ نہیں لینا چاہتے یہ مجھے لسٹ دیں اور اوپر ایک نمبر پر میرا نام لکھیں۔ آئیں یہ ساری کسی یتیم خانے کو دے دیتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئر مین! یہ دیکھ لیں یہ ان کا جمہوری رویہ ہے۔ میں آگے اور بات کروں گا جس سے ان کو مزید آگ لگے گی۔ یہاں کہا گیا غریبوں کی حکومت، غریبوں کے گھر کے چولہے بجھ رہے ہیں، غریب خودکشیاں کر رہے ہیں اور ان غریبوں کے نمائندے جو اپنے آپ کو حقیقی نمائندے کہتے ہیں لندن میں اجلاس کرتے ہیں۔

حکومتی بنچز سے آوازیں: شیم، شیم، شیم۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: خدا کے لئے کوئی اصول اپنائیں، کوئی اصول اپنائیں۔ آپ میں سے، آپ سارے میری طرح سفید پوش لوگ ہیں۔ آپ کو بھی کل اجلاس کے لئے لندن میں طلب کیا گیا ہے۔ کہاں سے کرایہ دیں گے، کہاں سے کرایہ دیں گے اور لندن میں اجلاس کرنے کے لئے جائیں گے؟ غریبوں کے نمائندے وہ ہوتے ہیں جو غریبوں میں بیٹھ کر سیاست کرتے ہیں۔ (شیم، شیم)

جناب چیئر مین! یہ بہت آسان باتیں ہیں۔ بہت آسان باتیں ہیں۔ میں یہاں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں mis-conception، کسی وزیر کے گھر کا کرایہ نہیں بڑھایا جا رہا، کرایہ وہی ہے جو کہ وزیر پہلے بھی لیتے تھے آئندہ بھی لیں گے۔ جناب! آپ خود بھی وزیر رہے ہیں، جو وزیر اپنے گھر میں نہیں رہتا وہ کرایہ لیتا ہے۔ کس حکومت میں، کس وزیر نے وہ کرایہ نہیں لیا ماسوائے

چودھری پرویزالٰہی کے بتائیں؟ سارے لیتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

اس لئے میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ بات کی گئی unlimited، کون سی چیز کو unlimited کیا گیا ہے۔یہاں ہاؤس میں ایک دفعہ بات ہوئی تھی، مشتاق کیانی صاحب نے بات کی تھی کہ وزراء کے گھر جو ہیں وہ ان کو furnished کر کے دیئے جائیں۔یہاں پر بات ہوئی ایک لاکھ کی، دو لاکھ کی، پانچ لاکھ کی، پھر کہا کہ نہیں جی صرف furnished گھر لکھ دیئے۔یہاں پر اعتراض آیا کہ یہ بات ہو جائے گی unlimited۔ ہم نے اس سے اتفاق کیا۔آج بھی میں اس بات کا اس معزز ایوان میں دوبارہ اعادہ کرنا چاہتا ہوں کہ وزراء کے متعلق صرف دو باتیں آئی ہیں کہ اگر وزراء کو گھر دیا جائے تو furnish گھر دیا جائے۔ ہم نے وہاں لکھا ہے کہ reasonably furnished گھر۔ اس میں، میں آپ سے استدعا کروں گا کہ دو ممبر آپ کی طرف سے بیٹھ جائیں، دو ٹریژری بنچز کی طرف سے بیٹھ جائیں، reasonable کی جو definition آپ کر کے دیں گے وہی ہم من و عن رولز میں لے کر آئیں گے۔ ہم اس کو loose end نہیں چھوڑنا چاہتے۔(نعرہ ہائے تحسین)

وزراء کے لئے یہاں کہا گیا ہے کہ جن کے پاس سرکاری گھر نہیں ہیں اگر ان کو گھر چاہئے تو گورنمنٹ کرایہ پر ان کو ریکوزیشن کر کے دے، اس کی limit بھی آئیں مل کر، یہ معزز ایوان کے اراکین مل کر ان کے لئے ایک ceiling مقرر کر دیں وہ اس کے مطابق لیں۔اس کو بھی ہم loose end نہیں چھوڑنا چاہتے لیکن اس کو اس تناظر میں لینا کہ غریبوں کی حق تلفی ہو گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت غریبوں کے لئے جو کچھ کر سکتی ہے وہ کر رہی ہے اور اپنے وسائل سے بڑھ کر کر رہی ہے۔ابھی تین چار دن پہلے کی بات ہے کہ ہماری حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ دالوں پر بھی سبسڈی دی جائے، چینی پر بھی سبسڈی دی جائے، آٹے پر سبسڈی دی جائے اور یہ پہلے جو پانچ لاکھ کی ceiling تھی اب اس کو بڑھا کر دس لاکھ کر دی گئی ہے تو اور یہ موجودہ حکومت کیا کر سکتی ہے لیکن اس کے باوجود میں یہاں کہنا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس گورنمنٹ کی اس طبقے کے ساتھ یہ commitment ہے جو طبقہ سفید پوش ہے، جس طبقے کے پاس وسائل کم ہیں، ہم انشاء اللہ تعالیٰ ان طبقوں کو بھرپور وسائل فراہم کریں۔اگر ہمارے ان وسائل سے میں سمجھتا ہوں کہ غریبوں کا کچھ بن سکتا ہے تو آئیں مل جائیں۔

رانا آفتاب صاحب! آپ نے کہا کہ You don't want to become a party to it. لکھ کر دیں، آپ تنخواہ مت لیں، اور کسی دوست کو نہیں چاہئے، مت لیں لیکن خدا کے لئے یہ

مت کریں کہ کل آپ تنخواہیں بھی لیں اور آپ پارٹی بھی مت بنیں۔یہ نہ کریں۔اس کی میں چھوٹی سی مثال دیتا ہوں۔میں نام نہیں لینا چاہتا،میں یہ حاضری رجسٹر آپ کو دے رہا ہوں،آپ کی پارٹی کے بہت سینئر رکن آج اس معزز ایوان میں موجود نہیں ہیں اور ان کی یہاں پر حاضری لگی ہوئی ہے۔کیا یہ غریبوں کے وسائل نہیں ہیں جو وہ گھر بیٹھے لے لیں گے؟(شیم،شیم)

be realistic،خدا کے لئے،آئیں ہم اچھی approachلے کر آگے چلیں اس لئے یہ کسی فرد کی ذات کی بات نہیں ہے۔یہ اس پورے معزز ایوان کے دونوں اطراف بیٹھے ہوئے تمام اراکین کا اضافہ کیا جارہا ہے،across the boardکیا جارہا ہے اور حالات و واقعات کے مطابق کیا جارہا ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی حتمی بات نہیں ہے۔اگر آپ سمجھتے ہیں کہ زیادہ ہے تو ہم آپ کے ساتھ بیٹھ کر اس کو revise کرنے کے لئے تیار ہیں۔اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے زیادہ کر دیا ہے تو اس میں ترمیم کی جا سکتی ہے لیکن خدارا!اپنی صفوں میں بیٹھے ہوئے،ادھر بیٹھے ہوئے ان شریف اور معزز لوگوں کا،سفید پوشوں کا خیال ضرور رکھئے کہ جو صرف اور صرف رزق حلال پر یقین رکھتے ہیں۔اس لئے میری صرف آپ سے استدعا تھی،یہی میری گزارش تھی۔

جناب سپیکر!میری آپ سے گزارش ہے کہ اب billکو take upکیا جائے۔

MR CHAIRMAN: Thank you. The motion moved and the question is:

> That the requirements of Rules 93,94 and 95 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be dispensed with under Rule 234 of the Rules ibid, for introduction, consideration and passage of the Punjab Revision of Emoluments of Public Representatives Bill 2006

(The motion was carried.)

MR CHAIRMAN: Minister for Law.

مسودات قانون

(جو زیر غور لائے گئے)

مسودہ قانون نظر ثانی مشاہرات عوامی نمائندگان پنجاب مصدرہ 2006

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I introduce the Punjab Revision of Emoluments of Public Representatives Bill 2006

MR CHAIRMAN: The Punjab Revision of Emoluments of Public Representatives Bill 2006 has been introduced in the House under Rule 91/5 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997.

Now, we take up the Punjab Revision of Emoluments of Public Representatives

Bill 2006. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:-

> That the Punjab Revision of Emoluments of Public Representatives Bill 2006 be taken into consideration at once.

MR CHAIRMAN: The motion moved:

> That the Punjab Revision of Emoluments of Public Representatives Bill 2006 be taken into consideration at once.

RANA SANA ULLAH KHAN: I oppose it.

MR ARSHAD MEHMOOD BAGGU: I oppose it.

آوازیں: پہلے oppose ہو چکا ہے۔

جناب چیئر مین: پہلے oppose ہو چکا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! یہ oppose ہو سکتا ہے اور میں نے اس کو اس لئے oppose کیا ہے کہ میں نے جو گزارشات کی تھیں ان کے متعلق یہ ہے کہ یہاں پر پانچ جگہوں پر unlimited ہے۔ یوٹیلٹی بلز سارے کے سارے unlimited ہیں۔ دو کا انھوں نے admit کیا ہے کہ اس جگہ پر reasonably furnished اور ایک دوسری جگہ پر unlimited ہے، آپ ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں تو ہم اس کی reasonable limit طے کر لیتے ہیں۔ اگر اس بات کو یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اس ہاؤس میں discussion کا مقصد یہی ہے کہ جس بات پر آپ consensus پر آ جائیں یا جس بات کو آپ تسلیم کر لیں تو پھر اس کو آپ کریں۔ پھر یا تو یہ جو متعلقہ پانچ جگہوں پر unlimited ہے اس کو لاء منسٹر صاحب روک لیں یا اس کو pending کر لیں۔

جناب چیئرمین: جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میری رانا صاحب سے گزارش ہے کہ یہ ذرا پڑھ دیں کہ un limited لفظ کہاں لکھا ہوا ہے تاکہ میرے knowledge میں بھی اضافہ ہو جائے، unlimited لفظ پورے بل میں سے نکال دیں تاکہ میرے knowledge میں بھی اضافہ ہو سکے۔

رانا ثناء اللہ خان: میری بات سنیں۔ بات یہ ہے کہ لاء منسٹر صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ furnished house والی بات کو ہم نے reasonably furnished کر لیا ہے۔ یہ reasonably کی مجھے limit بتا دیں کہ یہ کیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میرا اس معزز ایوان میں on the floor of the House word of honour ہے کہ ہم نے reasonably کا لفظ لکھا ہے۔ اس کے بعد میں نے ابھی دعوت دی تھی اور انشاء اللہ تعالیٰ رانا صاحب، ارشد بگو صاحب اور رانا آفتاب صاحب تینوں کمیٹی کے ممبر ہوں گے۔ تین بندے ادھر سے ممبر ہوں گے، یہ چھ بندے reasonable کی جو definition کہیں گے ہم قبول کریں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: بہتر، تو پھر اس کو pending کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! اس میں بعد میں پھر رولز فریم ہونے ہیں۔ رولز میں reasonable کی definition unlimited نہیں ہے، unlimited نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: اگر reasonably کی کوئی limit ہے تو یہ بتادیں کہ دس لاکھ، پندرہ لاکھ۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ اس میں کوئی unlimited لفظ نہیں ہے۔ رہی بات یہ کہ دو جگہ پر reasonable کا لفظ ہے، reasonable سے ہماری مراد یہ ہے کہ منسٹرز کے ہاؤسز کو furnish کرنے کے حوالے سے اور دوسرا اس کے رینٹ کے حوالے سے، وہ آگے رولز میں جاکر اس نے specify ہونا ہے۔ رولز کو ہم ان تینوں ممبرز کو ساتھ بٹھا کر بنائیں گے، پھر جس میں یہ مطمئن ہوں گے ہم وہ کریں گے۔

جناب چیئرمین: پھر reasonable کے لفظ کے لئے ہم چھ رکنی کمیٹی بنا دیتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! خود یہ ایک بات کو تسلیم کرتے ہیں اور پھر اس کے بعد کہتے ہیں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: رولز میں آنا ہے۔

جناب چیئرمین: رولز میں آنا ہے اور رولز کے لئے کمیٹی بنا دیتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! میں بات کو سمجھ گیا ہوں اور میں آپ کی خدمت میں عرض کر دیتا ہوں کہ یہ اس بات کو رولز میں لائیں گے اور رولز کو جب دل چاہے گا، جیسے دل چاہے گا دوبارہ amend کر دیں گے۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب! ہم کمیٹی بنائیں گے اور کمیٹی کی سفارشات اس ہاؤس میں آئیں گی، پھر بات کریں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! اگر اس چیز کو یہاں پر لے آئیں گے تو پھر اس کو بڑھانے کے لئے دوبارہ یہاں آنا پڑے گا۔ جب رولز میں لائیں گے تو پھر جب دل چاہے گا جیسے مرضی کر لیں گے۔ یہ فرق ہے۔

جناب چیئرمین! دوسرا میں محترم لاء منسٹر صاحب کی توجہ چاہوں گا کہ انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ بات یہ ہے کہ بہت سینئر رکن جو اپوزیشن سے ہیں ان کی حاضری لگی ہوئی ہے اور وہ یہاں نہیں ہیں۔ اس طرح کے سینئرز آپ کی طرف بھی ہیں لیکن میں ان کو point out نہیں کرنا چاہتا۔ آپ نے اس چیز کو چیک کرنے کے لئے ممبران کو کارڈز جاری کئے ہوئے ہیں اور جب یہ کارڈ لے کر ممبر گزرے گا، لابی سے in House آئے گا تو مشین کے ذریعے خود بخود اس کی

present markہو جائے گی۔ یہ کارڈ تو بنا کر ہمیں دے دیئے گئے ہیں لیکن وہ مشین ابھی تک fixنہیں کی گئی۔ ہم نے انھیں کب منع کیا ہے کہ جناب! یہ انتظام آپ نہ کریں۔ مشینیں ان کے پاس آئی پڑی ہیں۔ ان کے اپنے بندے انھیں ایسا نہیں کرنے دیتے اور یہ الزامات اپوزیشن کو دے رہے ہیں۔ یہ ان کے بس میں ہے یہ صبح سے ہی اس نظام کو نافذ کروادیں۔ ہمارے پاس کارڈ ہیں اگر کسی ممبر کے پاس کارڈ نہیں ہے تو اسے issueکریں اور صبح سے ہی ان مشینوں کو چالو کریں اور جو آدمی نہیں آتا اس کی حاضری markنہ ہو۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! متنازعہ دو شقیں ہیں جن میں سے ایک کو میں پڑھ دیتا ہوں۔ یہ گھروں کے بارے میں ہے۔

> "The residence shall reasonably be furnished by the Government in the manner as may be prescribed."

اب ہم نے رولز میں manners prescribedکرنے ہیں اور رولز کے لئے میں نے ان کو دعوت دے دی ہے کہ تین صاحبان ہمارے ساتھ شامل ہوں گے تو ہم رولز بنائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد کوئی اعتراض والی بات نہیں رہتی۔

رانا ثناء اللہ خان: ابھی وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے کہ اس کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔ جناب! یہ page-3ہے۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب! میری بات سنیں۔ جہاں جہاں لفظ unlimited or reasonablyہے وہ سب اس کمیٹی میں discussہو جائے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: وزیر قانون صاحب نے کہا ہے کہ یہ صرف دو جگہ پر ہے جبکہ ایسا نہیں ہے۔ آپ page-3پر آجائیں، یہ کلاز (4) ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! جہاں بھی یہ لفظ ہو گا اس بارے میں discussہو جائے گا اور کمیٹی فیصلہ کر دے گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! یہ ہم رولز میں کریں گے۔

رانا ثنا اللہ خان: رولز تو یہ بعد میں اپنی مرضی سے تبدیل بھی کر سکتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب بعد میں rules change نہیں ہوں گے۔یہ ہماری commitment ہے کہ ہم ان کو change نہیں کریں گے۔آپ کی موجودگی میں جو فیصلہ ہوگا اس کو بعد میں تبدیل نہیں کیا جائے گا۔

راناثناء اللہ خان: یہ commitment تو راجہ بشارت صاحب دے رہے ہیں۔کیا وزیر قانون legally یہ commitment دے سکتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میرا جواب صرف یہ ہے کہ کیا میری اور آپ کی ساری کوششوں کے باوجود راناصاحب نے مطمئن ہو جانا ہے؟انھوں نے پہلے ہی کہا ہے کہ وہ اس کے حق میں نہیں ہیں۔انھوں نے آخری وقت تک مطمئن نہیں ہونا، ہم جتنی مرضی یقین دہانی کروادیں اس لئے میری آپ سے استدعا ہے کہ آپ ان کی بات سن چکے ہیں اب آگے proceed کریں۔

راناثناء اللہ خان: جناب والا! پورا ایک سال راجہ صاحب میرے ساتھ متفق رہے ہیں۔آپ بے شک ان سے پوچھ لیں۔اب جب pressure پڑا ہے تو یہ بدل گئے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میں personal explanation پر ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب! میں بالکل سو فیصد راناصاحب کے ساتھ متفق رہا ہوں۔ میں چاہتا تھا کہ یہ اضافہ نہ ہو لیکن میں پھر اس بات کو دہراتا ہوں کہ یہ ایک جمہوری فیصلہ ہے۔ ہماری جماعت جمہوری جماعت ہے۔جو اکثریت کا فیصلہ ہے وہی میرا فیصلہ ہے۔یہ میرے ان سارے بھائیوں کا فیصلہ ہے لہذا ان پر میں اپنی ذاتی رائے مسلط نہیں کر سکتا۔آج جو ان کا فیصلہ ہے وہی میرا فیصلہ ہے۔

راناآفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! راجہ صاحب میرے بڑے محترم ہیں، انھوں نے بڑی اچھی بات کہی ہے۔اس سے ثابت ہوگیا ہے کہ ان کا دل ہمارے ساتھ ہے مگر ان کی تلوار یزید کے ساتھ ہے۔میں راجہ صاحب کی توجہ چاہوں گا۔یہاں کلاز 9-A Travelling within Pakistan میں کہا گیا ہے کہ یہ business class air fare میں travel کریں گے۔ دوسرا (b)sub clause میں ہے کہ:

8-A. (b) Cost of transporting personal luggage up to fifty kilograms including the free allowance given by the air company.

جناب چیئرمین! اگر یہ اکانومی کلاس میں بیٹھ جائیں گے تو کیا ان کے رتبے میں کوئی کمی آجائے گی؟ یہ بوجھ خزانے پر ہی پڑے گا۔ آپ بزنس کلاس اور اکانومی کلاس کا فرق دیکھیں، اس سے تقریباً 75 فیصد بڑھ جاتا ہے۔ اگر یہ لندن جاتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! لندن یہ جاتے ہیں ہم نہیں جاتے۔

رانا آفتاب احمد خان: چلیں ہم جاتے ہیں اور قسمت والے جاتے ہیں۔ اگر آپ انھیں پاکستان سے نہ بھیجتے تو انھوں نے یہیں پر ہی ہونا تھا۔ میں کہوں گا کہ یہ unnecessary expenditure ہے۔ بزنس کلاس والے نے جلدی نہیں پہنچ جانا، پہنچنا اس نے بھی اسی وقت میں ہے۔ چونکہ یہ luxuries پر یقین رکھتے ہیں کہ وہاں پر ان کو different cutlery ملے گی، انھیں کھانا different ملے گا، ان کا baggage علیحدہ ہوگا۔ یہ classification پیدا کر رہے ہیں۔ یہ عام لوگوں کے ساتھ کیوں travel نہیں کر سکتے؟

جناب سپیکر! آپ یہ بھی چیک کریں کہ اگر آپ کے وزراء کسی دوسرے شہر میں شادی پر بھی جاتے ہیں تو اپنا سرکاری دورہ بنا کر جاتے ہیں کہ meeting with so and so، اس متعلقہ افسر سے چائے، کافی پیتے ہیں، شادی attend کرتے ہیں۔ کیا اس میں کوئی moral justification ہے؟ راجہ صاحب نے بالکل درست بات کی ہے میں بھی کہتا ہوں کہ جو لوگ حاضری لگاتے ہیں اخلاقی طور پر یہ بداخلاقی ہے۔ ہمیں سنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر ہمارا نام ہے تو پھر آپ ہمیں کہہ سکتے ہیں۔ اس پر آپ اپنا چیک اینڈ بیلنس کا نظام ٹھیک کریں۔

جناب والا! یہاں پر ایسے لوگ بھی ہیں جو کہ غیر ملک میں بیٹھے ہوتے ہیں لیکن یہاں ان کی حاضری لگ رہی ہوتی ہے، آپ کے ممبران ایسے ہیں، میں ثابت کر دوں گا۔ I would take to say, please don't compel me to disclose the details اب issue یہ ہے کہ آپ travel پر پیسے کیوں بڑھا رہے ہیں؟ اکانومی میں ہی آپ سفر کیوں نہیں کرتے؟ ایک طرف کہتے ہیں کہ ہم سادگی میں زندگی گزار رہے ہیں دوسری طرف آپ لندن یا بیرون ملک جانے کے لئے ڈیڑھ لاکھ کا ٹکٹ مانگ رہے ہیں۔ میں ان grounds پر اس کو oppose کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب! آپ بھی وزیر رہے ہیں جب حکومت نہیں ہوتی تو بیوروکریسی گھروں پر قبضہ کر لیتی ہے۔ وہ ان گھروں کا بُرا حال کر دیتے ہیں۔ ہمارے ڈپٹی سپیکر کو ایک سال تک گھر نہیں مل سکا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب! یہ وہی بیوروکریسی ہے کہ جب آپ چلے گئے ہیں تو انھوں نے آپ پر یہ charge لگا دیا ہے کہ misuse of car حالانکہ اگر misuse of cars کرتے ہیں تو وہ سرکاری افسران کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب! آپ پہلے میری بات سن لیں۔ آج سے چھ ماہ قبل میں نے یہ ایک کمیٹی بنائی تھی۔ میرے بارے میں ایم پی اے صاحبان کہتے ہیں کہ یہ تنخواہیں بڑھانے والا ہے۔ اللہ کا مجھ پر بڑا فضل ہے۔ اللہ نے رزق دیا ہوا ہے۔ چار مرتبہ میں نے حج کیا، چار دفعہ عمرہ ادا کیا۔ بچے اچھے سکولوں اچھی سن میں پڑھتے ہیں لیکن میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا تین روپے کلومیٹر کے حساب سے سفر ہو سکتا ہے؟ اصول کی بات کریں۔ یہ کسی کی ذات کا مسئلہ نہیں ہے۔ اگر کسی نے تنخواہ نہیں لینی تو وہ نہ لے لیکن آپ ممبران کی جائز ضروریات تو پوری کریں۔ کفر اور اسلام کی دیوار ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ جب پیسے نہیں ہوں گے تو بندہ کیا کرے گا؟ پیسے ہوں گے تو ہم اپنے ووٹروں کو اچھا کھانا کھلائیں گے۔ ہم نے زیادہ تنخواہ نہیں بڑھائی۔ ہم نے کون سی مد میں زیادہ تنخواہ بڑھا دی ہے؟ آپ جانتے ہیں کہ لاہور میں دس ہزار روپے میں کرایہ پر ایک کمرہ کا فلیٹ نہیں ملتا۔ آپ جائز بات پر تنقید کریں ہم سننے کو تیار ہیں۔ بگو صاحب میرے ساتھی ہیں، جب میٹنگ میں بات ہوتی تھی تو یہ کہتے تھے کہ جی رائے اعجاز منافقت نہیں کرتا۔ اگر یہ بل آیا ہے تو نذر فرید کھوکھر صاحب کی محنت سے آیا ہے، مشتاق کیانی صاحب نے محنت کی ہے۔ یہ بل کابینہ میں oppose کیا گیا لیکن مشتاق کیانی صاحب نے محنت کر کے وزیر اعلیٰ صاحب کو agree کیا۔ وزیر اعلیٰ صاحب کا یہ بھی فیصلہ ہے کہ یہ اضافہ یکم جولائی 2006 سے کیا جائے ورنہ آپ 8۔ جون کے اخبارات دیکھ لیں۔ ہائی کورٹ کے ججز کے لئے ساڑھے چھ روپے فی کلومیٹر کیا گیا ہے اور یکم جولائی 2005 سے لاگو کیا گیا ہے۔ ہم اپنا حق مانگ رہے ہیں، ہم کوئی beggars نہیں ہیں۔ یہ ہمارا right ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہو گا کہ کمیٹی میں راجہ شفقت عباسی صاحب کی طرف سے تجویز تھی ، جو کہ ان کی جماعت کے رکن ہیں کہ اس کو with retrospective effect کیا جائے اور پچھلے تین سال کے پیسے بھی ملنے چاہئیں۔ میرے بھائیو!

اپنے ساتھیوں سے پوچھ تو لیا کرو۔ وہ تو تین سال پہلے کے بھی مانگ رہے ہیں، آپ ان سے پوچھ لیں۔ دوسرا میں گزارش یہ کرتا ہوں کہ انھوں نے بل کو پڑھا نہیں ہے۔ یہ بزنس کلاس کا تو پہلے سے موجود ہے۔ یہ ہم کوئی نیا اضافہ نہیں کر رہے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ آپ تنخواہوں میں نماز کو ہی بھول گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! ہم ابھی پندرہ منٹ کا وقفہ کریں گے۔ جی، کیانی صاحب! پہلے آپ بات کر لیں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب چیئرمین! میں اپنے بھائیوں سے دو باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے یہ کہوں گا کہ خدا کے لئے اپنے اوپر کیچڑ اچھالنا بند کریں۔ منافقت بند کرو، اپنے آپ کو بڑا لیڈر کہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ دس ہزار روپے تنخواہ کس کو ملتی ہے I don't want to name کہ کس کو دس ہزار ملتے ہیں۔ آپ کیا باتیں کرتے ہو یار؟ سچی بات کرو میں پچھلے ساڑھے تین سال سے دیکھ رہا ہوں۔ ہم سب بھائی ہیں۔ میں حلفاً کہتا ہوں کہ ہر آدمی کی مالی حالت ابتر ہے۔ میں کہتا ہوں کہ غریب آدمی پس رہا ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ ادھار لے کر اپنے مکان بیچ کر اسمبلی چلائیں۔ کیسے چلاؤ گے؟ خدا کے لئے اچھی رائے پر ہم سب کو اکٹھا ہونا چاہئے۔ اگر ہم سیاستدان ایک دوسرے کی عزت نہیں کریں گے تو کوئی اور ہماری عزت نہیں کرے گا۔ میں آپ سے التماس کرتا ہوں کہ ہم پڑھے لکھے لوگ ہیں۔ بگو صاحب! مجھے دو منٹ بات کرنے دیں۔ میں آپ کی بہتری کی بات کر رہا ہوں۔ میں وزیر ہوں میں نے تو آپ کی بات کی ہے۔ میں اپنی بات نہیں کر رہا کہ میری تنخواہ بڑھا دو۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ let us face the reality. The reality is کہ ایم پی اے کی دس ہزار تنخواہ اور دس ہزار روپے ہاؤس رینٹ۔ آپ اپنے حلقے کے لوگوں کو بتاؤ تو وہ کہیں گے کہ شرم کرو تمہیں۔ تم اپنے لئے یہ مانگتے ہو؟ یار خدا کے لئے مانگنا تو سیکھو۔ خدا کی قسم وزیر اعلیٰ صاحب ایسے بندے ہیں کہ آپ جو مانگیں گے وہ دیں گے۔ unlimited قسم کے فنڈز ملتے ہیں۔ ہم ادھر کسی کو compare نہیں کرنا چاہتے۔ آج میں وزیر ہوں اللہ کرے کل رانا صاحب ہو جائیں۔ یہ تو ایک process ہے لیکن میری صرف یہ درخواست ہے کہ ایک دوسرے کی عزت کریں اور ایک دوسرے کے لیڈرز کی عزت کریں۔ I was the Chairman of first Special Committee اس وقت جو

میرے ساتھ ممبر تھے آپ ان سے پوچھ سکتے ہیں کہ میں نے recommend کیا تھا کہ قائد حزب اختلاف کو فون بھی دو اور سب کچھ دو۔ میں تو شروع سے کہہ رہا ہوں۔

جناب والا! میں ایک ایئر فورس کا ایک ریٹائرڈ اور سیدھا سا افسر ہوں۔ یار ہم تیس سال جوانی کے ادھر دے کر آتے ہیں اور رگڑے کھا کر آتے ہیں۔ ہم اپنا سب کچھ دے کر آتے ہیں۔ آپ ہر فوجی کو ملیا میٹ نہ کرو۔ میرے بھائیو! ہم آپ میں سے ہیں۔ ابھی آپ کو نظر نہیں آ رہے لیکن اس ملک کی خدمت کرتے ہوئے میرے سارے بال سفید ہوئے اور یہ خدمت کرنا بڑی مشکل ہے۔ آپ سب محنتی اور اچھے لوگ ہیں۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! ہم اقتدار کے ایوانوں میں کبھی بھی ایئر فورس کے نہایت اچھے افسروں کو شامل نہیں کرتے۔ یہ بڑی افسوسناک بات ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میری گزارش ہے کہ باقی کارروائی نماز کے وقفے کے بعد کر لیں تو مناسب ہو گا۔

جناب چیئرمین: نماز عصر کے لئے 15 منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(نماز عصر کے وقفہ کے بعد جناب چیئرمین رائے اعجاز احمد
کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! آپ کا بڑا شکریہ کہ آپ نے مجھے دوبارہ ٹائم دیا ہے۔ راجہ صاحب بار بار ایک بات کو insist کر رہے تھے کہ یہ تنخواہیں چھوڑ دیں۔ یہ کیوں تنخواہیں لے رہے ہیں۔ اگر انھوں نے oppose کیا ہے تو یہ لکھ کر دیں کہ تنخواہیں نہیں لیں گے۔ میں اس کو کرتا ہوں۔ میں ان کے علم کے لئے ان کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ قومی اسمبلی میں بھی تنخواہیں بڑھی تھیں۔ وہاں پر ہمارے 28 کے قریب ایم این ایز ہیں جو زائد تنخواہیں اپنے پاس نہیں رکھتے بلکہ وہ الخدمت فاؤنڈیشن کے ویلفیئر فنڈ کو دے دیتے ہیں۔ ہمارا کوئی بھی ایم این اے تنخواہ نہیں لیتا۔ یہ فیصلہ تو ہم کریں گے کہ کس نے تنخواہ لینی ہے اور ہم نے کس طرح کرنا ہے۔

جناب سپیکر! یہ بار بار یہ بھی فرما رہے تھے کہ اپوزیشن کے لوگ ان کے کنٹرول میں نہیں ہیں۔ میں اس کے خلاف تھا۔ ہمارے لوگوں نے جمہوریت کا اظہار کیا ہے۔ میں یہاں بھی راجہ صاحب کو آپ کی وساطت سے کہوں گا کہ یہاں بھی جمہوریت ہے۔ ہم نے بھی اپنے اپوزیشن کے

دوستوں کو کہا ہے کہ وہ جمہوریت کا اظہار کریں۔ اگر وہ تنخواہیں لینا چاہتے ہیں تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔ ہم نے ان کو سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ اگر ہمارے دوست یہ کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے، یہ ان کی صوابدید ہے، یہ ان کا اپنا مزاج ہے اور یہ بھی جمہوریت کی عکاسی ہے۔

جناب سپیکر! انھوں نے بار بار attendance sheets اٹھا کر کہا کہ دیکھیں کہ ایک سینئر ممبر پیپلز پارٹی کی یہاں پر حاضر نہیں ہیں اور ان کی حاضری لگی ہوئی ہے۔ میں ان سے کہوں گا کہ یہ attendance sheet لے لیں اور آج ابھی اسی وقت دو ممبران کی کمیٹی بنا لیں۔ گورنمنٹ پارٹی کی اکثریت یہاں پر حاضر نہیں ہو گی جن کی حاضری لگی ہوئی ہے تو پھر یہ ہمیں کہیں۔

جناب سپیکر! ہم کہتے ہیں کہ ضروریات زندگی تو انسان کی ختم نہیں ہوتیں۔ کسی نے مولانا ابوالکلام آزاد سے خواہشات کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا تھا کہ قبر کی مٹی ہی خواہشات کو بھرے گی۔ حضور ﷺ کی حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا کہ انسان کو اگر ایک پہاڑ سونے کا دے دیا جائے تو یہ کہے گا کہ دوسرا ابھی مجھے دے دو اور تیسرا ابھی مجھے دے دیا جائے۔ یہ ہمارا جمہوری حق ہے کہ ہم اس پر بات کریں۔ ہمارا اپنے دوستوں کے ساتھ کوئی ذاتی اختلاف تو نہیں ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس ماحول میں جو تنخواہیں بڑھائی جا رہی ہیں یہ ماحول درست نہیں ہے۔ اس وقت لوگ خودکشیاں کر رہے ہیں، لوگ بھوکے مر رہے ہیں، لوگوں کے پاس پینے کا صاف پانی نہیں ہے اور ہم اپنی تنخواہیں بڑھا رہے ہیں۔ راجہ صاحب نے جو باقی باتیں کہیں ہیں انشاء اللہ ان کا جواب میں نہیں دوں گا بلکہ کل اور پرسوں کے اخباروں میں لوگ ان کو جواب دیں گے۔ وہ جواب جو میں یہاں پر ان کو نہیں دینا چاہتا۔ وہ انشاء اللہ میری طرف سے لوگ ان کو جواب دیں گے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ یہاں پر بہت بحث ہو رہی ہے۔ میں صرف اپنی information کے لئے اور میری اپنی لاعلمی ہے کہ ممبر کا تو daily ساڑھے چھ سو روپیہ بڑھے گا سیکرٹری اسمبلی کتنا لیتے ہیں۔ میرے علم میں جو ہے وہ تقریباً آٹھ سو روپیہ daily لیتے ہیں۔ یہ جو کہہ رہے ہیں ماحول صحیح نہیں ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ جیسے اسحاق بچہ صاحب نے کہا ہے کہ کسی پر قدغن تو نہیں ہے جو ممبر نہیں لینا چاہتا وہ اپنی تنخواہ نہ لے وہ جمع کروا دے، یتیموں کے فنڈ میں جمع کروا دے۔ یہاں پر بہت سارے فلاحی ادارے ہیں۔

جناب والا! دوسری بات یہ کہ reality کیا ہے اور ممبر کا order of precedent

کیا ہے؟ آپ order of precedent دیکھیں اور اس حساب سے مراعات بھی دیکھیں۔ باقی غیر ممالک میں بھی دیکھیں کہ وہاں مراعات کیا ہیں؟ یہاں پر بزنس کلاس کی بھی بات کی گئی، آپ بھی منسٹر رہے ہیں اور میں بھی منسٹر رہا ہوں۔ مجھے بتائیں کہ 1995 میں جب میں امریکہ گیا تھا یا آپ گئے تھے تو ہم پر binding تھی کہ ہم نے فرسٹ کلاس میں ٹریول کرنا ہے۔ جب ایک ممبر یا ایک منسٹر باہر جاتا ہے تو وہ ملک کا نمائندہ بن کر جاتا ہے۔ اس میں صرف یہ نہیں ہے کہ millions of people die for one yard of cloth ملک کا جھنڈا عزت اور honour کی نشانی ہوتی ہے۔ اسی طرح جو elected member ہوتا ہے یا منسٹر ہوتا ہے وہ بھی ملک و قوم کی رہنمائی کرتا ہے اور اسے عزت واحترام دیا جاتا ہے۔ اس میں جن ممبروں کو ضرورت نہیں وہ نہ کریں۔ مگر یہ بات ہم سب چاہتے تھے۔ کون سے ممبر ہیں وہ کھل کر بات کریں کہ نہیں چاہئے۔ جب چاہتے ہیں تو یہ کون سی منافقت ہے کہ ایک طرف سے ہم کہیں کہ یہ ہو جائے اور پھر ہم صرف مشہوری کے لئے اس قسم کے بیانات دیں۔ میں یہ نہیں سمجھتا کہ ہمیں ایک ممبر کو اپنا مافی الضمیر بیان کرنا چاہئے and he should be honoured to the core of his heart. It is the deed which matters not the words صرف لفاظی نہیں کرنی چاہئے بلکہ عملی مظاہرہ کرنا چاہئے۔ اگر یہاں پر سیکرٹری اسمبلی -/800 روپے لیتا ہے۔ جب دوسرے ملکوں کے جو بھی ممبر بنتے ہیں ان کو پی اے بھی ملتا ہے، سیکرٹری بھی ملتا ہے ان کی مراعات بھی ملتی ہیں، ہاؤس رینٹ بھی ملتا ہے، ان کی آپ تنخواہیں دیکھ لیں اور مجھے بتائیں کہ آپ کینیڈا، لندن، امریکہ کے بارے میں بتا رہے تھے آپ خود بتائیں کہ ایک ممبر ان کا کیا لیتا ہے؟

جناب والا! یہ ممبر اپنا مافی الضمیر بیان نہیں کر سکتا۔ میں یہ راجہ صاحب سے کہوں گا کہ یہ ساڑھے پانچ سو سے ساڑھے چھ سو کر رہے ہیں، یہ مہربانی کریں کہ سو روپیہ ہمارے منہ پر نہ ماریں۔ کم سے کم order of precedent تو دیکھیں۔ اگر ایک سیکرٹری اسمبلی -/800 روپیہ ڈیلی لیتا ہے تو ایک ممبر کو زیادہ کیوں نہیں لینا چاہئے۔ بلکہ میں یہ کہوں گا کہ ممبر کا ہزار روپیہ ڈیلی ہونا چاہئے۔ شکریہ

سید مجاہد علی شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، مجاہد شاہ صاحب!

سید مجاہد علی شاہ: جناب چیئرمین! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کافی دیر سے بحث ہو رہی ہے کہ

آیااس ہاؤس کے جو معزز ارکان اسمبلی ہیں ان کی تنخواہوں، الاؤنسز میں اضافہ کیا جائے یا نہ کیا جائے۔حیرت ہوئی ہے کہ یہ منافقت کے چہرے ہمارے اوپر سے کب اتریں گے؟یہاں پر کچھ دوستوں نے بڑی اچھی باتیں کی ہیں یہ ناظم شاہ صاحب بات کر رہے تھے اور یہ پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔کیوں ایک دوسرے کو ہم کالا کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔جو صاحبان یہاں پر یہ تقریریں کر رہے ہیں وہ مجھے اٹھ کر جواب دیں کہ یہ ایک تنخواہ اسمبلی سے لیتے ہیں اور دوسری تنخواہ جماعت سے لیتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئر مین!مجھے خود قاضی حسین احمد صاحب نے بتایا ہے کہ ہم اپنے ایم پی ایز کو خود بھی تنخواہیں دیتے ہیں۔ایک تنخواہ ادھر سے لیتے ہیں اور دوسری تنخواہ یہاں سے لیتے ہیں۔آپ یہ بتائیں کہ ان کو تو ماشاء اللہ منصورہ میں بھی کمرے ملے ہوئے ہیں یہ جو بیچارے غریب لوگ بیٹھے ہوئے ہیں یہ دور دور سے لیہ، بھکر، ڈیرہ غازی خان اور رحیم یار خان سے آئے ہوئے ہیں ان کے لئے منصورہ میں کوئی کمرہ نہیں ہے انہیں ہوٹلوں کے دروازے کھٹکھٹانے پڑتے ہیں۔آپ بتائیں کہ یہ تنخواہ میں جو اضافہ دیا گیا ہے یہ حالات کے مطابق میں سمجھتا ہوں کہ ان اراکین اسمبلی کو خراج تحسین پیش کرنا چاہئے جنہوں نے پچھلے چار سال ہر طبقے کی تنخواہوں میں اضافہ کیا ہے اور خود صبر سے کام لیتے رہے ہیں جبکہ یہی اسمبلی ہر طبقے کو مراعات دیتی ہے۔آپ دیکھیں کہ ہر شعبے کے لئے جرنلسٹ کے لئے کالونیاں، ججز کے لئے کالونیاں اور مختلف طبقات کے لئے کالونیاں ہر کوئی اپنی ڈیمانڈ لے کر آتا ہے اس وقت انہیں کوئی رونا نہیں آتا۔جب اسمبلی کے معزز اراکین کی باری آتی ہے تو مسئلہ بن جاتا ہے۔

جناب چیئر مین!کیا ایک درمیانے طبقے کا آدمی، ایک غریب آدمی اس ہاؤس میں آکر لوگوں کو وہ سہولیات دے سکتا ہے جو ہم مراعات اس کو دیتے ہیں۔یہ غریب آدمی اور درمیانے طبقے کے آدمی کے لئے ایک راستہ رکا ہوا ہے اور جب تک آپ ان کو مراعات نہیں دیں گے تو یہ اپنے ووٹرز کے ساتھ جا سکتے ہیں، ان کی امداد کر سکتے ہیں، ان کے لئے ٹیلی فون کر سکتے ہیں اور نہ ہی ان کو کنوینس مہیا کر سکتے ہیں۔یہ سوچنے والی چیزیں ہیں کہ کیا ہم نے آگے کے لئے یہ ہاؤس ان کے حوالے کرنا ہے جو صرف لینڈلارڈ ہیں انہیں اب بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔وہ اب بھی چاہیں تو اپنی تنخواہیں یہاں پر جمع کرا سکتے ہیں جیسا کہ راجہ صاحب نے کہا ہے۔مگر خدارا!منافقت سے باز آئیں اور ان لوگوں کے لئے راستہ کھلا رکھیں جو اپنے پیسوں سے اور حق حلال کے پیسوں سے منتخب ہو کر آتے

ہیں اور حق حلال کے پیسوں سے اپنے فخریہ انداز میں، اچھے کردار میں اپنا وقت گزار رہے ہیں۔

MR ARSHAD MEHMOOD BAGGU: Point of explanation.

جناب چیئرمین: جی۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! مجاہد شاہ صاحب! ہمارے محترم بھائی ہیں اور اس ہاؤس کے فاضل ممبر ہیں۔ وہ پرانی کہاوت ہے کہ [******]

جناب چیئرمین: یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! میں نے تو کچھ بھی نہیں کہا۔ دوسری بات میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ قاضی حسین احمد ہمیں تنخواہ نہیں دیتا، نہ ہم تنخواہ لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: یہ ان کا ذاتی فیصلہ ہے۔ سپیکر پنجاب اسمبلی تنخواہ نہیں لیتے، وہ ٹی اے ڈی اے نہیں لیتے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! میں صرف انفارمیشن کے لئے کہہ رہا ہوں کہ یہ خود اپنے رویے پر غور کریں کہ یہ کہاں تھے اور کہاں یہ چلے گئے ہیں؟ شکریہ

MR CHAIRMAN: The motion moved and the question is:

> That the Punjab Revision of Emoluments of Public Representatives Bill 2006 be taken into consideration at once.

(The motion was carried.)

MR CHAIRMAN: Now we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE 2

MR CHAIRMAN: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

* بحکم جناب چیئرمین الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

CLAUSE 3

MR CHAIRMAN: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR CHAIRMAN: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR CHAIRMAN: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR CHAIRMAN: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR CHAIRMAN: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR CHAIRMAN: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR CHAIRMAN: Now, Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR CHAIRMAN: Third reading start. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:

> "That the Punjab Revision of Emoluments of Public Representatives Bill 2006 be passed."

MR CHAIRMAN: The motion moved is:

> "That the Punjab Revision of Emoluments of Public Representatives Bill 2006 be passed."

The motion moved and the question is:

> "That the Punjab Revision of Emoluments of Public Representatives Bill 2006 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

MR CHAIRMAN: The University of Central Punjab Lahore (Amendment) Bill 2005. First Reading starts. Now we take up

the University of Central Punjab Lahore (Amendment) Bill 2005. Minister for Law or Minister for Education may move it.

وزیر تعلیم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

وزیر تعلیم: شکریہ۔ جناب چیئرمین! اس میں میری مؤدبانہ گزارش یہ ہے کہ University of Central Punjab (Amendment) Bill یہ گورنمنٹ لے کر آنا چاہ رہی تھی لیکن آپ کی انفارمیشن اور ہاؤس کی انفارمیشن کے لئے بھی کہ ہائر ایجوکیشن کمیشن نے نیا criterion بنایا ہے تو اب ہم اس بل کو reform شکل میں دوبارہ لانا چاہتے ہیں کیونکہ انہوں نے نئے رولز اور پروسیجر ہمیں دے دیئے ہیں تو میری استدعا ہو گی کہ آپ اس بل کو رولز آف پروسیجرز کے رولز 110 جو کہ Withdrawal of Bills کے بارے میں کہتا ہے کہ:

> The member in-charge of a Bill may at any stage of the Bill moved for leave to withdraw the Bill and if such leave is granted the Bill shall stand withdrawn and no further motion shall be made with reference to this Bill.

تو میری یہ گزارش ہو گی کہ آپ اس کو withdrawal کے لئے ہمیں اجازت دیں تاکہ ہم اس کو دوبارہ صحیح شکل میں لا سکیں۔

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب اس بل کو واپس لینا چاہ رہے ہیں تو ہاؤس کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟

(ہاؤس سے اجازت ہے کی آوازیں)

یہ بل واپس لینے کی اجازت دی جاتی ہے۔

وزیر تعلیم: شکریہ جناب چیئرمین!

مسودہ قانون (ترمیم) سوسائٹیز رجسٹریشن مصدرہ 2006

MR CHAIRMAN: Now we take up the Societies Registration (Amendment) Bill 2006. Minister for Law or Minister-in-

charge.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:

> That the Societies Registration (Amendment) Bill 2006, as recommended by the Standing Committee on Industries, be taken into consideration at once.

MR CHAIRMAN The motion moved is -

> That the Societies Registration (Amendment) Bill 2006, as recommended by the Standing Committee on Industries, be taken into consideration at once. Any member who opposes?

MR ARSHAD MEHMOOD BAGGU: I oppose it, sir.

DR SYED WASEEM AKHTAR: I oppose it, sir.

SYED EHSAN ULLAH WAQAS: I oppose it, sir.

MR CHAIRMAN There are four amendments in the motion. The first amendment is from Ch Asghar Ali Gujjar, Dr Syed Waseem Akhtar, Syed Ehsan Ullah Waqas and Mr Arshad Mehmood Baggu

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! ہم نے اس کو in general oppose کیا ہے۔ یہ amendments تو بعد میں آئیں گی پہلے ہم نے اس بل کو on the whole اس کو oppose کیا ہے۔ اس پر ہماری بات سن لیں شاید اس کی ضرورت ہی نہ ہو۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! یہ جولائی 2005 میں دو amendments گورنمنٹ یہاں لے کر آئی تھی اور ہم نے اس وقت ان سے یہ درخواست کی تھی کہ براہ مہربانی! جلد بازی سے کام نہ لیں۔ آپ کی علماء کرام سے negotiation ہو رہی ہے تو اس کے بعد آپ اس بل کو اس ہاؤس

میں لے کر آئیں تو وہ ایک perfect Bill ہو گا کیونکہ بعض دفعہ حکومت عجلت میں پتا نہیں کیا انہیں عجلت ہوتی ہے اور کیا ان کا مسئلہ ہوتا ہے۔ امریکہ ان کے پیچھے کس طرح پڑ جاتا ہے اور جب امریکہ بہادر انہیں کوئی کام کہہ دے تو پھر جناب سپیکر! اوپر صدر سے لے کر نیچے تک کوئی آدمی اس کو دیکھتا بھی نہیں ہے، اس کو سونگھتا بھی نہیں ہے اور اس پر کوئی رائے نہیں دیتا اور یہ ہاؤس میں اس کو پیش کر دیتے ہیں۔ اب یہ دو ترامیم ہیں اور وہ کیا ہیں کہ جو انہوں نے پہلے کروائی تھی میں نے پہلے جس طرح عرض کی ہے کہ جولائی 2005 میں کروائی تھی۔ اور پھر یہ آج دو ترامیم لے کر آ گئے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ bad legislation ہے کہ جب آپ قانون میں کوئی amendment کرواتے ہیں اور اس کو آپ perfectly ہاؤس میں پیش نہیں کرتے اور پھر آپ چھ ماہ بعد اس پر ایک اور amendment لے آتے ہیں تو یہ نظر آتا ہے کہ دال میں کچھ کالا ہے۔

جناب چیئرمین! یہ amendment کیا ہے کہ جو مدرسے جن کے پیچھے ہم پڑے ہوئے ہیں، جن کے پیچھے امریکہ بہادر پڑا ہوا ہے، جن کے پیچھے مشرف صاحب پڑے ہوئے ہیں اور جن کے پیچھے ہم پڑے ہوئے ہیں۔ یہ amendment ہے کہ اگر کوئی مدرسہ بنا ہوا ہے تو اسے کہا ہے کہ 31۔ مارچ تک وہ رجسٹرڈ کروا لے اور دوسری amendment یہ ہے کہ جو مدرسے بنے ہوئے ہیں انہیں کہہ رہے ہیں کہ ایک سال کے اندر اندر آپ اپنی رجسٹریشن کروا لیں۔ یہ مدرسے جو مسجدوں میں بنے ہیں، آپ اور ہم نے انہی مدرسوں، انہی علماء، ان مولویوں سے قرآن پاک پڑھا ہے۔ اگر ہمیں قرآن پاک پڑھانے کے لئے ہمارے ماں باپ کو دو ہزار یا ایک ہزار روپے جس طرح ہم ٹیوشن دیتے ہیں انگلش کی، فزکس کی اور دوسرے subject کی، اگر ہمیں دو ہزار روپیہ دے کر قرآن پاک پڑھنا پڑ جاتا تو شاید ہمارے ماں باپ ساری زندگی قرآن پاک نہ پڑھاتے۔ یہ تو ان کی مہربانی ہے اور ان کا ہم پر فضل ہے کہ انہوں نے ہمیں مسلمان بنا دیا اور ہمیں قرآن پڑھا دیا اور بتا دیا کہ یہ قرآن پاک ہے۔

جناب چیئرمین! ہم اب بھی ان سے یہ کہتے ہیں کہ خدا کے لئے محاذ آرائی پیدا نہ کریں۔ علماء کرام کے ساتھ بیٹھ جائیں اور وہ علماء خود کہتے ہیں کہ ہم ان کے ساتھ اس پر بیٹھنے کے لئے تیار ہیں اور ان کے ساتھ بات کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن یہ ان کے ساتھ بیٹھنے کے لئے تیار نہیں ہے اس لئے کہ امریکہ نے ان کو آرڈر دیا ہے۔ یہاں کا وائسرائے جو پاکستان کا اصل حکمران ہے یعنی پاکستان میں امریکی سفیر، سرحد اسمبلی کے معزز سپیکر کو امریکی سفارت خانے سے دعوت آئی اور

دعوت نامہ بھیجا گیا کہ ہم آپ کو اپنے ایک پروگرام میں بلوانا چاہتے ہیں تو دوسرے دن اسمبلی کا سیشن تھا اور اسمبلی سیشن میں متفقہ طور پر ابو مصعب الزرقاوی کے لئے دعا کی سپیکر نے اجازت دی کہ آپ دعا کروا سکتے ہیں تو دوسرے دن امریکی سفیر نے انہیں لیٹر بھی لکھا اور ٹیلی فون پر بھی inform کیا کہ آپ نے ابو مصعب الزرقاوی کے لئے ہاؤس میں دعا کروائی ہے لہذا ہم آپ کو بھجوائے گئے دعوت نامہ کو کینسل کرتے ہیں اور آپ کو یہاں پر آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ حالات ہیں اس ملک کے جو یہاں پر ہو رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ راجہ صاحب جو یہ amendment کر رہے ہیں یہ کوئی اتنی بڑی بھی نہیں ہے اور اتنی چھوٹی بھی نہیں ہے تو میں ان سے یہ درخواست کروں گا کہ اب بھی علماء کرام کی body بنی ہوئی ہے تو ان کے ساتھ بیٹھ جائیں اور بیٹھ کر فیصلہ کریں کہ اس میں کہاں کہاں وہ ان کے ساتھ تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں اور کہاں کہاں حکومت ان کے ساتھ تعاون کے لئے تیار ہے تاکہ ایک بہتر legislation ہو سکے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: شکریہ۔ جناب چیئرمین! the proposed amendment in the Societies Registration (Amendment) Bill 2006 کی دفعہ 21 میں یہ ترمیم کی گئی ہے اور جس طرح میرے فاضل دوست ارشد بگو صاحب نے مجھ سے پہلے بتایا کہ haphazardly amendments کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین! ہم سمجھتے ہیں کہ یہ bad law making کی ایک اور مثال ہے آپ دیکھیں کہ یہ دفعہ 21 میں ترمیم کر رہے ہیں اور میں ایکٹ کی دفعہ 19 آپ کے سامنے پڑھتا ہوں آپ ذرا توجہ فرمائیں اس میں لکھا ہوا ہے کہ:

> Inspection of documents certified copies: Any person may inspect all documents filed with the Registrar under this Act on the payment of a fee of one rupee for each inspection and any person may acquire a copy or extract of any document or any part of the document to be certified by the Registrar on the payment of two anas.

جناب یہ دفعہ 21 میں ترمیم کر رہے ہیں اور دفعہ 19 میں یہ لکھا ہوا ہے کہ دو آنہ

اگرpayکرے گاfor every hundred words of each copyتب اس کی کاپی ملے گی۔ مجھے بتائیں کہ کوئی سوسائٹی رجسٹرڈ ہوتی ہے اس کی کاپی لینے کے لئے میں درخواست دیتا ہوں میں اس کو دو آنے کہاں سے دوں گا اس کی ایک کاپی لینے کے لئے دو آنے کی کرنسی میں کہاں سے لے کر آؤں گا۔ جیسا کہ مجھ سے پہلے فاضل مقرر نے فرمایا کہ امریکہ کے کہنے پر ترمیم کرنا چاہتے ہیں تو خدا کے لئے ہمارے کہنے پر یا اپنی حکومت کی ایماء پر یا اپنی حکومت کا امیج بہتر بنانے کے لئے دفعہ 19 کو بھی ترمیم کر کے اس کو ٹھیک کر دیں اور دو آنےup to dateکر دیں یہ دو آنے تو اس وقت کہیں سے ملتے ہی نہیں ہیں۔

جناب والا! دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ دینی مدرسے پر تو پابندیاں لگا رہے ہیں اس سے پہلے جو ہم نےamendmentدی تھی اس میں یہ کہا تھا کہ اس کے ساتھ این جی اوز کو بھی شامل کریں۔ اب دینی اداروں پر تو یہ سارے پابندیاں لگا رہے ہیں جبکہ دوسری طرف این جی اوز کو کھل کر کھیلنے کی مکمل اجازت دی ہوئی ہے ان کو کوئی پوچھتا نہیں ہے۔ یہاں اسمبلی کا ریکارڈ گواہ ہے کہ ایسی این جی اوز بنی جنہوں نے کروڑوں روپے اکٹھا کیا اور سارے کے سارے ڈائریکٹرز ملک سے باہر بھاگ گئے۔ اسمبلی کےfloorپر وزیر موصوف نے بتایا تھا کہ وہ چودہ کروڑ روپے لے کر ملک سے باہر بھاگ گئے۔ ان کو یہ نہیں پوچھتے ہیں۔ این جی اوز کی رجسٹریشن میں یہ شرائط عائد کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں اور یہ ہم نے اس سے پہلے بھی یہ گزارش کی تھی کہ اگر آپ نے اسBillکوup to dateکرنا ہے تو پورے کے پورے بل کوup to dateکیجئے۔

جناب! تیسری بات میں یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ دیکھیں کہ ہماری حکومت کے پیمانے کیا ہیں ایک طرف باہر کے ملکوں سے دینی مدارس میں داخلہ لینے کے لئے آنے والوں پر پابندی لگی ہوئی ہے کہ وہ دینی تعلیم کے لئے یہاں نہیں آ سکتے دوسری طرف سکھوں کو اجازت ہے کہ وہ آئیں ننکانہ صاحب آئیں جتنی مرضی دیر ٹھہریں یعنی سکھوں کو اپنی مذہبی تعلیم حاصل کرنے کے لئے یہاں آنے کی اجازت ہے مسلمانوں کو دینی تعلیم حاصل کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! میں آپ کے سامنے یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پورے ملک کے اندر دینی اداروں کوdiscriminationکا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ ساری دنیا اس چیز کی گواہ ہے کہ زلزلہ سے متاثرہ علاقوں میں سب سے زیادہ کام وہ الخدمت فاؤنڈیشن، جماعتہ الدعوۃ اور الرشید ٹرسٹ نے کیا اب یہ پچھلے دنوں نام نہاد وہاں پر تمغۂ ایثار دینے کے لئے ایک مجلس کی جاتی ہے اور

اس میں ناچنے گانے والوں کو بلا لیا جاتا ہے کہ جی آپ نے بڑا کام کیا ہے لیکن جنہوں نے اصل وہاں پر کام کیا ہے جو ابھی تک وہاں کام کر رہے ہیں جن کے ہزاروں ورکرز وہاں کام کرتے رہے ان کو وہاں بلانے کی دعوت تک نہیں دی جاتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت اچھا کیا انہوں نے ہمیں نہیں بلایا ہم نے جو کام کیا ہے وہ اللہ کو راضی کرنے کے لئے کیا ہے لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس ملک کے اندر مسلمان بستے ہیں ان کے ساتھ discrimination کی جا رہی ہے، مسلمانوں پر پابندیاں لگائی جا رہی ہیں، دینی اداروں پر پابندیاں لگائی جا رہی ہیں، ان کے حقوق غصب کئے جا رہے ہیں اور دوسری طرف وہ ادارے جو دین کے خلاف ہرزہ سرائی کرے جو مرضی منہ میں خرافات بکے ان پر کوئی پابندی لگانے کے لئے تیار نہیں ہے۔ یہ ایک ایسی قانون سازی کی جا رہی ہے کہ جس کا کوئی جواز نہیں بنتا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بالکل غلط ہے یہ legally بھی غلط ہے کہ میں نے آپ کے سامنے پوری دفعہ 19 پڑھ کر سنائی ہے کہ اس سے پچھلی دفعہ 21 پر amendment کی جا رہی ہے اور دفعہ 19 کی کیا حالت ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس bill کو یہاں پیش کرنے کی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر سید وسیم اختر!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ اس کو اس back ground میں بھی دیکھنے کی ضرورت ہے کہ اس کے پیچھے نیت کیا ہے۔ اب آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے پورے نظام تعلیم کو یہ بالکل سیکولر کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ اس سے پہلے جہاد کی آیات نکالی گئیں۔ جنرل مشرف صاحب نے بیان دیا کہ ہم نے نئی آیات اس کے اندر شامل کر دی ہیں وہ نکال کر نئی آیات شامل کر دی ہیں۔ یہ بات بھی on record ہے کہ امریکہ کی اس وقت سیکرٹری آف اسٹیٹ کونڈالیزا رائس پچھلے tenure کے اندر نیشنل سکیورٹی ایڈوائزر تھی اور نظام تعلیم کے حوالے سے اس وقت زبیدہ جلال صاحبہ جو تبدیلیاں لا رہی تھیں اس کے بارے میں یو ایس سینیٹ کی Foreign Relations Committee کو بریفنگ دیتے ہوئے کونڈالیزا رائس نے یہ الفاظ کہے کہ she is a wonderful lady. She is doing her job well اور آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ ہمارے جو اس وقت کے وزیر تعلیم ہیں انہوں نے فرمایا ہے کہ نماز کا طریقہ ہم نصاب سے نکال رہے ہیں کیونکہ اس سے فرقہ واریت پھیلتی ہے اور انہوں نے اشارہ اہل تشیع کی طرف کیا اور اگلے دن ہی پھر اس کے جواب کے اندر علامہ ساجد نقوی صاحب نے پریس کانفرنس کی اور انہوں نے کہا کہ

ہمیں قطعاً کوئی اعتراض نہیں ہے یعنی کسی مکتبہ فکر کو کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن جو جہاد کی آیات ہیں اس میں سے نکالنے کی باتیں ہو رہی ہیں اور یہ سب کچھ اس امریکہ کے کہنے پر ہو رہا ہے جو اس وقت دنیا کا بدترین دہشت گرد ہے اور ابھی آپ دیکھ رہے ہیں کہ پچھلے دو روز سے کس طرح فلسطین کے اندر وزراء کو، نائب وزیر اعظم کو وہاں کے اراکین پارلیمنٹ کو بدترین دہشت گردی کرتے ہوئے ان کو گرفتار کر کے لے گئے ہیں اور ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہے اور یہ سب کچھ امریکہ کی سرپرستی میں ہوتا ہے۔

جناب والا! گزارش یہ ہے کہ دینی مدارس کے بارے میں گورنمنٹ کے اپنے statistics ہیں کہ آٹھ لاکھ طلباء ان اداروں کے اندر تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور یہ سب سے بڑی این جی او ہے جو اس وقت پاکستان کے اندر پاکستان کی خدمت کر رہی ہے۔ ان دینی مدارس پر، ان طلباء کی تعلیم کے لئے گورنمنٹ کا ایک پیسا خرچ نہیں ہوتا۔ یہ ان کو کتابیں، لباس اور نہ ہی ان کو خوراک دیتے ہیں بلکہ یہ مدارس خود اہل خیر کے تعاون کے ساتھ اس سارے معاملات کو چلا رہے ہیں اور اس بل کے نتیجے کے اندر ان کی کوشش یہ ہے کہ ان کے گرد شکنجہ کسا جائے تاکہ یہ ادارے جہاں سے اللہ کی اور اللہ کے رسول ﷺ کی بات آرہی ہے اس کو یہ بند کر دیں اور بالکل ایک سیکولر معاشرے کو اس ملک کے اندر بنانا چاہتے ہیں۔

دوسری طرف کیفیت یہ ہے کہ آپ دیکھتے ہیں کہ مختلف کمپنیاں اپنے اشتہارات دیتی ہیں اور اس میں فحش قسم کی خواتین کا استعمال ہو رہا ہوتا ہے۔ جگہ جگہ چائے کے ہوٹل کھلے ہیں، کیبل ٹی وی لگا ہوا ہے اور اس پر جو گند آرہا ہے وہ پوری نسل کو تباہ کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ ایک طرف تو یہ کیفیت ہے اس حوالے سے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ بالکل یہ بل بدنیتی پر مبنی ہے اس کو قطعاً یہاں پیش نہیں ہونا چاہئے اور میں حکومت سے یہ درخواست کروں گا کہ اس کو واپس لے۔

جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ میں ایک دو باتیں ایوان کے ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں یہ بات کرتے ہوئے ہمارا سر فخر سے بلند ہے کہ الحمد للہ جہاں تمام اسمبلیوں نے وزراء اور ایم پی ایز کی تنخواہوں میں اضافہ کیا ہے صوبہ سرحد کی مجلس عمل کی حکومت نے وزراء کی تنخواہوں کے اندر کمی کی ہے اور یہ on record بات ہے اور ابھی کل اسلام آباد کے اندر محترم قاضی حسین احمد صاحب جو امیر جماعت اسلامی پاکستان ہیں ان کی صدارت میں جماعت اسلامی کے پارلیمنٹیرینز کی تمام اسمبلیوں، سینیٹ اور قومی اسمبلی کے پارلیمنٹیرینز کی میٹنگ تھی اور الحمد للہ وہاں پر رپورٹ پیش

ہوئی ہم فخر سے یہ بات ایوان میں پیش کرتے ہیں کہ الحمدللہ اراکین پارلیمنٹ جن کا تعلق جماعت اسلامی سے ہے انہوں نے ایک کروڑ تیس لاکھ روپیہ اپنی مراعات سے کٹ کر کے خیر کے کاموں میں لگایا ہے اور جماعت اسلامی کے بیت المال کے اندر جمع کرایا ہے اسی لئے یہاں پر مجلس عمل نے اس حوالے سے مخالفت کی تھی اور یہ بات بھی میں ریکارڈ کی درستی کے لئے آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو کمیٹی بنی تھی اصغر علی گجر صاحب اس میٹنگ میں نہیں گئے تھے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میں اس میں صرف دو حوالوں سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پہلی بات تو یہ ہے ہم یہ جو ترمیم لارہے ہیں میں اس حوالے سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ مرکزی جو تنظیم المدارس ہے ان کی مشاورت سے، ہمارے دوستوں نے بھی بات کی ہے کہ یہ مشاورت کے بعد ہونی چاہئے۔ اس میں مرکزی سطح پر بھی اور صوبائی سطح پر بھی مشاورت کی گئی ہے اور اس کے بعد یہ ترمیم لائی جارہی ہے اور یہ نہ صرف پنجاب میں ہونی ہے بلکہ تمام صوبوں میں اس کی legislation ہونی ہے۔ میں یہاں refer نہیں کرنا چاہتا لیکن صوبہ سرحد میں یہ legislation ہو چکی ہے۔ اب پنجاب میں ہو رہی ہے۔ باقی صوبوں میں بھی اس کے مطابق legislation ہونی ہے۔ بہر حال وہ امر ایک اپنی جگہ پر ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس سے کم از کم اتنا ہو گا کہ ہمارے ہاں جو مدارس ہیں ان کی ایک دفعہ رجسٹریشن ہو گی اور اس رجسٹریشن کا فائدہ یہ ہو گا کہ کم از کم یہ بات حکومت کے نوٹس میں ہو گی کہ یہ مدارس کہاں پر ہیں۔ جس طرح میرے بھائی نے بین الاقوامی طور پر اس تناظر میں بات کی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس تناظر میں یہ بات اور زیادہ ضروری ہو جاتی ہے کہ کم از کم ہمارے ہاں اس بات کا ریکارڈ ہو کہ ہمارے ہاں کوئی ایسی تنظیم، کوئی ایسا ادارہ کہ جو غیر قانونی سرگرمیوں میں ملوث نہ ہو تو اس قسم کے نظریات ہیں، اس پر مرکزی سطح پر اور صوبائی سطح پر بہت زیادہ مشاورت کی گئی اور اتفاق رائے سے یہ ترمیم لائی جا رہی ہے۔

جناب چیئرمین! دوسری بات جو احسان اللہ وقاص صاحب نے سیکشن 19 کے متعلق فرمائی ہے تو میں اس کے لئے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے ایک اچھے پارلیمنٹیرین ہونے کا ثبوت دیا، پورے بل کو انھوں نے سٹڈی کیا، ہماری صرف limitation یہ تھی کہ لاء ڈیپارٹمنٹ کے پاس consideration کے لئے ایک کلاز بھیجی گئی جس کی نوک پلک درست کر کے ہم نے

دے دی لیکن at the same time اس وقت جس طرح میرے بھائی نے نشاندہی کی ہے، میں نے متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کو بھی کہا ہے کہ وہ اس پورے قانون کا جائزہ لے کر amendments لے کر آئیں تاکہ comprehensive تبدیلیاں حالات کے مطابق اس میں لائی جا سکیں لیکن چونکہ سیکشن 19 کے متعلق میرے بھائی نے بات کی ہے، اگر وہ چاہیں تو میں ڈیپارٹمنٹ کو یہ direct کر سکتا ہوں کہ وہ اس کے ساتھ associate ہو جائیں۔ اس بل کو update کرنے کے لئے وہ پرائیویٹ ممبر کے طور پر amendments لائیں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اس کو oppose نہیں کروں گا۔ This credit should go to a genuine legislature جس نے یہ غلطی point out کی ہے اس کا credit بھی ان کو جانا چاہئے۔ میں اس حوالے سے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور باقی ترامیم جو ہیں وہ چونکہ وقت کے بعد دی گئی ہیں میں اپنے بھائیوں سے استدعا کروں گا کہ وہ ان کو press نہ فرمائیں، یہ بل پاس ہونے دیں۔ آپ thoroughly اس کو study کریں، ترمیم لے کر آئیں، جو بھی آپ کی حالات و واقعات کے مطابق اس قانون کو بہتر بنانے کے لئے تجاویز ہوں گی انشاء اللہ تعالیٰ ان کو adopt کیا جائے گا۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئرمین! میں لاء منسٹر صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان سے یہ درخواست کروں گا جیسا کہ انھوں نے خود فرمایا ہے کہ ہمارے ملک کے اندر کوئی ایسا ادارہ یا تنظیم نہیں ہونی چاہئے کہ جس پر کوئی انگلی اٹھا سکے۔ جہاں یہ بات دینی اداروں پر لازم آتی ہے میں بالکل اس کو support کرتا ہوں کہ دینی اداروں پر آڈٹ کی پابندی آپ جو لگانا چاہتے ہیں وہ لگائیں ہم ایک بالکل fair کام کرتے ہیں اور fair ہی ہونا چاہئے لیکن یہ پابندیاں اگر آپ صرف دینی اداروں پر ہی لگائیں گے تو یہ یکطرفہ ہوں گی۔ میں ان سے یہ بھی درخواست کروں گا کہ اس میں این جی اوز کو بھی شامل کریں۔ یہ آپ کی عزت کے لئے اور حکومت کے لئے ضروری ہے۔ یہ این جی اوز جو ہیں یہ حکومتوں کو بدنام کرتی ہیں۔ یہاں پر جو لوٹ مار جعلی این جی اوز نے مچائی ہوئی ہے یہ موقع نہیں کہ میں اس کی تفصیل یہاں پر پیش کروں۔ میں یہ درخواست کروں گا کہ ان کو بھی آپ اس میں شامل کریں، انشاء اللہ ہم یہ پرائیویٹ ممبرز کے طور پر یہ چیزیں لے کر آئیں گے۔

جناب چیئرمین: جی، آپ یہ ترمیم اب واپس لیتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جی۔

MR CHAIRMAN: The motion moved and the question is:

"That the Societies Registration (Amendment) Bill 2006 (Bill No.4 of 2006) as recommended by the Standing Committee on Industries, be taken into consideration at"

(The motion was carried.)

MR CHAIRMAN: Now, we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE 2

MR CHAIRMAN: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR CHAIRMAN: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR CHAIRMAN: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That the Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR CHAIRMAN: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR CHAIRMAN: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR CHAIRMAN: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:-

"That the Societies Registration (Amendment) Bill 2006 be passed."

MR CHAIRMAN: The motion moved:

"That the Societies Registration (Amendment) Bill 2006 be passed.

The motion moved and the question:

"That the Societies Registration (Amendment) Bill 2006 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

مسودہ قانون (ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 2006

MR CHAIRMAN: Now, We take up The Punjab Local Government (Amendment) Bill 2006 (Bill No.5 of 2006). Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:

"That the Punjab Local Government (Amendment)

Bill 2006 as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once."

MR CHAIRMAN:- The motion moved is:

"That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2006 as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once."

Any member may oppose it?

MR ARSHAD MEHMOOD BAGGU: I oppose it.

SYED IHSAN ULLAH WAQAS: I oppose it.

SHEIKH EJAZ AHMED: I also oppose it.

جناب چیئرمین: جی۔

جناب ارشد محمود بگو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! پہلا میرا اعتراض یہ ہے کہ لوکل باڈیز کے جو رولز ہیں ان میں یہ amendments نہیں کر سکتے کیونکہ وہ Schedule 6 میں شامل ہے لہذا جو Schedule 6 میں شامل ہے وہ prior permission کے بغیر نہیں ہو سکتا۔۔۔

جناب چیئرمین: وہ کہہ رہے ہیں کہ انھوں نے منظوری حاصل کی ہوئی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: اگر تو ان کے پاس پریذیڈنٹ کی permission ہے تو پھر ان کو چاہئے تھا کہ یہ prior permission of President، یہ اس بل کو، اس امنڈمنٹ کو ہاؤس میں پیش نہیں کر سکتے۔ میں نے یہ آپ کی خدمت میں عرض کی ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ اگر ان کے پاس permission ہے تو ان کو چاہئے تھا کہ وہ permission اس بل کے ساتھ لگاتے تاکہ ہمیں یہ پتا ہوتا کہ انھوں نے permission لی ہے۔

جناب چیئرمین: وہ پیش کر رہے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! میرا اعتراض یہ ہے کہ 1973 کا جو آئین تھا وہ متفقہ آئین تھا اور اس پر چاروں صوبوں کے لوگوں نے دستخط کئے تھے۔ اس پر بہت محنت کی گئی تھی۔ ذوالفقار علی بھٹو کا یہ بہت بڑا کارنامہ تھا کہ اس نے ایک متفقہ آئین جو تھا وہ اس قوم کو دیا۔ میں اس کی

سیکشن 226 پڑھ دیتا ہوں۔ یہ amendment کیا کروانا چاہتے ہیں؟ یہ amendment یہ کروانا چاہتے ہیں کہ جو سیکرٹ بیلٹ ہے اس کو ختم کر دیا جائے اور شو ہینڈ کے ذریعے الیکشن کروایا جائے جبکہ آئین یہ کہتا ہے، میں آئین کی سیکشن 226 پڑھ رہا ہوں۔ یہ chapter 8 ہے اور یہ الیکشن کے متعلق ہے۔ یہ 226 سیکشن ہے۔

226. All the election under the Constitution shall be by secret ballot.

کہ جتنے الیکشن ہوں گے وہ سیکرٹ بیلٹ کے ذریعے ہوں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس حکومت نے ایک جو سب سے برا کام کیا ہے وہ یہ ہے کہ انھوں نے Constitution کو bulldoze کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ دیکھیں کہ انسان جب secret ballot پر ووٹ ڈالنے جاتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ اپنی پوری زندگی میں اس وقت آزاد ہوتا ہے۔ اس کا ذہن اور دل اس وقت وہ گواہی دینا چاہتا جو سچی اور صحیح ہوتی ہے۔ secret ballot اس لئے رکھا گیا کہ جو آدمی اندر جائے وہ اپنے ضمیر کے مطابق، اپنے ذہن کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے دل کو حاضر ناظر جان کر مہر لگائے۔

جناب والا! یہ رولنگ پارٹی ہیں اور پچھلے بلدیاتی الیکشن میں صرف ایک نائب ناظم کو منتخب کروانے کے لئے یہ اس ترمیم کو لے کر آئے تھے جس کے تحت انھوں نے وہاں پر show of hands کے ذریعے یہ سارا عمل کیا تھا۔ secret ballot آئین کی requirement ہے۔ یہ رول نہیں ہے بلکہ آئین کہتا ہے کہ جو بھی الیکشن ہوں گے وہ secret ballot کے ذریعے سے ہوں، لوگوں کو یہ موقع دیا جائے گا کہ وہ secret ballot سے اپنی رائے کا اظہار کر سکیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ترمیم آئین کے خلاف ہے۔ انھیں اس ترمیم کو ہاؤس میں نہیں لانا چاہئے تھا۔ اگر یہ ہاؤس سے اس ترمیم کو منظور کرواتے ہیں تو اس سے حکومت کی کوئی نیک نامی نہیں ہو گی بلکہ بدنامی ہو گی۔ بہت شکریہ

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئرمین! مجھ سے پہلے میرے فاضل ممبر نے جو آئین کا حوالہ دیا ہے وہ آپ نے بغور سن لیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج کا یہ بل بھی bad legislation کی ایک درخشاں مثال ہے۔ آپ دیکھیں کہ کچھ عرصہ پہلے تو آئین کے مطابق یہ قانون سازی کی جاتی ہے کہ secret ballot کے ذریعے انتخاب ہو گا۔ ابھی دو سال بھی گزرنے نہیں پائے اور اب یہ قانون سازی لائی جا رہی ہے کہ جی ہم نے پہلے جو قانون سازی کی تھی وہ غلط ہے اس کو تبدیل کر کے اب

لوگوں کے ہاتھ کھڑے کروا کر الیکشن کروانا چاہتے ہیں۔ یہ ایک bad legislation ہے۔ خود اسی اسمبلی نے کچھ عرصہ پہلے یہ قانون پاس کیا کہ انتخاب secret ballot کے ذریعے ہوگا اب آپ یہ کر رہے ہیں کہ انتخاب secret ballot کے ذریعے نہیں ہوگا بلکہ show of hands کے ذریعے ہوگا۔ یہ کوئی اچھی مثال نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! میں دوسری گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ لوکل گورنمنٹ آئین کے تحت purely provincial subject ہے۔ اس پر جو یہ پابندی لگائی گئی ہے کہ اس میں صرف صدر کی پیشگی اجازت سے ہی ترمیم ہو سکتی ہے یہ غلط ہے۔ میں وزیر قانون صاحب سے یہ درخواست کرنی چاہتا ہوں کہ اس لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کو discussion کرنے کے لئے آپ ایک خصوصی کمیٹی تشکیل دیں۔ اس کمیٹی میں اپوزیشن کے لوگوں کو بلائیں، حکومت کے لوگ بھی ہوں۔ یعنی ایک خصوصی کمیٹی بنائیں جو کہ اس لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کو in detail دیکھے۔ اس میں بہت ساری خامیاں ہیں۔ اس ضلعی نظام کے اندر بہت ساری خامیاں سامنے آرہی ہیں۔ حکومت کے مختلف لوگوں نے خود یہ کہا ہے کہ ضلعی اور تحصیل ناظمین نے لوٹ مار کا بازار گرم کیا ہوا ہے۔ آخر ان کی اس لوٹ مار کے راستے کو بھی ہم نے ہی بند کرنا ہے۔ یہ ملک کا سرمایہ ہم نے ہی محفوظ کرنا ہے۔ یہ ایسے ادارے ہیں کہ جن کے ذریعے براہ راست benefit عام آدمی کو پہنچتا ہے۔ عام آدمی کو فائدہ پہنچانے کے لئے ہمیں اچھی قانون سازی کرنی چاہئے۔ یہ ادارے جو کہ عام آدمی کے فائدہ کے لئے ہیں چوروں اور ڈاکوؤں کے حوالے نہیں کرنے چاہئیں۔ جو لوگ بھی اس طرح کی حرکتیں کریں ان کے خلاف ایکشن کے لئے ہمیں سوچ بچار کرنی چاہئے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس جو کہ اوپر سے آیا تھا اب اوپر سے ہی اس کی ترامیم آرہی ہیں۔ اس ترمیم کو منظور کرنے کی بجائے اس آرڈیننس کے حوالے سے اس ہاؤس کی ایک کمیٹی بنائی جائے۔ یہاں ہر دو، چار یا چھ مہینے بعد صدر صاحب سے اجازت لے کر ترمیم move کر دی جاتی ہے۔ جب ہم اپنے طور پر اس پر کوئی amendment move ہی نہیں کر سکتے تو پھر یہاں پر discussion کا کیا فائدہ ہے؟ جب ہم اس میں خود سے کوئی ترمیم ہی نہیں کر سکتے، اس کا کوئی نقطہ یا قومہ نہیں بدل سکتے، اس میں کوئی نقطہ لگا نہیں سکتے تو پھر ہمیں کیا ضرورت ہے کہ یہاں پر اس کو زیر بحث لائیں؟

جناب چیئرمین! میری وزیر قانون سے درخواست ہوگی کہ وہ اس بابت سوچ بچار کریں۔ پنجاب سب سے بڑا صوبہ ہے لہذا یہ اس معاملے میں initiative لیں، حکومتی اور اپوزیشن بنچز

کے منتخب ممبران پر مشتمل ایک خصوصی کمیٹی بنائیں اور اس میں اس لوکل گورنمنٹ آرڈیننس پر سیر حاصل بحث کی جائے۔ اس میں جو ترامیم کرنی ہیں وہ ایک ہی دفعہ لے کر آئیں اور اس آرڈیننس کو بہتر بنایا جائے۔ ورنہ آپ یہی کرتے رہیں گے۔ ایک ترمیم ہاتھ کھڑا کرنے کی لائیں گے، دو مہینے بعد پھر ترمیم لے آئیں گے کہ نہیں ہاتھ نیچے اور secret ballot شروع۔ اس کے چھ مہینے بعد پھر اوپر سے حکم آ جائے گا کہ نہیں اب پھر ہاتھ کھڑے کروا دیں۔ شاید اس کے بعد حکم آ جائے کہ ٹانگیں بھی اوپر کھڑی کروا دیں تو اس طرح کی ترامیم منظور کرنا اس اسمبلی، اس ہاؤس کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے اس لئے خدا کے لئے اس کام کو نہ کریں۔ بہت شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں صرف آپ سے اس بات پر رولنگ چاہتا ہوں کہ اگر آئین پاکستان کے اندر کوئی act موجود ہو تو کیا کوئی صوبائی اسمبلی اس کے علی الرغم کوئی قانون لا سکتی ہے، اس کے اندر کوئی تبدیلی لا سکتی ہے؟

جناب چیئر مین: مرکز میں آپ کی جماعت نے ہی صدر پاکستان کو یہ اختیار دیا ہوا ہے لہذا یہ بات یہاں نہ شروع کیا کریں۔

سید احسان اللہ وقاص: آپ پوائنٹ آف آرڈر پر رولنگ دیں یہ کیا کہہ رہے ہیں؟

جناب چیئر مین: میں بعد میں رولنگ دے دوں گا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! اگر ہم نے یہ غلطی کی ہے تو انشاء اللہ اس غلطی کا ازالہ بھی کریں گے اور ہم نے یہ عہد کیا ہوا ہے کہ انشاء اللہ اس کو صدر نہیں رہنے دیں گے۔

جناب چیئر مین: میری ذاتی رائے میں ہاتھ کھڑے کروانا اچھی بات ہے، یہ ہونا چاہئے، اس سے بچت ہو جاتی ہے۔ جی، شیخ اعجاز صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب! اس کی ذرا وضاحت کر دیں کہ بچت سے کیا مراد ہے؟

شیخ اعجاز احمد: جناب چیئر مین! جس حوالے سے آپ بچت کہہ رہے ہیں to some extent اس بات کو اگر مان بھی لیا جائے، آپ نے جن معنوں میں فرمایا ہے کہ بچت ہو جاتی ہے وہ بات ہمیں سمجھ میں آ گئی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب چیئرمین!آپ نے بجٹ کی بات کی ہے تو احسان اللہ وقاص صاحب نے فرمایا ہے کہ اس کی وضاحت کر دیں کہ بجٹ کس حوالے سے ہو رہی ہے۔تو میں عرض کرتا ہوں کہ یہ جو سرحد میں سینیٹ کے الیکشن میں تھوڑا سا مسئلہ ہوا تھا،اس بابت انکوائری ہو رہی ہے اوراس انکوائری کی رپورٹ میں پتا چل جائے کہ بجٹ کس چیز کی ہوتی ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب!ہم نے دو گندے انڈوں کو نکال کر باہر کیا ہے۔یہ بھی مہربانی کریں جتنے گندے انڈے ہیں انھیں نکال کر باہر پھینکیں۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب!تشریف رکھیں۔شیخ صاحب کو بات کرنے دیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب چیئرمین!آپ نے جو بجٹ کی بات کی ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ system of failure ہے اور یہ گند کن لوگوں نے ڈالا ہے،یہ کون لوگ ہیں؟انھیں بھی اپنی صفوں میں احتساب کرنا چاہئے کہ کن لوگوں نے ملک کے اندر horse-trading کی ہے، کن لوگوں نے وفاداریاں خریدنے کے لئے بوریوں یا تجوریوں کے منہ کھولے؟یہ بہت بڑا question mark ہے،یہ ہمارے موجودہ سسٹم کے اوپر بہت بڑا سوالیہ نشان ہے۔ہم پہلے دن سے اس بات کے داعی ہیں۔ہم نے اس بات کو بے شمار مرتبہ دلائل اور زمینی حقائق کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ موجودہ سسٹم چلانے والی صرف ایک شخصیت ہے جس کا نام جنرل مشرف ہے۔انھوں نے اس سسٹم کو confuse کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی ہے کیونکہ ہر ڈکٹیٹر کی سب سے مرغوب غذا،سب سے پسندیدہ چیز confused nation ہوتی ہے۔تو جنرل مشرف نے اس nation کو confuse کرنے کے لئے اس لوکل گورنمنٹ سسٹم کا آغاز کیا تھا۔آپ ملاحظہ فرمائیں کہ جس صوبہ کے اندر parliamentary form of government functioning ہو، جس ملک کے اندر چار صوبائی اسمبلیاں کام کر رہی ہوں، جس میں ایک سینیٹ کا ادارہ کام کر رہا ہو وہاں پر صرف اپنی بی ٹیم کو دوام بخشنے کے لئے،اپنے ناجائز اقتدار پر قبضے کو موثر کرنے کے لئے اس ضلعی نظام کو شروع کیا گیا۔اب آپ ملاحظہ فرمائیں کہ یہاں پر موجودہ حکمرانوں نے under the umbrella of جرنیل اس ملک کے قانون کا بیڑا غرق کیا ہے،اس ملک کے آئین کی دھجیاں بکھیریں گئیں۔ 1973 کا جو متفقہ آئین تھا اسے تار تار کیا گیا اور یہ اسی کا ایک تسلسل ہے۔انھوں نے پہلے یہ تجربہ کر لیا

کہ جن بے وفالوگوں نے اپنی اپنی پارٹیوں کو چھوڑا ہے اب ہم نے ان کو کیسے گھیرنا ہے۔ انھوں نے پہلے ان کو لالچ دے کر ڈرا کر اور نیب کے حوالے کر کے گھیرا تھا۔ اب انھوں نے سوچا ہے کہ اگر کسی گورنمنٹ کے بندے کے خلاف no confidence کی قرار داد move ہو گی۔ چونکہ grass root level پر (ق) لیگ کا شیرازہ بکھر چکا ہے اور Charter of Democracy کے آ جانے کے بعد اقتدار کے ایوانوں میں زلزلہ آیا ہوا ہے اور یہ سمجھ رہے ہیں کہ چھ مہینے کا عارضی اقتدار ہے۔ ان کو پتا ہے کہ تبدیلی کی ہوا چلنے والی ہے اور چلی ہے تو ہم نے لوگوں کو کیسے اپنے ساتھ رکھنا ہے۔ صرف اس کے لئے show of hand کا undemocratic اور unconstitutional طریقہ متعارف کرانے جا رہے ہیں۔ ہم اس کی مذمت کرتے ہیں۔ انھوں نے جو پہلے خرید و فروخت کی تھی انھوں نے جو پہلے جال لگایا تھا ہم نے اس وقت اس کی بھی مذمت کی تھی اور ہم نے کہا تھا کہ لوٹے خریدنے کا سلسلہ بند کیا جائے اور آج بھی اس بل کی انہی ground realities پر مذمت کرتے ہیں کہ یہ غیر آئینی اور غیر جمہوری ایکٹ ہے۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ: پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، راناصاحب!

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب والا! میری گزارش ہے کہ شیخ صاحب بڑی خوبصورت گفتگو کرتے ہیں۔ شیخ صاحب نے جو الفاظ استعمال کئے ہیں کہ ایک شخص پوری قوم کو confuse کرنے اور اقتدار کو دوام بخشنے کے لئے یہ قانون سازی کروا رہا ہے۔ میری گزارش ہے کہ یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں۔

(اذان عصر)

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، دو منٹ میں بات کر لیں۔ ڈاکٹر فرزانہ پلیز تشریف رکھیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! راجہ صاحب پریشان ہیں۔ ان کی حاضری ہو جائے گی چونکہ اوپر سے حکم ہے اور آپ نے پاس کروالینا ہے۔ اس Bill پر میرا بنیادی اعتراض یہ ہے کہ---

(حکومتی بنچز کی طرف سے آوازیں آپ نے oppose نہیں کیا تھا)

جناب چیئرمین: راناصاحب! آپ بات کریں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! Under the Constitution this is a provincial subject لوکل گورنمنٹ جس law کو without prior permission alter, repeal یا amend نہیں کرسکتے تو یہ آپ کی صوبائی خودمختاری پر ایک ڈاکا ہے۔ یہاں پر یہ بل آیا اور سٹینڈنگ کمیٹی کو refer ہوگیا لیکن اس نے بھی اس بل کو من و عن واپس بھیج دیا۔ اب جب یہاں پر آیا ہے تو کوئی ممبر بھی اس پر ترمیم پیش نہیں کرسکتا۔ بطور قانون دان جس چیز پر آپ کا بنیادی حق ہے اور آپ اسے نہیں کرسکتے تو میرے خیال میں جو آپ کی بنیادی ڈیوٹی ہے کہ آپ قانون سازی کریں اس سے انحراف کررہے ہیں۔

جناب والا! دوسری بات 226 under the Constitution Article یہ پابندی ہے کہ we should derive spirit from the Constitution اور Constitution کے مطابق

All the elections under the Constitution shall be through the secret ballot.

جناب سپیکر! کچھ لوگ بڑے مضبوط ہوتے ہیں اور کچھ کمزور ہوتے ہیں ہر انسان برابر نہیں ہوتا مگر خفیہ بیلٹ کے ذریعے آسانی سے اپنا ووٹ دے سکتا ہے۔ اب یہ صرف اس لئے کیا گیا ہے کہ جب انھوں نے دیکھا کہ یہ کچھ جگہ پر بلدیاتی الیکشن ہار گئے ہیں تو اس کے بعد انھوں نے سوچا کہ ہمیں نائب ناظمین میں بڑا problem آجائے گا تو فوراً ایک قانون لایا گیا تاکہ بذریعہ ایس ایچ او اور آپ تو ویسے بھی تھانہ کلچر کو مضبوط کررہے ہیں اور آپ نے تھانے میں ایس پی اور ڈی ایس پی بٹھادیئے ہیں۔ یہ جمہوری اداروں کو مضبوط کرنے کے لئے نہیں کیا گیا بلکہ تھانہ کلچر کو مضبوط کرنے کے لئے کیا گیا ہے۔ جب تک لوگوں میں یہ احساس پیدا نہیں ہوگا کہ ہم نے یہ ووٹ اچھے کو دینا ہے یا برے کو دینا ہے یہ اس کے لئے کیا جارہا ہے۔ ہم اس لئے مذمت کرتے ہیں کہ اگر ایک چیز آئین میں ہے اور آپ آئین سے spirit derive کررہے ہیں اور آپ نے پولیس آرڈر والا basic right فیڈرل گورنمنٹ کو دے دیا ہے۔ میں اس کو اس لئے oppose کررہا ہوں کہ میرے پاس کوئی right نہیں کہ میں اس میں یہاں پر ترمیم لاسکوں۔ اگر میں اس میں ترمیم لاسکتا اور اس پر

بات کر سکتا تو وہ بہتر تھا۔کیونکہ میرا اس میں کوئیroleہی نہیں ہے اسے صرف صدر پاکستان یا جسے بھی اختیار ہے وہ کر سکتا ہے۔اس لئے

I oppose them

MR CHAIRMAN: The motion moved and the question is-

> "That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2006, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

MR CHAIRMAN: Now we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE 2

MR CHAIRMAN: Now Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR CHAIRMAN: Now Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR CHAIRMAN: Now Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR CHAIRMAN: Now Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR CHAIRMAN: Now the Preamble of the Bill is under consideration...

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! آپ کہہ رہے ہیں کہ no amendment in it. ہم تو amendment پیش ہی نہیں کر سکتے اور یہ تو ہمارا right بھی نہیں ہے۔ آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: میری بات سنیں! صدر کی مرضی سے ہو سکتی ہے آپ ان کو move کر دیں اگر وہ اجازت دے دیں تو ہم کر دیتے ہیں۔

MR CHAIRMAN: Now Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR CHAIRMAN: Now Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

MR CHAIRMAN: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:

That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2006 be passed.

MR CHAIRMAN: The motion moved:

"That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2006 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2006 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

جناب چیئرمین: بحث رانا صاحب کل نہ کر لیں؟

آوازیں: کل پر رکھ لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ کل پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے until or unless you decide کہ کل پرائیویٹ ممبرز ڈے نہیں ہوگا سرکاری بزنس ہم کل نہیں لے سکتے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ساڑھے تین سال کے بعد انہوں نے تھانہ کلچر کو بہتر کرنے کے لئے یہ initiative لائے ہیں اور اگر گورنمنٹ چاہتی ہے کہ اس پر رائے آئے اس پر positive discussion ہو تو پھر اس کے لئے ٹائم مختص کرنا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! پھر یہ طے کر لیں کہ اگر کل پرائیویٹ ممبر ڈے نہیں لینا پھر تو ٹھیک ہے اور میں نے تو یہ بھی کہا ہے کہ یہ آپ کی صوابدید ہے آپ کے چیمبر میں طے کر لیتے ہیں کہ اگر کل پرائیویٹ ممبر ڈے نہیں رکھنا تو پھر کل کر لیں۔ (قطع کلامیاں)

شیخ اعجاز احمد: جناب چیئرمین! اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ جیسے رانا صاحب نے کہا ہے کہ ساڑھے تین سال بعد گورنمنٹ تھانہ کلچر کو تبدیل کرنے جا رہی ہے اور ہم نے اس کو thoroughly study کیا ہے اور اس کا جو میجر ایکٹ ہے اس کو بھی ساتھ لے کر آئے ہیں۔ یہ

سب سے اہم بات جو بتانے والی تھی اور اس میں ہم نے اپنی suggestion دینی ہیں اور اب آپ دیکھ لیں کہ ٹائم کیا ہوا ہے۔ ہم پرائیویٹ ممبر ڈے کے مخالف نہیں ہیں کہ اس کو نہ لیا جائے۔

جناب چیئرمین: کل کا ایجنڈا پھر defer کر دیں۔

شیخ اعجاز احمد: اس کو پھر بدھ کے روز کر لیں۔

جناب ارشد محمود بگو: اگر ہم اس میں consensus چاہتے ہیں تو بدھ کو کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا کل پرائیویٹ ممبر ڈے ہی رہنے دیں اور بدھ کو عام بحث رکھ لیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا ختم ہو گیا ہے۔ اجلاس کل مورخہ 4۔ جولائی 2006 صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔